

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ

اِسْمَیْ عَلٰی سَیْرَتِیْ وَ اَنْ تَجْعَلَ لِیْ فِیْهَا حَیٰةً

تحفۃ الاصفی

تصنیف لطیف

مثنوی خدا بخش شائق و ارثی

اردو ترجمانی

راشد عزیز و ارثی المعروف فقیر مراد شاہ و ارثی



کے اسٹیبلشمنٹ

مکتبہ دار الفکر، جہلم (پاکستان)

فہرست

۱	سردق
۳	عکس اصل سردق
۴	استدعا
۶	شرف انتساب
۷	اجہارِ شکر
۸	قطعہ سالِ اشاعت
۱۰	حرفِ آغاز
۱۶	ترجمہ ”تقۃ الاصغیا“
۲۵۰	کلام سرکارِ عالم نوازؒ
۲۷۰	سلسلہ وار شیعہ کے بنیادی مآخذ
۲۷۱	خصوصی گزارش

امام الفقراء وارث علی سید حافظ حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز





پنجابی حافظ فقیر حاجی اکمل شاہ دارنیؒ



شہید محبت فقیر حیرت شاہ دارنیؒ



حضرت حاجی اویس شاہ دارنیؒ



لسان طریقت بیدم شاہ دارنیؒ



الحاج فقير سيد عمر علي شاه دارق الجیری



حضرت الحاج فقیر عزت شاہ دارق



فقیر حکیم صابر شاہ دارق



راشد عزیز دارق المعروف فقیر مراد شاہ دارق



راجہ یوسف وارثی اور حاجی نصیر وارثی حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی صاحب کے ہمراہیوں کے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اظہار تشکر

میں تیرے دل سے اپنے ہر عزیز

صاحب حال صاحب نظر صاحب دل مشفق و مہربان

استاد المکرم مولانا عبدالسلام چشتی حیدری صاحب

کا مشکور و ممنون ہوں کہ جنہوں نے ہمیشہ تمام علمی و ادبی، دینی و روحانی معاملات میں

میری بھرپور رہنمائی فرمائی۔ اور ہر حال میں اپنا قیمتی وقت مجھے مرحمت فرمایا۔ میں دل

کی گہرائیوں سے جناب کی روحانی و جسمانی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے

اللہ کریم سے دعا گو ہوں۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین، بحرمت سید المرسلین ﷺ۔

خاکِ درِ حبیب ﷺ

راشد عزیز داری المعروف فقیر مراد شاہ داری

قطعہ سال اشاعت

”مرحبا مرقع انوار تحفۃ الاصفیاء“

۲۰۲۰ء

تحفۃ	الاصفیاء	نسخہ	پُر	ضیاء
اس سے	آئے گی	ایمان و دین	پر	جلا
حاجی وارث	علی کا	ہے	یہ	تذکرہ
تھے جو	عالی	نسب سید	ذی	علی
اُن کا	سینہ	خزینہ تھا	عرفان	کا
اُن سے	پائی	ہزاروں نے	راہ	ہدی
عمدہ	تالیف	ہے	یہ	خدا بخش
مہرباں	جن	پہ	تھی	ذات رب
				اعلیٰ

وارثی راشد ہیں داد لائق
 کیا میں زباں کو اس فضل
 گراں گنج یہ اک ہے علم و حکمت
 گدا شاہ گے پائیں ہے روشنی اس
 یہ احسان ہے ادب پر کا ان
 ادا حق مرجا تھا ترجمہ کا
 تک دیر میں رہیں سلامت یہ
 کا فیوض کے ان رہے چشمہ جاری
 الائمین دو فیض رہا کہہ سال اس
 الاصفیاء تحفہ زہے آہا "نور"

۱۳۳۱ھ

از قلم

صاحبزادہ فیض الائمین فاروقی سیالوی

مونیال شریف ضلع گجرات

﴿حرف آغاز﴾-

- ﴿از قلم: راشتریز واری المعروف فقیر مراد شاہ واری﴾-

سچی حکیم، ہمد، مسلسل اور جنمے کا مل انسان کو کبھی نہ کسی منزل مقصود پہ پہنچا ہی دیتی ہے۔ بچپن سے ہی مرشد کریم سرکار حضور عالم پناہ سیدنا حافظ حاجی واری علی شاہ قدس سرور المعزیز سے عقیدت و محبت کا تعلق قائم ہو گیا۔ جس میں والد گرامی حکیم قاضی زاہد حسین واری المعروف فقیر مقصود شاہ واری جیسی زیرک شخصیت کی تعلیم و تربیت، حضرت الحاج فقیر عزت شاہ واری، حضرت فقیر سید عزیز علی شاہ واری، جمیرائی اور حکیم فقیر صابر شاہ واری مدظلہ العالی کی محافل و مجالس اور رنگ و کرم، پنجابی حافظ قبلہ اکمل شاہ واری کی خانقاہ قدس، آستانہ عالیہ واریہ پچھیر شریف کی حاضریوں اور سلسلہ واریہ کے بنیادی ماتخذ کے مطالعہ نے دن بدن اضافہ کیا۔

ان تمام بزرگان کی گفتگوؤں اور سلسلہ واریہ کی قدیم مستند کتب میں اکثر ایک کتاب ”تختہ الاصفا“ کے حوالے ملتے تھے۔ جو کہ شیخ منشی خدا بخش شائق واری دریا آبادی کی تصنیف تھی۔ اور جسے سرکار حضور واری عالم نواز کی پہلی سوانح حیات ہونے کا اعتراف و آپ کی بارگاہ قدس میں پیش ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ کتاب سرکار واری پاک کی ظاہری زندگی میں ہی زیور مطاعت سے آراستہ ہوئی تھی۔

چونکہ تحقیق کا ذوق رکھنے والے اصحاب بخوبی جانتے ہیں کہ کسی بھی موضوع پہ پہلی کاوش انتہائی زیادہ اہمیت کی حامل ہو کر پتی ہے۔ اور بعد کی تمام تحقیقات کے

لئے بنیادی تائید کی حیثیت رکھتی ہے۔ پھر وہ سوائے حیات کہ جو جس شخصیت پر لکھی گئی ہے، اس کی زندگی ہی میں شائع ہو جائے، بلکہ اس جستجی کی نظر تصدیق سے بھی گزر چکی ہو اس کی اہمیت و افادیت دو چند ہو جاتی ہے۔ ”تحفۃ الاصفا“ ان تمام صفات سے متصف ہے۔ سرکار حضور عالم پناہؐ آپ تک جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں ان سب کی بنیاد ہی عظیم الاذلیں کتاب پر ہے۔ اسی چیز کے چمک نظر میں نے اس کتاب کی تلاش اور اس کے ترجمہ کی کاوش کا فیصلہ کیا۔

میں نے ہندوستان، پاکستان اور انگلینڈ میں بے شمار لوگوں سے رابطے کئے اور مختلف کتب خانے چھان مارے لیکن یہ کتاب کہیں سے دستیاب نہ ہوئی۔ میں نے ہمت نہ ہاری اور تلاش جاری رکھی۔ اسی اثناء میں میرے ایک انتہائی عزیز اور مہربان دوست جناب صاحب جزاۃ حسن نواز شاہ نے خبر دی کہ آپ کی مطلوبہ کتاب خدا بخش لائبریری پٹنہ، بہار میں موجود ہے۔ پھر اسی سال انہوں نے کمال شفقت و مہربانی فرماتے ہوئے مجھے اس کی پی ڈی ایف فائل منکوا کے دی۔ اس عنایت و نوازش پر حسن بھائی کا جس قدر بھی شکریہ ادا کروں وہ کم ہے۔ میں سچے دل سے ان کے علم و عمل میں برکت اور فلاح داریں کے لئے دعا گو ہوں۔

خدا بخش شائق کا تعلق دریا آباد (بارہ بنگی، یو پی) کے مرموم خیر خلد سے تھا۔ آپ کے والد گرامی ششی نبی بخش عاسمی دریا آبادی بھی بعلی علمی و ادبی اور دینی و روحانی ذوق کی حامل شخصیت اور ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ تلاش بسیار کے بعد خدا بخش شائق صاحب کی درج ذیل کتب کی خبر ملی ہے:-

۱۔ تحفۃ الاصفا، فارسی: مکتوبہ۔

طبع اول۔ نئی دہلی میں مطبعہ بادشاہیہ، راجہ اشفاق علی شاہ ۱۳۰۶ھ بمطابق دسمبر ۱۸۸۸ء۔

طبعی: انجینر انجیل پرس، پتی بوربک ۳۸۰۸، ایمر بلاک ۱۸۹۰۔

۲۔ موقوفات حاجی وارث علی شاہ: ۱۸۰۰۔

۲- دیوان شمس الدین قنبر
۱۲۹۰ء بمبئی - ۱۳۵۰ء -

مکتبہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند
۱۳۹۸ھ

انسانی زندگی کا راز و رمز

فخر ہے۔ کہ وہ زبان سے اپنی ماری زبان میں ترجمہ کوئی آسان کام نہیں سمجھتا۔

پہلے میں اور اس کے بعد اس کے

一、二、三、四、五、六、七、八、九、十、十一、十二、十三、十四、十五、十六、十七、十八、十九、二十、二十一、二十二、二十三、二十四、二十五、二十六、二十七、二十八、二十九、三十、三十一、三十二、三十三、三十四、三十五、三十六、三十七、三十八、三十九、四十、四十一、四十二、四十三、四十四、四十五、四十六、四十七、四十八、四十九、五十、五十一、五十二、五十三、五十四、五十五、五十六、五十七、五十八、五十九、六十、六十一、六十二、六十三、六十四、六十五、六十六、六十七、六十八、六十九、七十、七十一、七十二、七十三、七十四、七十五、七十六、七十七、七十八、七十九、八十、八十一、八十二、八十三、八十四、八十五、八十六、八十七、八十八、八十九、九十、九十一、九十二、九十三、九十四、九十五、九十六、九十七、九十八、九十九、一百。

تہ ذرا آہ و بواہ کی طرف مائل رہے۔ پھر اس

ہے کہ ابی حنیفہ کو ہر قرار کرنے کے ساتھ ساتھ

میں نے اس خط پر غور کیا اور اس پر ہنس دیا۔

[illegible]

میں نے اس نادر و مستغربین کو بے پروا چھوڑ دیا اور اپنے

اور بار مجاور و دوفوں کے

زیریں ہیں جو کہ ان کے لیے ہیں

یوں پورا کر کے اس کا راز ہے اور معنی کے مشہور میں

2000

卷之四

کتاب میں مختلف صوفیائے کرام اولیائے عظام کے احوال ہوں گے۔ لیکن جب کتاب سامنے آئی، پڑھی تو پتہ چلا کہ مصنف نے یہاں اصفیاء سے مراد صفات لی ہیں۔ اصفیاء کا واحد صفتی ہے، جو عربی زبان و ادب میں خالص اور صاف کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ گویا ”تختہ الاصفیاء“ سے مراد اپنے مرشد کریم حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز کی صاف ستھری، خالص اور پاکیزہ صفات کا تختہ ہے۔

اس کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے آخر میں مصنف نے سرکار حضور عالم پناہؑ کی ہونی چند ایک منظومات کو بھی پیش کیا ہے۔ یہ ایک ایسی منفرد خصوصیت ہے کہ جو کسی اور کتاب میں موجود نہیں ہے۔ اکثریت کو اس کا علم نہیں لیکن بزرگ فقراء کے اقوال کی صداقت اس کتاب نے ثابت کر دی کہ سرکار وارث پاکؑ نے عالم جوانی میں حمد و ثناء اور مناقب بھی نظم فرمائیں۔

جہاں تک اس کتاب کے فنی محاسن اور اس کے مصنف کی مختلف علوم و فنون اور اصناف پہ دسترس کا تعلق ہے تو اس کا اظہار آپ اس کتاب میں جا بجا پائیں گے۔ قرآن و حدیث کے حوالے، جلیل القدر صوفیائے متقدمین کے ملفوظات، تاریخ نویسی کا اہتمام، قدیم استاد شعراء کے کلام سے مزین عبارتیں، نظم و نثر کا حسین استخراج، خوبصورت تشبیہات و استعارات، سلاست و روانی، اچھوتی اور نئی نئی اصناف کا استعمال اس کتاب کی خوبی اور اس کے لائق مصنف کے علمی و ادبی اور روحانی مقام و مرتبہ اور ذوق و شوق کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر یہ تصنیف، لیلیٰ مصنف کی اپنے مرشد کریم سرکار وارث عالم نوازؑ سے بے پناہ عقیدت و محبت کا مظہر ہے۔ اور دراصل یہی وہ بنیادی صفت ہے کہ جس نے اس تصنیف کو ایک ایسا

خوبصورت اور خوشناباغ بنا دیا کہ ہر آنے والے نے اس سے خوش چینی کی۔ اور فیضیاب ہوا۔

حرفہ آغاز کے آخر میں، میں اپنے احباب جناب صاحبزادہ حسن نواز سہروردی، جناب قاضی فاروق حیدر انان قاضی حافظ نرسین شاد فاروقی، راجہ محمد یوسف دارٹی، حاجی محمد نصیر دارٹی، حبیب احمد نجیبی، برادر منیب، الحق علوی دارٹی، ذوالسنر راشد علی اویسی، ایاز شہباز پٹیل اور اپنے انتہائی مہربان، شفیق اور محترم استاد مکرم جناب مولانا امجد اسلام چشتی حیدری مدظلہ العالی اور جناب صاحبزادہ پیہ فیض الامین فاروق چشتی سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ مدیدہ کابل سے مشکور و ممنون ہوں کہ جنہوں نے اس کتاب کی دستیابی سے لے کر ترجمہ، ترتیب و تزئین اور اشاعت تک بھرپور معاونت کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو اس کار خیر میں تعاون پر جزائے احسن سے نوازے۔

یہاں میں خصوصیت کے ساتھ صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی چشتی سیالوی صاحب کا ذکر خیر کرنا چاہوں گا۔ میرا ان سے تعارف مشفق و مہربان بزرگ دوست حاجی مرید احمد چشتی سیالوی صاحب مرحوم و مغفور کے ذریعہ تقریباً بیس سال پہلے ہوا۔ تب سے اب تک مسلسل آپ کی شفتوں اور نصیحتوں سے مستفید و مستفیض ہو رہے تھے۔ موصوف ایک عالم باعمل، عالم بے ریا، صوفی باصفا اور شاعر بے بدل تھے۔ حور اوت اور مناقب گوئی کے علاوہ انہیں اللہ کریم نے سب سے زیادہ جس میدان میں ملکہ عطا فرمایا تھا وہ فن تاریخ گوئی تھا۔ جسے انہوں نے باام عروج تک پہنچایا۔ اکثر واقعات میں نے انہیں کسی شخصیت کے بارے میں فقط چند الفاظ اور تواریخ

سے آگاہ کیا لیکن انہوں نے جو قطعہ تاریخ لکھ کے دیا، اس شخصیت کے اس قدر مطابق ہوتا کہ گویا آپ نے اس شخصیت کو مل کے یاد کیجے بھال سے یہ نظم یاد ہو۔ یہ امر اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ یقیناً آپ روحانی، باطنی نظام سے منسلک ایک ایسی صاحب نظر ہستی تھے کہ جن کی نگاہوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی تھی۔ آپ بے پناہ خصوصیات کے حامل انسان تھے۔ علم و بردباری، شفقت و محبت، علم و عرفان، زہد و ورع، عفو و درگزر، صاف گوئی اور طبیعت و مزاج کی نرمی جیسی صفات عالیہ نے موصوف کو ایک عام شخص سے ایک عظیم شخصیت بنادیا۔ آپ جب بھی ملنے انتہائی محبت سے گلے لگاتے، شفقت فرماتے، عزت دیتے۔ واللہ و سلف صالحین کی ایک یادگار اور چلتی پھرتی تصویر تھے۔ جو ۲۱ دسمبر ۲۰۱۹ کو ہم سے جدا ہو گئے۔

میں نے جب بھی انہیں کسی شخصیت، کتاب یا مقام کے حوالے سے قطعہ لکھنے کی درخواست کی تو انہوں نے فی الفور محض ایک دو دن کے اندر اندر انتہائی خوبصورت قطعہ لکھ کے بھیج دیا۔ اس کتاب ”تہذیب الاخلاص“ کا قطعہ تاریخ اشاعت ان کی آخری یادگار ہے۔ میں نے حضرت کے وصال سے ایک ہفتہ قبل احتیاطاً کتاب کے پریس میں بھیجنے سے پہلے ہی آپ سے گزارش کی کہ اس کا قطعہ لکھ بھیجیں تو انہوں نے اگلے ہی روز ایک انتہائی خوبصورت قطعہ لکھ کے بھیج دیا۔ جو اس کتاب میں مذکور قارئین ہے۔ دعا ہے کہ اللہ غفور الرحیم موصوف پہ بے بہا رحمتوں کا نزول فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اپنے حبیب پاک ﷺ کے قرب سے نوازے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین بحق سید المرسلین ﷺ۔

- ترجمہ تصنیف ”تہذیب الاخلاق“ -

حمد باری تعالیٰ جل شانہ

- ۱۔ حمد اس شہنشاہِ کائنات و کائنات ہے جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ یہ زبان کی تلواریں آپ کا پیر و برحق ہے۔
- ۲۔ جو کچھ ہوا اور مٹی اور نور و تاریک موجود ہیں۔ اس ذاتِ باری تعالیٰ کا خلقِ ہر جگہ اور ہر شے میں دکھائی دیتا ہے۔
- ۳۔ ہر جگہ اسی کے جمال کا شہرہ ہے۔ کائنات کے ہر ذرہ نے اسی سے حقد پایا ہے اور اسی سے فیضیاب ہوا ہے۔
- ۴۔ خدا کے بزرگ و برتر ہی کے انوار سے پھر ایک قیمتی موتی بن گیا ہے۔ اس کے اسرار سے قطرہ اعلیٰ موتی بن گیا۔
- ۵۔ آدمی کی کیا طاقت ہے، کیا حیثیت ہے کہ اس کے مقابلے میں جو عالمی کے معاملہ میں آسمان بھی پریشان ہے اور ستارے کی آنکھ بھی حیران ہے۔ یعنی سب اس معاملہ میں بے بس ہیں۔ اور اس کی حمد و ثناء کا حق ادائیں کر سکتے۔
- ۶۔ کیفیت اور کیفیت سے اللہ عزوجل کی ذات باریکات مکمل طور پر پاک ہے۔ نیز اللہ خوشی اور مٹی سے بھی پاک ہے۔
- ۷۔ اللہ بزرگ و برتر کے اوصاف کا مکمل و مقام بہت بلند ہے۔ تو ہاں ہمارے وہم و خیال کا پرندہ کیسے پر مار سکتا ہے۔ اس کی پرواز کیا ہوگی۔
- ۸۔ اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کے اوصاف کے شاہد لوگوں کی باتوں کی طرف

توجہ نہیں دیتے۔ کیونکہ انہیں لوگوں کی تعریف کی حاجت ضرورت نہیں ہوتی۔

نعت و سرور کا نکات علیہ الصلوٰۃ والسلام

- ۱۔ نعت اور تعریف فقط شہنشاہ و جہاں بیٹے کے لئے جائز اور روا ہے۔ آپ کا جلوہ افروز ہونا مظہر نور خدا ہے۔
- ۲۔ نور قدیمی آپ کی تخلیق میں پوشیدہ ہے۔ جو برحق اور جودازی آپ کی ذات سے ظاہر ہے۔
- ۳۔ والہ خس والہی کا معنی آپ کی صورت مقدسہ ہے۔ اور بدرالجمہ کی معنوی صورت اطہر آپ ہیں۔
- ۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ایک سورۃ کے قائم مقام ہے اور آپ اس سورۃ کی ایک آیت (ثانی) ہیں۔ آپ کی ذات باریکات مظہر شان محمدت ہے۔
- ۵۔ کونین کے پیدا ہونے کا سبب آپ کا وجود پاک ہے۔ تمام تر بلندی و بلندی آپ ہی کے طفیل ہے۔
- ۶۔ اس شہنشاہ و عالم بیٹے پر ہمیشہ درود و سلام ہو۔ آپ کی تمام آل اور جملہ اصحاب پر بھی ہمیشہ سلام ہو۔

در منقبت آل اطہار

- ۱۔ آپ کی آل اطہار سورج اور چاند سے بڑھ کر چمکنے والی ہے۔ آپ کی آل میں سے ہر ایک فردین کا بادشاہ ہے اور مغر و شان رکھتا ہے۔
- ۲۔ حضور نبی اکرم بیٹے دریا کی مثل ہیں اور آپ کی آل اطہار اس دریا سے نکلنے

والی ندی کی مانند ہیں۔ (اگر کوئی دہل جے تمہارے پاس تو بیان کر کہ) بھلا ندی دریا سے کیسے جدا ہو سکتی ہے؟

۳۔ اگر نبی رحمت ﷺ عزت و کرم کا بادل ہیں تو آپ کی بے ریا آل پاٹ اس بادل سے برسنے والی رحمت کا پانی ہیں۔

۴۔ اگر نبی پاک ﷺ کی ذاتِ انور روشنی دینے والا سورج ہے تو آپ کی آلِ پاک اس سورج سے نکلنے والی کرنوں کی مانند ہیں۔

۵۔ اگر نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس دین کا درخت ہیں تو یقیناً اس درخت کی شاخیں آپ کی آلِ کریم ہیں۔

در منقبت اصحاب کبار

۱۔ دین کے ارکان آپ کے چار پیار ہیں۔ وہ مہر و محبت سے ہندے ہیں اور مکرو فریب سے خالی ہیں۔

۲۔ ان میں سے ہر ایک دین کے اسرار کا خزانہ ہے۔ دین کی مشکلات کو ان میں سے ہر ایک آسان کرنے والا ہے۔

۳۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی دین کا نکل بنانے میں صرف کی۔ اور اس دین کو مضبوط کرنے کے لئے انہوں نے اپنے سر و حر کی بازی لگا دی۔

۴۔ ان میں سے ایک صداقت کے تاج سے سرفراز ہوئے۔ ایک (دوسرے) عدل کے میدان میں سر بلند ہوئے۔ دین آپ کے دور میں عدل کی بلندی پہنچا۔

۵۔ ان میں سے ایک (تیسرے) نے علم اور حیا کا مقام ارفع پایا۔ اور ایک

(چوتھے) نے بڑو شمشیر درخیر اہل اسلام کے لئے کھولا۔

۶۔ کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت کیے دے سکتا ہے۔

جب کہ ان میں سے ہر ایک ان اوصاف کا جامع ہے۔

۷۔ آپ کے چاروں یارِ حرم کی دیواریں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کعبہ کی

طرح عزت و آبرو والا ہے۔

۸۔ ہماری سدا بکر و عمر عثمانؓ و علیؓ ہیں۔ جو اہل صدق، صاحبِ عدل، حامل

شرم و حیا اور منبعِ ولایت ہیں۔

عرض کیفیت مؤلف

بہ تحریر مناجات و ربارگاہ قاضی الحاجات

۱۔ اے شہنشاہوں کے شہنشاہ میں دست بستہ، پاشکستہ، مغرور خواہ تیری بارگاہ بے

کس پناہ میں حاضر ہو گیا ہوں۔

۲۔ یا اللہ میں گناہوں سے بھرا ہوا ہوں۔ میرا چہرہ گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہے۔

میری خراب خستہ حالت کی طرف ایک نگاہ فرما دیجئے۔

۳۔ میرے جرم اور خطاؤں کو معاف فرمائیے۔ اے خدائی اور تری کے بادشاہ مجھ

پر رحم فرمائیے۔

۴۔ میری بڑی بڑی غلطیوں کو نہ دیکھئے۔ بلکہ اپنی رحمت کی ایک نظر مجھ پر

فرمادیجئے۔

۵۔ یا اللہ اگر آپ کی رحمت میری مددگار نہ ہوئی تو میں بے کار ہوں۔ مجھ سے

کوئی کام نہ ہو سکے گا۔

۶۔ یا اللہ! آپ کے سوا کون ہے جو میری مدد کرے۔ سوائے اس کے کہ آپ کا

لطف و کرم میری غنوائی کرے۔

۷۔ اپنے جرم و مصلیات کو جب میں یاد کرتا ہوں تو شایخ بیدری کی طرح کا پُٹھتا

ہوں۔

۸۔ میں ایک ہوں اور سوا آرزوئیں دل میں رکھتا ہوں۔ یقیناً میں ان کے ہاتھوں

عاجز ہو گیا ہوں جس طرح کہ حاکمچہز میں عاجز آ جاتا ہے۔

۹۔ میں ایسا دل رکھتا ہوں جو سوچوں سے بھر ا ہوا ہے۔ ہاتھ میں تسبیح ہے اور دل

کام میں مصروف ہے۔

۱۰۔ میں اکثر خواہشات نفس کے ہاتھوں بے بس ہو گیا ہوں۔ ہائے افسوس! کہ

میں آج عاجز آ چکا ہوں۔

۱۱۔ ہائے اس ظالم نفس نے ہمیشہ ہاتھ دکھایا اور ہر لمحہ ایک نیا ہی رنگ دکھایا۔

۱۲۔ اے پریشان اور زخمی دل خدائے بخش! تو اپنے رب کریم کی مہربانی پہ توجہ رکھ۔

۱۳۔ اگر اس کا لطف و کرم مجھ پہ ہو گیا تو میرے گناہ نیکیوں میں بدل جائیں گے

اور طاعت کی طرح روشن ہوں گے۔

ذریعہ صرف مرشد

۱۔ آجاساقی! آج! میں تیرا مرید ہوں، کہ تو بے حد شہرت رکھتا ہے۔

۲۔ اس زخمی دل کے پکانے میں مئے عرفاں کا ایک گھونٹ ڈال تا کہ میں اس

قابل ہو جاؤں کہ اپنے مرشد کریم کی تعریف بیان کر سکوں۔

۳۔ (اس کے فیض سے) میرا قلم آج رات بہت سی خوب لکھ رہا ہے۔ اور میرا

نام لڑنے والے پروں کا حامل بن گیا ہے۔

۴۔ میں اپنے مرشد کریم کی توصیف بیان کرنے کا خیال رکھتا ہوں۔ جو ایسا شاہ

ہے کہ سورج اور چاند کو روشنی صفا کرنے والا ہے۔

۵۔ وہ ایسا شاہِ خواہاں ہے کہ اگر اپنی مہر کن نگاہوں سے اشارہ کر دے تو

عشاق اپنی جانیں تک وادریں۔

۶۔ وہ ایسا بادشاہ ہے کہ جس کا حکم تمام مخلوقات پہ چلتا ہے۔ جو حبیبِ احمد مرسل

بیتلے اور محبوبِ خدا ہیں۔

۷۔ محمد رسول اللہ بیتلے کی بارگاہ میں مذہم خاص ہیں۔ اور رسول اللہ بیتلے کی آل

اطہر پہ قربان ہونے والے ہیں۔

۸۔ حضورِ درگاہِ نکات بیتلے کے احکامات پہ عمل پیرا ہونے کے لئے ہمہ وقت کمر

بستہ رہتے ہیں۔ اور آپ کے یارانِ ذیشان پہ قربان ہونے والے ہیں۔

۹۔ آپ کی خوشبو کے بارے میں اہلِ فہم تصحیح کناں ہے۔ اور فرشتے آپ پہ

صل علیٰ پڑھتے ہیں۔

۱۰۔ ان کا دل اللہ کے ساتھ ملا ہوا ہے اور حق ان کے ساتھ اس طرح ملا ہوا ہے

جس طرح بھول خوشبو کے ساتھ اور خوشبو بھول کے اندر پوشیدہ ہوتی ہے۔

۱۱۔ واہ واہ! سبحان اللہ! اللہ کی قسم کیا ہی بلند اور عالی بارگاہ ہے۔ آپ معرفت

کے آسمان کا سورج ہیں۔

پ کا

ٹھٹھا

نوں

دل

کہ

نے

- ۱۲۔ اگر آسمان آپ کے نزدیک چمکدار چہرے کی مانند ہے تو عرش آپ کے نزدیک مانند فرش ہے۔
- ۱۳۔ اہل عالم آپ کے نور سے ہدایت پاتے ہیں اور سورج آپ کے خادموں میں سے ایک ہے۔
- ۱۴۔ آپ کے جو دھماکے کو نور کے خلاف سے ڈھک دیا گیا ہے اور آپ کو کئی نوع انسان کے لئے بطور وسیلہ شہرت عطا ہوئی ہے۔
- ۱۵۔ جب وہ کسی پہلو کو کم ڈالتے ہیں تو اس کے سونے ہوئے نصیب جاگ اٹھتے ہیں۔
- ۱۶۔ اگر آپ کی چشم بخور نیند پسند کرے تو جنت کی حوریں اپنی زلفوں سے آپ کے نورِ انور سے گس رانی کرتی ہیں۔
- ۱۷۔ آسمانوں جنت کے دروازوں کی چابیاں آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ اور فرشتے آپ کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں۔
- ۱۸۔ بات کرتے وقت جب آپ اپنے لب کشا فرماتے ہیں تو غنچے آپ پہ درود پڑھتے ہیں۔
- ۱۹۔ آپ حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا نشان ہیں۔ اگرچہ اسرار حق آپ کی زبان میں پوشیدہ ہیں۔
- ۲۰۔ بلبل آپ کی تعریف میں غزل خواں ہے۔ آپ کی خوشبو سے پھول کا ہیرا تک پاک ہو گیا ہے۔
- ۲۱۔ ہر شخص جو محکم زبان جانتا ہے وہ اسی زبان میں آپ کی تعریف کر رہا ہے۔

۲۲۔ عقل کا گھوڑا اس قدر تیز رفتاری کے باوجود آپ کی تعریف کے راستے میں

رسائی نہیں رکھتا۔

۲۳۔ جناب حاجی وارث علی شاہ اللہ کی قدرت کا ایک نشان ہیں، بلندی کا آسمان

میں اور مرتبہ کے لحاظ سے بادشاہ ہیں۔

خداوند عالم کی حمد و ثناء اور رسول اکرم ﷺ کی تعریف کے بعد یہ نتیجہ مبین

خلاق خدا بخش شخصیتوں پر شائق، اللہ اس کے گناہ معاف فرمائے اور اس کے پیروں کی

پردہ پوشی فرمائے، جو اودھ کے قصبہ دریا آباد کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ برے حالات

سے اس کی حفاظت فرمائے اور مشہور مطالعہ عطا فرمائے، کتب لطیف واقف اسرار

دیوان حافظہ، مشہور مولانا روم کی جنم کشی میں موجود نہیں ہے اکثر اس کی مطالعہ میں

معروف رہتا ہے۔ اور ان کتابوں کو رات دن اپنی نگاہوں کے سامنے رکھتا ہے۔

دوران مطالعہ ایک دن جب یہ اشعار نظر سے گزرتے تو ہوش ٹھکانے آگئے۔

۱۔ پھر کپڑے کی طریقت کا سفر بغیر مرشد و ہر کے آفتوں اور خوف و خطر سے

بھرا ہوا ہے۔

۲۔ جو شخص بغیر ہر مرشد کے اس راہ پہ چلتا ہے وہ شبائین کے ہاتھوں گمراہ ہو

جاتا ہے اور کوئی نہیں جا کرتا ہے۔

ان اشعار کے نظر سے گزرتے ہی میں فوراً ایک مرشد با وقار کے دیدار کی تمنا

دل میں لیتے ان کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ ایک دن جناب کرامت استیسا صاحب ساہو

میاں صاحب سدھوری سے اس سلسلہ میں میں نے پوچھا کہ جناب ارشاد فرمائیے کہ

بیت فرض ہے یا واجب، انت ہے یا مستحب؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے اختصاص

۱۔ سب تو اس کی

علاو

۲۔ چنانچہ عقلمند

۳۔ قہر

۴۔ غیبت

۵۔ جہر

۶۔ تہی

۷۔ جہر

۸۔ بونی

۹۔ بیہا

۱۰۔ پاک سیرت

۱۱۔ آ

۱۲۔ پیہند

۱۳۔ اللہ

۱۴۔ اگر

۱۵۔ بات کے خلاف

۱۶۔ پا

۱۷۔ بلکہ مثلی کی طرح

۱۸۔ ہونا

میں بہت اختلاف ہے۔ اور مختلف اقوال بہت زیادہ ہیں۔ کچھ لوگ اس پر قائم ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کی طرف رسانی حاصل کرنے کے لئے کوئی وسیلہ اختیار کرو۔“ اس وجہ سے بیعت کا حکم واضح فرض معلوم ہوتا ہے۔ اور سب کاموں سے اس کا مقدم ہونا ضروری محسوس ہوتا ہے۔ بعض اس کی تردید کرتے ہیں کہ اگر بیعت فرض ہوتی تو اس کا حکم کافر ہوتا۔ حالانکہ بیعت کا انکار کرنے والا بالاحقاق کافر نہیں ہے۔ بہر کیف جس طرح بھی ہو بیعت کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ گناہوں کا ترک کرنا اور تقویٰ پر استقامت اختیار کرنا اس کے بغیر مشکل ہے۔ بیعت کے بغیر سلوک کے راستہ میں قدم نہ رکھو۔ عقل مندوں نے کہا ہے کہ جس کسی کا کوئی پیر نہ ہو اس کا بھی شیطان ہوتا ہے۔

اس سلوک کے راستے پر انتہائی عقل مندی کے ساتھ قدم رکھنا چاہئے۔ بغیر سوچے سمجھے کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔ مولانا راہم اور شاہ فرماتے ہیں:- (ترجمہ شعر) اکثر اوقات شیطان انسان کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے اس لئے ہر آدمی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔

جناب موصوف کی ہدایت کے مطابق ہزار چنگیوں پر تلاش کرنے کے بعد ایک کامل کے بارے میں سنا۔ مگر صحیح معلوم نہ ہو سکا۔ یاد رہے کہ اکثر صاحبِ جوش اپنی کوششوں میں ناکام رہتے ہیں۔ عقل مندوں نے کہا ہے:- (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے فقیر! فقر و تقویٰ کیا ہے؟ اس کا معنی یہ ہے کہ بادشاہ اور امیر آدمی سے لایع ہو جانا۔

۲۔ بادشاہ کے دروازے پر نہ جا اور اس کا چہرہ نہ دیکھ۔ اگر چہ قارون کا خزانہ بھی

۱۔ تو اس کی طرف نہ دیکھ۔

علاء ازیں میں جتنی طور پہ جانت ہوں کہ کوئی زمانہ اللہ کے ملی سے خالی نہیں

ہوتا۔ چونکہ عقل مندوں نے کہا ہے:- (ترجمہ اشعار)

۱۔ قدیم نور سے ایک چمک ظاہر ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پاک میں

ظہر کرئی۔

۲۔ جب نبی پاک ﷺ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی تو یہ قیاموالمعلیٰ پر راست

آئی۔

۳۔ جب مولا علی نے جنت میں ٹھکانہ بنایا تو یہ صفت اولیائے کرام میں مغل

ہوئی۔

۴۔ ہمیشہ اولیاء اللہ قائم اور موجود ہیں، یکے بعد دیگرے۔ فرشتوں کی طرح

پاک سیرت پاک صورت ہیں۔

۵۔ آسمان کی گردش اللہ کے دلی سے خالی نہیں۔ کبھی دلی ظاہر ہوتا ہے اور کبھی

پوشیدہ۔

۶۔ اللہ کے ولی کی کرامت کا انکار نہ کر۔ بدگمانی کے راستے پر نہ چل۔

۷۔ اگر تو کامل اعتقاد اور صاف دل رکھتا ہے تو تجھی بات بھی ہے کہ تو اس بھی

بات کے خلاف نہ جان۔

۸۔ پاک ہو جا۔ اے پاک سیرت! پاک ہو جا۔ آگ کی طرح اپنا سر بلند نہ کر۔

بلکہ مٹی کی طرح بن۔ یعنی عاجزی اختیار کر۔

۹۔ ہوش کرو اور سمجھ دار بن جا اور میری بات غور سے سن۔ بدگوئی کی کرامات پر

ہوئے دور

پختہ کے۔

اس پھول

کر میں۔

میں آسان

بیان کروں

میں کون۔

ارشاد فرمایا

ہے۔ اور آ

کو مظلوم

عالیہ کے

کہ پہلے

میں اپنا

دلوں جہا

نے اسے

آجنا۔

شک نہ کر۔

۱۰۔ اچھی سوچ رکھو اور اچھائی دیکھو اور اچھی بات کہہ۔ اللہ کے ماحشوں کے عجب

ہرگز تلاش نہ کر۔

پس بڑی تلاش کے بعد اکثر شہزادوں کے سر کرنے کے بعد اور اپنے زمانے

کے بعض صالح لوگوں کی قدم بوی کے بعد صفاتِ حمیدہ اور اوصافِ پسندیدہ کے حال

بزرگ جناب تقدس آب قلب زمانِ محبوبِ یزدان سلطانِ عالمین برہانِ الحقائق

خلیفۃ الہی عالمہ علوم لا تنہای امام شریعت پیغمبرِ عالم حقیقت معرفت آگاہ

حضرت سید وارث علی شاہ حاجی الحرمین الشریفین، اللہ عز وجل آپ کو لمبی زندگی عطا

فرمائے، آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی کرامات میں اضافہ فرمائے، جس

ہستی کے بارے میں یہ صفات مئی تھیں جب ان کی زیارت کی تو بے اختیار میری زبان

پر یہ شعر جاری ہو گیا۔

(ترجمہ شعر) اسے وہ شخص کہ جس نے نہ لیکن دیکھا نہیں بہتر یہ ہے کہ اب تو مزید

چلنا (یعنی تلاش و جستجو کرنا) اور سننا چھوڑ دے اور اپنی آنکھ سے دیکھ۔

اچانک دلی سے ایک عزیز سید مرزا علی تفریق دارِ قصبہ انجلی، پرگنہ دریا

آباد، ضلع بارہ بکنی دوڑتا دوڑتا آیا۔ اور یہ مژدہ جان نواز سنایا کہ خلاصہ خاندانِ رسول

الستغنین سید وارث علی شاہ صاحبِ حاجی الحرمین الشریفین ردولی شریف میں تشریف لا

رہے ہیں۔ آج وہ قصبہ دریا آباد میں رونق افروز ہوں گے۔ اس وجہ سے کہ تیر بکر

دوڑ آپ کی قدم بوی سے قلم ہی میرے دل میں لگا ہوا تھا، فوراً اس خوشخبری کو سن کر

انجلی خوشی اور شوق کے ساتھ میں اٹھا اور اس نعمت غیر مترقبہ کو اپنے لئے فخرِ عظیم سمجھتے

ہوئے دور تک آپ کا استقبال کرنے کے لئے گیا۔ اور اپنے فقیر خانہ ورشی اور رفیق
 بخشے کے لئے آپ کو دعوت دی۔ اسی جمعہ کے مبارک دن عابدی الہی ۱۲۶۸ھ کو
 اس پھولوں جیسے رخ انور والی ہستی سے شریف بیعت حاصل کیا۔ یوں کھٹکے کہ بیعت ہو
 کر میں نے ساتوں ولایتوں کی حکمرانی حاصل کر لی۔ اور فروریا کو چھوڑتے ہوئے
 میں آسمان کی بلندی پہ پہنچ گیا۔ جس وقت وہ دہلی میرے ہاتھ میں آیا تو کیا
 بیان کروں کہ میرے سیاہ دل پر کیا کیفیت طاری ہو گئی۔ (شعر)

مطلع دل پہ مرے چھایا تھا رنگار خودی

چاند بدلی میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بیعت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد میں نے آنجناب سے پوچھا کہ
 میں کون سے سلسلہ عالیہ کے ساتھ خوش نصیب اور سعادت مند بنائوں؟ تو آپ نے
 ارشاد فرمایا کہ قادر یہ خاندان اور خواجگان چشت اہل بیشت کے ساتھ تو وابستہ ہوا
 ہے۔ اور اسی بنا پر ہمیشہ شجرہ قادریہ پر بننے کی اجازت ملی۔ چنانچہ خاکسار نے اس شجرہ
 کو منکوم صورت میں پیش کر دیا۔ تاکہ اس کو یاد کرنا آسان ہو جائے اور اس سلسلہ
 عالیہ کے پیروکاروں کو دشواری پیش نہ آئے۔ میں نے اس کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا
 کہ پہلے مصرع کو پیران طریقت کے اساد گرامی سے آراستہ کروں اور دوسرے مصرع
 میں اپنا مطلب و مدعا بیان کروں۔ یوں ان نامور ہستیوں کے اسما کی برکت سے
 دلوں جہانوں کا فیض حاصل کروں۔ یہ شجرہ شریف آنجناب کی نظر سے گزرا تو آپ
 نے اسے بہت پسند فرمایا۔ اور بہت اچھے خطاب سے اس شجرہ نے شہرت پائی۔
 آنجناب نے اس کی نقلوں کو تقسیم کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اسی طریقہ سے اسی جگہ یہ

تحریر کیا گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر ادا دین اسلام کے صدقے سب کو اس کا فیض پہنچے۔

رباعی حسب حال فقیر

میں نظم اور نثر کی واقفیت نہیں رکھتا کہ میں بلاغت کے راستے میں پاؤں

لیکن اگر موت کی فوج سر پر آجائے تو میں اپنا سانس مِرشد کے ذکر میں تمام کر دوں۔

تجربہ طیبہ قادریہ

حق آن سړی سطلی سړی پر فن
په معرفت کرنی یا الہی
الہی حرمت موی رضائے
الہی حرمت موی کاکم
الہی حرمت باقر و جعفر
الہی حرمت سجاد جواد
الہی حرمت شیر و شیر
الہی حرمت ساج کوش
الہی احم اعظم تو
الہی بحر اسم اعظم تو
پاس و حمد ہے حد مر خدا

ز آفاقت جهان باشیم ایکن
میکن یچ کس را در تنای
بکن حاجات محتاجان روائے
نیابد دست بر من نفسی ظالم
نصیم کن طواف بیت الطہر
بخیم سرمہ از خاک نجف باد
طواف کریلا گردان میسر
حمر دان شرمسار روز عشر
سرم بادا بہ پائے سرور دین
دل ما شاد بادا در غم تو
درد و نعت شاد انبیاء را

بحق آن جناب کتبہ دانے بخت وہ مرا یا رب مکانے
 بحق شلی عرفان چاہے خداوند سوائے مسکن نکاہے
 بے عبدالعزیز آنجناب نے تسلیم در بلائے ناگہانے
 بحق عبدالواحد بادشاہ بفرما حق تعالیٰ راست مارا
 بحق بوالقربطوطوں سرور نگرہ از برائے نان بہر در
 الہی حرمیت آن بولحسن شاہ بر آید مدعائے حسب دلخواہ
 بحق یوسعید پاک دامان نگرہ آں و اولاد پریشان
 خداوند بحق غوث اعظم نباشد جز تو ام پروائے عالم
 بحق عبد رزاق معظم خلقی در دلم کن اسم اعظم
 بحق آن محی الدین صالح نکاہم وار از افعال طالح
 بحق سید احمد یا الہی مکافات عمل از من نخواہی
 بے سید علی شاہ والا شود خاک مدینہ مدنی ما
 بحق شیخ مولیٰ وقت مردن نگرہ دھن دین رہزن من
 الہی حرمیت سید حسن شاہ انجام بخش از سکرانے جانکاه
 بحق شیخ بوالباس شاہا بفرما خاتمہ بالخیر مارا
 بحق آن بہادالدین رہبر زعم جوش از دلم اللہ اکبر
 الہی حرمیت سید محمد کنم نظارہ انوار سرمد
 بے شاہ جلال معرفت کوش شوم با شہد مطلب ہم آغوش
 بحق آن فرید بکر پاک بگذران از صراطم چست و چالاک

بحق شاہ ابراہیم ملتان بہ یہ رب مرا ہمراہ ایمان
 بحق شاہ ابراہیم بکھر بدہ جائے یہ از تسنیم و کوثر
 بحق شاہ امان اللہ ابرار نہ قہر خود مرا یہ رب نگہدار
 چنے شاہ حسین عرش سیرے ناثم جز خدا محتاج غیرے
 الہی حرمیت شاہ ہدایت عطا فرما مرا توفیق طاعت
 الہی حرمیت عبدالصمد شاہ دلم را پاک کن از ماسوا اللہ
 بشاہ عبدالرزاق نکو ذات امان دہ یہ رب از مرگ منافجات
 بحق شاہ اسماعیل کامل شوم در زمرہ عشاق شال
 چنے آن شاکر اللہ گھر ریز خداوند بایمانم بر انگیز
 بحق آن نجات اللہ اقدس بہائی پاک احمد بنیم و بس
 الہی حرمیت خادم علی شاہ بہ بخشا بر من گم کردہ راہ
 طہیل حاجی وارث علی شاہ شود کوہ گناہم چمن یہ کاہ
 بحق این ہمہ حضرات یا رب بر آید ہر چہ کردم عرش مطلب
 بمرگ و قبر و حشر و ہم بہر جا الہی باد وارث رحمہر ما
 توئی غفار و ستار و خطا بخش گناہم را یہ محشر یا خدا بخش
 بعض می گویند از ارباب دین در حق معروف کنی این چنین
 کان شہنشاہ جهان عالی جناب شد ہم از داؤد طائی کامیاب
 یافست او از حبیب عجی کلاہ در ریودہ کوئے نور از مہر و ماہ
 و آن شہر والا گھر شد کامیاب از جناب سرور دین بہتراب

وَأَنْ عَلٰی سِرِّهِ كُنْ وَ مَكَانُ شِدَّةِ ذَاتِكَ پاك احمد كا مكران
باد بر شلبيش خير الانام صد قحيت صد درود و صد سلام
والغرض معروف را مكش عطا نعمت از داود و از موسی رضا

(ترجمہ) شجرہ طیبہ قادریہ

۱۔ تمام تر حمد اور تریف اللہ کے لئے ہے۔ درود اور نعت شاوا انبیاء کے لئے

ہے۔

۲۔ یا اللہ تیرے اسمِ عظیم کے صدقے، تیرے غم میں ہمارا دل ہمیشہ خوش

رہے۔

۳۔ نیس اور ملا کے صدقے، میرا سرور و دین کے پاؤں پر ٹکا ہے۔

۴۔ یا اللہ ساقی کوثر کے صدقے، دردِ محشر مجھے شرمسار نہ کرنا۔

۵۔ یا اللہ سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین کے صدقے، مجھے کربلا کی سرزمین کا

طواف کرنے والا بنادے۔

۶۔ یا اللہ سجاد وحی سیدنا امام زین العابدین کے صدقے، نجف اشرف کی خاک کو

میری آنکھ کا سرمہ بنادے۔

۷۔ یا اللہ امام باقر اور امام جعفر کے صدقے اپنے پاکیزہ مگر کا طواف کرنے

والا بنادے۔

۸۔ یا اللہ امام موسی کاظم کے صدقے ظالم نفس کا مجھ پر غلبہ نہ ہو۔

۹۔ یا اللہ امام موسی رضا کے صدقے ہمچکا جوں کی شرورتوں کو پورا فرما دے۔

- ۱۰۔ یا اللہ حضرت معروف کرنیؓ کے صدقے کسی شخص کو تیار نہ کر۔
- ۱۱۔ حضرت سری عظمیٰؓ کے صدقے، جو اپنی ولایت میں کامل ہیں، ہم سب جہان کی تلخیوں سے مطمئن ہو جائیں۔
- ۱۲۔ حضرت جنید بغدادیؓ، جو ولایت کی باریکیاں جانتے والے ہیں، ان کے صدقے میں مجھ کو جنت میں مکان عطا فرما۔
- ۱۳۔ حضرت شیخ عیسیٰؓ کے صدقے، جو معرفت میں کامل ہیں، خداوند مجھ مسکین کی طرف نگر و رحمت فرما۔
- ۱۴۔ حضرت عبدالعزیزؓ کے صدقے، میں اُس جہان میں اچانک تکلیف میں مبتلا نہ ہو جاؤں، اس بلائے ناگہانی سے مجھے بچاتا۔
- ۱۵۔ حضرت عبدالواحدؓ کے صدقے اے بادشاہِ عالمین ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے۔
- ۱۶۔ حضرت ابوالفتح طرطوسیؓ کے صدقے میں، مجھ کو روٹی کی خاطر ہر دروازے پر پھکر لگانے والا نہ بناتا۔
- ۱۷۔ یا اللہ ابوالحسنؓ کے صدقے میرے مقصد کو میرے دل کی چاہت کے مطابق پورا فرما۔
- ۱۸۔ حضرت یوسفؓ پاک دامن کے صدقے میری آمل اور اولاد پریشان نہ ہو۔
- ۱۹۔ یا اللہ حضور محمدؐ عظیمؑ کے صدقے تیرے سوا مجھے اور کسی کی پروا نہ ہو۔
- ۲۰۔ حضرت عبدالرزاقؓ عظیمؑ کے صدقے اہمِ اعظم کو میرے دل میں روشن و ظاہر کر دے۔

- ۲۱۔ محی الدین صالح کے صدقے مجھے احوال بد سے بچا۔
- ۲۲۔ یا اللہ سید احمدؒ کے صدقے مجھے مکافات عمل کے پکر میں نہ پھنسا تا۔
- ۲۳۔ بلند مرتبہ سید علیؒ کے صدقے قدینہ شریف کی مٹی ہمارا بدن بنالے۔
- ۲۴۔ حضرت شیخ موہیؒ کے صدقے مرنے کے وقت دشمن وین شیطان مجھ پر حملہ نہ کر سکے۔
- ۲۵۔ یا اللہ سید حسن شاہؒ کے صدقے موت کی فحش کی جانکاہ تکلیف سے مجھے نجات دے۔
- ۲۶۔ حضرت شیخ ابوحسینؒ کے صدقے یا الہی ہم سب کا خاتمہ باخیر فرما۔
- ۲۷۔ حضرت بہاؤ الدینؒ رہبر کے صدقے اللہ اکبر کا جوش میرے دل سے ظاہر فرما۔
- ۲۸۔ یا اللہ سید محمدؒ کے صدقے، میں دائمی سرمایہ انوار کا نظارہ کر سکوں۔
- ۲۹۔ حضرت شاہ جلالؒ کے صدقے، جو معرفت میں کوشاں تھے، میں اپنے قصد کو حاصل کرنے والا بن جاؤں۔
- ۳۰۔ حضرت شیخ فرید بکٹرؒ کے صدقے مجھے صراطِ مستقیم پہ باہوش و حواس چلنے والا بنا دے۔
- ۳۱۔ حضرت شاہ ابراہیم ملتانؒ کے صدقے اس دنیا سے ایمان کے ساتھ خاتمہ پانچ فرما۔
- ۳۲۔ حضرت شاہ ابراہیم بکٹرؒ کے صدقے مجھے کوثر و تسنیم سے لبریز جام عطا فرماتا۔

۳۳۵۔

غلطیوں کو

۳۳۶۔

طرح بیا

۳۳۷۔

کامیاب

۳۳۸۔

چاندے

۳۳۹۔

۵۰۔

پیشگی کی

۵۱۔

سینکڑوا

۵۲۔

ہوں۔

کرانا۔

ہوں:

۱۔

۳۳۔ حضرت شاہ امان اللہ کے صدقے بھجوائے نہیں وغصیب اور قہر سے بچا۔

۳۴۔ عرش کی سیر کرنے والے شاہ حسین کے صدقے بھجوائے ذات کے سوا کسی

دوسرے کا محتاج نہ کرنا۔

۳۵۔ یا اللہ شاہ ولایت کے صدقے بھجوائے اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرما۔

۳۶۔ یا اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز کے صدقے میرے دل کو اپنے سوا ہر شے سے

پاک کر دے۔

۳۷۔ نیک اور متقی شاہ عبدالرزاق کے صدقے مرگیا ناگہانی سے بھجوا۔

۳۸۔ شاہ اسماعیل کامل کے صدقے مجھے عشاق کی جماعت میں شامل فرما۔

۳۹۔ موتی برسانے والے حضرت شاہ کرا اللہ کے صدقے مجھے روز محشر ایمان

کے ساتھ لے آؤ۔

۴۰۔ حضرت شاہ نجات اللہ کے صدقے، میں حضور اقدس کے جمال رحمت کو

دیکھنے والا بن جاؤں، میں میرے لئے یہی کافی ہے۔

۴۱۔ یا اللہ حضرت خادم علی شاہ کے صدقے مجھ کو گمراہ کو صاف فرما دے۔

۴۲۔ سیدنا حاجی وارث علی شاہ کے صدقے میرے گناہوں کے پھاد کو تنکے کے

برابر بنادے۔

۴۳۔ یا اللہ ان تمام حضرات کے صدقے میں جو مقصد میں نے بیان کیا ہے اسے

پورا فرما۔

۴۴۔ یا اللہ! موت، قہر، ہشامیں اور اس کے علاوہ ہر جگہ پر وارث پاک کو ہمارا

رہبر بننا۔

- ۴۵۔ یا اللہ تو ہی معاف کرنے والا، گناہوں پر پردہ ڈالنے والا، خطاؤں اور غلطیوں کو معاف کرنے والا ہے۔ مجھ کو بخش کے گناہوں کو رو و محشر معاف فرماتا۔
- ۴۶۔ بعض صاحبان معرفت و طریقت حضرت معروف کرہؒ کے حق میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔
- ۴۷۔ کہ وہ بلند پایہ شہنشاہ جہاں تھے اور حضرت داؤدؑ علیہ السلام کے صدقے میں وہ کامیاب ہوئے۔
- ۴۸۔ حضرت داؤدؑ علیہ السلام کو حضرت حبیبؒ عجمی سے کٹا ہوا حاصل ہوئی۔ وہ سورج اور چاند سے بھی بڑھ کر نور لے گئے۔
- ۴۹۔ اور وہ عالی نسب شہنشاہ، حضرت ہوتراؒ کی بارگاہ سے فیضیاب ہوئے۔
- ۵۰۔ اور وہ سیدنا علیؑ الرضیٰ حیو کرار جبر و کون و مکان میں، وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس سے کامیاب ہوئے۔
- ۵۱۔ اس شہنشاہ خیر الامام ﷺ پر، ہمیشہ ہمیشہ سیکڑوں تحیات، سیکڑوں درود اور سیکڑوں سلام ہوں۔
- ۵۲۔ المختصر معروف کو حضرت داؤدؑ اور حضرت موسیٰؑ رضی اللہ عنہما کے صدقے نصیب ہوئے۔
- ۵۳۔ حضرت والا کی ہزاروں کرامات میں سے، حسب قضا فقط چند ایک کرامات کا مختصر سا حال، میں یہاں چند ایک اشار میں اپنی سمجھ کے مطابق بیان کرتا ہوں۔
- ۱۔ اے دل جس مجھ شوق نے آگ لگائی۔ اس نے عاشقوں کے وجود کی حاجت

کو جلا دیا۔

۲۔ عاشق کے وجود میں خودی اور سچی کا کوئی نشان باقی نہ رہا۔ معشوق کین بن

گیا اور عاشق مکان ہو گیا۔

۳۔ محبوبوں کے چہرے کا پردہ سوائے خودی کے اور کچھ نہیں ہے۔ جب معشوق

کی ذات ظاہر ہو گئی تو عاشق کی ہستی ختم ہو گئی۔

۴۔ لیلیٰ اور مجنوں کے قصہ کو یکہ، عشق کا راز اشعار میں سمویا ہوا ہے۔

۵۔ خون کے لئے لیلیٰ نے ایک نثر لکھا، مجنوں کے ہاتھ سے خون بہہ کر بازو

تک جا پہنچا۔

۶۔ جب عاشق اور معشوق ایک ذات ہو جائیں تو وہ عبادات سے ماورا ہو

جاتے ہیں۔

۷۔ کیونکہ عبادت عقلمند پر فرض ہوتی ہے، دیوانہ کو عبادت معاف ہوتی ہے۔

۸۔ اُس دیوانے پر سنگدروں عقلمند قربان ہوں جو محبوب کے وصل میں کامیاب

ہو جاتا ہے۔

۹۔ مولانا رومؒ کے یہ دواشعار مجھے یاد ہیں جو میں یہاں لکھتا ہوں:-

(ترجمہ اشعار)

۱۔ جب معشوق ظاہر ہوتا ہے تو عاشق پردہ میں چلا جاتا ہے۔ معشوق زندہ ہوتا

ہے اور عاشق مردہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ عشق کی ملت تمام ملل سے جدا ہے۔ اور عاشقوں کا مذہب سب مذاہب

سے جدا ہوتا ہے۔

سرکار کے استغنا اور تجرد کے بیان میں

- ۱۔ استغنا کے میدان میں آپ کی مثل کوئی نہیں ہے، کہ آپ کے سامنے بادشاہت بھی ایک تنکے سے بڑھ کر نہیں ہے۔
- ۲۔ آپ کی طرح کون استغنا کا پابند ہے۔ آپ جیسا کون مستغنی ہے، کہ جن کے سامنے قارون کا خزانہ بھی کچھ نہیں ہے۔
- ۳۔ خزانے اور مال کی آپ کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ موتی اور ٹھیکری آپ کے نزدیک کیساں ہیں۔
- ۴۔ توکل کے سوا ان کا اور کوئی کام نہیں ہے اور مال کی کمی بیشی کے متعلق آپ کوئی خواہش نہیں رکھتے۔
- ۵۔ میرے نزدیک کامل کا نشان یہی ہے کہ دنیا کے اسباب سے مستغنی ہو۔
- ۶۔ ایسا دل جو بے نیازی کا مظہر ہو اور زمانے کی اونچ نیچ سے بے نیاز ہو۔
- ۷۔ ماسوا اللہ کے تعلق سے آپ کی طبیعت پاک صاف ہے اور آپ تمام اسباب و علاقہ داریوں سے خالی ہیں۔
- ۸۔ آپ کا تعلق دعا اور بددعا سے کچھ نہیں۔ دنیا کے حصول کے لئے آپ کوئی تردد نہیں فرماتے۔
- ۹۔ اپنی شہرت کے متعلق کوئی نشان نہیں چاہتے۔ آپ کسی مکان میں نہیں ٹھہرتے اور نہ کوئی مکان رکھتے ہیں۔ یعنی مسافر کی طرح زندگی گزارتے ہیں۔
- ۱۰۔ آپ کا دل اللہ کے سوا کسی سے تعلق نہیں رکھتا ہے۔ کسی کی طرف متوجہ نہیں

ہے۔ آپ کے دل سے ایک لمحہ بھی خدا جدا نہیں ہے۔

۱۱۔ آپ جیسا دنیا میں کوئی اور پھر نہیں ہے۔ اور ہر گمراہ کے لئے آپ جیسا کوئی رہبر نہیں ہے۔

۱۲۔ اتنا مجھے علم نہیں ہے کہ میں آپ کی رفعت شان کو معلوم کر سکوں۔ اللہ کے سرا ان کی عظمت و بزرگی کو اور کوئی نہیں جانتا۔

۱۳۔ میں ان کو ابدال یا اودتا کہوں یا میں ان کو زمانے کا قطب جانوں۔ میں نہیں جانتا آپ کی مثل یا آپ کا ہم پلہ کون ہے اور اس درجے کا کوئی پھر آج کے دور میں موجود ہے۔

۱۴۔ آپ کے احوال و آثار کو دیکھ کر میرا دل یہ کہتا ہے کہ بغیر کسی شک و شبہ کے آپ اپنے زمانہ کے غوث ہیں۔

سرکاری کرامات کا مختصر سا تذکرہ

۱۔ آپ کی کرامات کے بارے میں، میں کیا بیان کروں۔ کرامتوں پر کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

۲۔ آپ کی کرامات پانی پر حباب کی مانند اور جنگلوں اور پہاڑوں پر بادل کی طرح چھائی ہوئی ہیں۔

۳۔ ایک دفعہ وہ سرو قامت، مرغوب مقامات کی سیر کے لئے گئے تو ایک جہاں آپ کی طرف کھینچا چلا آیا۔

۴۔ آپ کا سرا القدس دور سے اوجھاد کھائی دیتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں آپ کا ہم پلہ

اس وقت کوئی نہیں ہے۔

۵۔ آپ کے مرید اور خادم بہت ہیں۔ دم میں، شام میں، ہند میں، ترک میں، تاتاریں۔

۶۔ پروانہ کی طرح وہ ایک جماعت بن کر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور آپ کے عشق سے ایک شمع روشن کرتے ہیں۔ یعنی آپ کی محبت کی کشتی کرتے ہیں۔

۷۔ جب آپ یہ باتیں سنتے ہیں تو آپ کے دل کو قرآن نہیں ہوتا اور وہاں سے بہت جلد گزر جاتے ہیں۔

۸۔ آپ ہر محفل میں جماعت کی آرائی کا سبب بنتے ہیں۔ آپ شمع محفل بن جاتے ہیں اور پروانے آپ پر چھا رہے ہوتے ہیں۔

۹۔ رفتار میں آپ کی سواری برق سے بھی زیادہ تیز ہے۔ کبھی آپ مغرب میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی مشرق میں۔

۱۰۔ کوئی سوال اگر کسی کی دل میں پوشیدہ ہو تو اس کا جواب آپ کی موت پر سنانے والی زبان پر فوراً آ جاتا ہے۔

۱۱۔ بغیر کسی خوف کے آپ برہمہ پاکھوتے پھرتے ہیں لیکن آپ کے پاؤں مبارک مٹی سے آلودہ نہیں ہوتے۔

۱۲۔ آپ کو زمین پر بیٹھنا پسند ہے اور زمین کے سوا آپ اپنا بستر کہیں نہیں رکھتے۔

۱۳۔ آپ سر کے نیچے کبھی سر ہانڈ نہیں رکھتے۔ ریخ دراحت کو یکساں سمجھتے ہیں۔

۱۴۔ اپنی زندگی میں اپنے دستر خوان سے اس گہر بارے سوائے چند لقموں کے

کوئی کھانا کھایا۔

۱۵۔ اگر کوئی آدمی آپ کی دعوت کرتا تو اس دعوت پر آپ قناعت اختیار

فرماتے۔

۱۶۔ تین دن کے بعد آپ تھوڑا سا کھانا کھاتے۔ گوشت پسند نہ فرماتے۔

۱۷۔ آپ کا طرز حیات (تھوڑا کھانا تھوڑی گفتگو کرتا، تھوڑا سوتا۔ اس ملک

میں آپ کی مثل کوئی نہیں ملتا۔

۱۸۔ آپ اسباب دنیا سے وقتی نہیں رکھتے۔ ایک تہینہ کے علاوہ کوئی اثاثہ نہیں

رکھتے۔

۱۹۔ کوئی شے آپ اپنے ہمراہ نہیں رکھتے اگرچہ سارا جہاں آپ کی راہ میں

آنکھیں بچھاتا ہے۔

۲۰۔ اے اللہ عالم نزع میں، جو بڑا تکلیف دینے والا ہے، میں اس شہنشاہ کے

چہرے کا نظارہ کروں۔

سرکاری زبان مبارک سے پوشیدہ اسرار کا بیان

۱۔ آپ کا دل بڑی گرم جوشی کے ساتھ اپنے دوست کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن

ہوٹوں پر خاموشی کی مہر رکھتے ہیں۔

۲۔ اللہ کا ذکر کرنے میں آپ اس قدر جوش و جذبہ رکھتے کہ ہوٹوں کو بات سے

نا آشکار کھتے۔

۳۔ اپنے دوست کا راز کسی کے سامنے فاش نہیں کرتے اور اگر بیان بھی کرتے تو

دوسرے لوگوں کا ذکر کرتے۔

۴۔ اس طرح اپنی سانس کو پوشیدہ رکھنے کی کو مصلوم نہیں ہوتا تھا کہ آپ

سانس لے رہے ہیں۔

۵۔ جو کوئی راز کو جاننے والا ہوتا ہے۔ اس کی زبان قصہ کہانی میں مشغول نہیں

ہوتی۔

۶۔ مکر وہ شخص جو کوئی راز نہیں جانتا وہ اپنے کدھے (سواری) کو ہر دو روزے

پر دوڑاتا پھرتا ہے۔ یعنی فضول گوئی کرتا رہتا ہے۔

۷۔ حال اور قال میں بے پناہ فرق ہے۔ کہ صاحب حال سندر میں غرق ہوتا

ہے اور صاحب قال حامل یہی بھٹکتا رہتا ہے۔

۸۔ کیا ہی اچھا شعر ہے کہ جو میرے حال کے مطابق ہے اور جو میری گفتگو پر

گوای دیتا ہے۔

۹۔ نوک زبان سے رقیبوں کے سامنے راز بیان نہ کرو۔ تاکہ شہنشاہ کا راز وہ سر

عام کھل کھلا بیان نہ کریں۔

زیارتِ حرمین شریفین اور دیگر زیارات کے لئے

سہرا کا تشریف لے جانا

۱۔ جب بیت الحرام کی طرف آپ نے توجہ فرمائی تو کعبہ کی سرزمین کو رشک

جنت کر دیا۔

۲۔ حج کے بعد آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور مدینہ شریف پہنچے۔

- ۳۔ اور وہاں سے شاہ نجف کی طرف چلے اور ہزاروں گھر مقصود حاصل کر لئے۔
- ۴۔ پھر وہاں سے کربلائے معلیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ مگر ترجیح آپ زیارت حرمین شریفین ہی کو دیتے اور دیگر زیارات سے فارغ ہو کر پھر حرمین شریفین ہی کی طرف پلٹے۔
- ۵۔ اس طرح آپ نے مسلسل کئی مرتبہ ان مقامات مقدسہ کی اس انداز سے زیارت کی کہ جیسے پرندہ ایک ٹہنی سے دوسری ٹہنی پر جاتا ہے۔
- ۶۔ اس طرح آپ نے مسلسل تیرہ سال تک اپنے فیض سے اہل عرب کو مال مال کیا۔
- ۷۔ پھر ہندوستان کو کامیابیوں کی سر زمین بنایا اور ہمیشہ کے لئے یہاں قیام پذیر ہو گئے۔
- ۸۔ روزانہ آپ سیاحت فرماتے اور دونوں لگاتار آپ نے کہیں قیام نہیں فرمایا۔
- ۹۔ آپ جیسی مستانہ چال اور شانہ گنگو کو کون رکھتا ہے۔
- ۱۰۔ ہر وہ جگہ کہ جہاں جناب کا قیام ہوتا، سیکڑوں ہاتھ مصائب و تکالیف وہاں سے دور ہو جاتیں۔
- ۱۱۔ دوسرے دن جب آپ اس مقام سے دوسری جگہ روانہ ہوتے تو وہاں کو قیامت کا شور برپا ہو جاتا۔
- ۱۲۔ اگر لوہے کو پارک سونا بناتا ہے تو (آپ کے وجود اطہر کی) اکسیر سے ہر مصیبت دور ہو جاتی ہے۔

۱۳۔ کچھ بعید نہیں کہ رد و محشر جناب والا ہم غلاموں کو اپنی ہمراہی کے لئے پسند فرمائیں۔

۱۴۔ فردوس بریں میں ہم اپنی منزل کو پالیں اور جنت لیں ہو جائیں۔
شرف ہیبت حاصل ہونے کے دن سے لے کر اس وقت تک عرصہ میں

سال گزر گیا ہے۔ جو کچھ اس وحید زماں کی زبان فیض رساں کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہونے کے وقت سے آپ کے نسب پاک کے بارے میں اور جناب والا کے طویل سفر کے حالات اس دربار گہر بار سے یہ راقم نے پچھتم خود دیکھے۔ ان میں سے اکثر حالات کو سچائی کے ساتھ بغیر کسی کمی بیشی کے تحریر کر دیا۔ مگر شاعروں جیسے تکلف اور مبالغہ سے بہت کر اس رسالہ کو چھپیں جنہوں میں تقسیم کر دیا۔ اس رسالہ کو راقم نے تحفۃ الاصناف کے نام سے موسوم کیا۔ اور اس ذریعہ سے اپنے آپ کو آپ کے قرب کے انوار سے نور کی رقی حاصل کرنے والا بنایا اور ان اوراق کو پاک و پاکیزہ بنادیا۔

الحمد للہ تم الحمد للہ کہ جناب والا نے اہل عالم کے سامنے اس مجموعہ کو پسندیدگی کے آسمان پر روشن کر دیا۔ اس کتاب کو عوام و خواص کی مجلسوں میں قبولیت کے ساتھ لگا کر پیش کیا گیا اور اس نے ہر مقام پر داد و تحسین اور قبولیت کا شرف پایا۔

(ترجمہ) رباعی

۱۔ جب یہ شاندار خوش رنگ رسالہ تحریر ہوا تو میں نے اسے اللہ کی مہربانی کے

حوالے کر دیا۔

۲۔ یہ رسالہ ایک سال کی مدت میں لکھا گیا۔ راقم کی عمر اس وقت ساٹھ سال

تھی، جب اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پیر سالہ مکمل ہوا، جس طرح کہ میرا دل چاہتا تھا۔
اس کے تالیف کرنے کا سن ظاہر کرنا بھی ضروری ہے تا کہ شوق رکھنے والے اس کے کن
تصنیف کو جان سکیں۔ لہذا اس کا قطعہ تاریخ یہاں تحریر کیا جاتا ہے۔ یا اللہ مقبول
بزرگوں کے صدقے اسے شان و شوکت عطا فرما۔

(ترجمہ) قطعہ تاریخ

نامہ حسن انجام یافت این
فیض مرشد عمر چہ گوہر سفر
چون دلم سال او ہاتف جست
تختہ الاصفیائے مقبل بود

۱۲۸۸ھ

- ۱۔ اس کتاب نے حسن انجام پایا۔
- ۲۔ مرشد کے فیض کو دیکھ کر اس نے کیا موتی پرو پایا ہے۔
- ۳۔ جب میرے دل نے ہاتف سے اس کے تصنیف کا سال پوچھا۔
- ۴۔ ”تختہ الاصفیائے مقبل“ کہا۔

۱۲۸۸ھ

(ترجمہ) رباعی

گرفت این نامہ ام چون حسن انجام
یوصف سروہ دین طر اسلام

چون . قمر سال تاریخ نمود
ملک گفتا بہار باغ الہام

۱۲۸۸ھ

- ۱۔ جب میری یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچی،
- ۲۔ سرورِ دینِ فخرِ اسلام کی خوبی سے،
- ۳۔ قومیں نے اس کی تاریخ و سال کو سوچا،
- ۴۔ فرشتے نے کہا "بہارِ باغِ الہام"۔

۱۲۸۸ھ

جناب والا کے اسم مبارک کے حروف کی صفات کا بیان

- ۱۔ زمانے کے شہنشاہ کا نام، دادہ دادہ! کیا ہی اچھا ہے کہ ہر حرف آپ کے وصف کی نشاندہی کرتا ہے۔
- ۲۔ آپ کے اسم مبارک کی و ایک حقیقت کی رمز بیان کرتی ہے۔ اس کا معنی ہے کہ آپ کے سر مبارک پر ولایت کا تاج ہے۔
- ۳۔ ولایت کے لئے آپ کے نام کو اللہ والوں نے لکھا۔ اور پھر دوسروں کے نام دینے کے لئے انہوں نے قلم کو توڑ دیا۔
- ۴۔ آپ گہر بار نام کا الف نبی اکرم ﷺ کی آلِ پاکت کی نشاندہی کرتا ہے۔
- ۵۔ الف کو جب انہوں نے لکھا تو نبی پاک ﷺ کی آلِ اس سے مراد تھی۔
- ۶۔ ایمان دار ہونے پر نہ بشارت دی کہ زمانے کے اندر اللہ کی رحمت آگئی۔

- ۷۔ جب ر نے آپ کے نام مبارک میں ظہور کیا تو رحمت کی طرف آپ کے وجود کی رہنمائی کی۔
- ۸۔ ر کے بارے میں نہ پوچھ کہ اس سے کونسا راز ظاہر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ رب العالمین کی رحمت کا نشان ہے۔
- ۹۔ اسی طرح ث کا مابائی سر بلندی کی نشانی ہے۔ کہ آپ عشق کے میدان میں ثابت قدم ہیں۔
- ۱۰۔ اس میدان میں چشم کلک نے ایسا کوئی نہیں دیکھا۔ فقر کی منزل میں آپ جیسا کوئی ثابت قدم نہیں ہے۔
- ۱۱۔ آپ کے نام کا ع اخص رکھتا ہے کہ آپ حیدر کی آفتاب ہیں اور عرفان الہی رکھنے والے عارف خاص ہیں۔
- ۱۲۔ آپ کے نام مبارک کی عین سے میرا خیال تازہ ہو گیا ہے۔ کہ آپ کی وجہ سے ہی عشق کو شہرت و بلندی حاصل ہوئی ہے۔
- ۱۳۔ آپ کے نام مبارک کے ل سے یہ راز ظاہر ہوتا ہے کہ فقر کا لباس آپ کے جسم مبارک کو آراستہ کرنے والا ہے۔
- ۱۴۔ ایسا فقر کہ اللہ کے محبوب نے یہ لفظ بار بار اشار فرمایا ہے کہ میں فقر پر فخر کرتا ہوں۔
- ۱۵۔ ی آپ کے کلمات کی نشاندہی کرتی ہے کہ آپ اس زمانہ کی یادگار ہیں۔
- ۱۶۔ خدا بخش اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے کہ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں۔
- ۱۷۔ چاند سے لے کر مچلی تک ہر شے سرکار وارث پاک کی مسخر رہے۔

پہلا تختہ:

دوسرا تختہ:

تیسرا تختہ:

چراغی کا:

چوتھا تختہ:

پانچواں تختہ:

کے اظہار:

چھٹا تختہ:

طرف:

ساتواں تختہ:

تشریف:

انھوں:

زیارت:

دس تختہ:

سواں تختہ:

مصل:

یا رموا:

تفصیل و تعارف تحفۃ الاصفا

پہلا تحفہ: قصبہ دیوبند شریف، مولدہ خاص جناب والا، کی منسلات کا بیان۔

دوسرا تحفہ: آپ کی ولادت باسعادت کا ذکر خیر اور جناب والا کی تاریخ ولادت کا بیان۔

تیسرا تحفہ: آپ کے نسب کا بیان اور اس خند و آنام کے معزز آباؤ اجداد کے اسمائے گرامی کا ذکر خیر۔

چوتھا تحفہ: آپ کے علم حاصل کرنے کا بیان، دینی علوم کے علاوہ علوم کئی کا بیان۔

پانچواں تحفہ: عشق حقیقی کے سورج کا آپ کے وسیع دل پر چمکانا اور آپ کے فیضان کے اظہار کا بیان۔

چھٹا تحفہ: آپ کے مبارک سر پر خلافت کی مبارک کچڑی کا سجاوٹ اور مرشد پاک کی طرف سے سفر کرنے کا حکم صادر کرنے کا بیان۔

ساتواں تحفہ: جناب والا کے ۱۶ سال کی عمر میں ۱۲۵۳ھ میں بیت اللہ شریف کی طرف تشریف لے جانے کا بیان۔

آٹھواں تحفہ: ہمیں شہر میں آپ کا پہنچنا اور اولیائے عظام کے مزارات مقدسہ کی زیارت کا بیان۔

نواں تحفہ: جناب کا جہاز پر بغیر کھائے پیئے سوار ہونا اور تاج کو بشارت ملنا۔

دسواں تحفہ: کعبہ شریف کے طواف سے جناب کا مشرف ہونا اور حج اکبر کی سعادت حاصل ہونے کا بیان۔

گیارہواں تحفہ: جناب کا خیر البشر سرور کائنات ﷺ کے روضہ انور پر بعد طواف حاضر

ہونا اور مدینہ شریف میں زیارات مقدسہ کے بعد اپنے وطن واپسی کا بیان۔ جناب کے حلیمہ شریف کا بیان۔

بارحواں تہذیب: جناب کا دوسری بار بیت اللہ شریف کی حاضری کا بیان۔ ۱۲۵ھ

تیسرے حواں تہذیب: آپ کا اپنے وطن میں رونق افروز ہونا۔ ۱۲۶ھ

چوتھے حواں تہذیب: آپ کا بیت اللہ شریف کی طرف ارادہ فرمایا۔ تیسری دفعہ کا بیان ۱۲۶ھ

پندرہواں تہذیب: جناب کا مدینہ شریف کے راستے میں مسجد میں رہتہ جذبہ کے حصول

کا بیان۔

سولہواں تہذیب: جناب کے علم و حیا کا بیان، جذبہ کی شورش میں کمی کا بیان۔

سترے حواں تہذیب: میں سال کی عمر میں، مجاہدہ کے طریقہ کے اختیار کرنے کا بیان۔

اٹھارواں تہذیب: آپ کے صدوقی مقال، اکل حلال اور عشق کا بیان۔

انیسواں تہذیب: طالبان طریقت کو ہدایت فرمانے کا بیان۔

بیسواں تہذیب: آپ کے پیدل چلنے کا بیان اور کسی جگہ مستقل قیام نہ کرنے کا بیان۔

اکیسواں تہذیب: تیسری بار بیت اللہ شریف اور مدینہ شریف سے واپسی کا بیان اور

دیوبے شریف میں مستقل رونق افروز ہونے کا بیان۔

بائیسواں تہذیب: آپ کی کریمات کا بیان، آپ کی پوشیدہ کریمات پر مبنی چند واقعات۔

تھیسواں تہذیب: آپ کے عجیب و غریب قواعد و ضوابط اور چند منظم حکایات اور مناجات

کا بیان۔

چوبیسواں تہذیب: اس رسالہ کے اختتام کا بیان اور صاحبان اصلاح سے اصلاح کرنے

کی خواہش کا بیان۔

تحفہ اول: قصبہ دیوبند شریف کے بیان میں

قصبہ دیوبند شریف جناب والا کا مولدہ خاص، بڑی عظمت والا اور بلند درجے کا حال مقام ہے۔ وقت کے عارفان اس کی خاک کو اکسیر اور اس کے پانی کو آپ حیات سمجھتے ہیں۔ بڑے بڑے مقدس لوگ ہر صبح اس کو چمکی خاک روٹی کرتے اور ہر شام اس شمع معروف پر دوانوں کی مانند اپنی جانیں شاکر کرتے ہیں۔ مصیبت زدگان آپ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھتے ہیں۔ ہر وہ جگہ کہ جہاں آپ بیٹھتے ہیں بلند مرتبہ ہے۔ اس کے رہنے والے عرش کیس ہیں۔ اس کے رئیس فرشتوں کی مانند ہیں۔ اس کے عابد پاکیزہ سیرت ہیں۔ اس کے زائد شریعت کے بیروں کار ہیں۔ آپ کے دیکھنے والے اعلیٰ طریقت ہیں۔ اس کے فقراء حضرت عیسیٰ کا سا عجاز رکھنے والے ہیں۔ اس کے علامہ سنی کی سی روشنی رکھنے والے ہیں۔ دیوبند شریف کا ہر باغ ترنم و آرائش میں بہت نشان ہے، رشک خلد برین ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اس میں سینکڑوں ہزاروں پھول کھلے ہوئے ہیں۔ اس کا پانی اپنے اندر

شادابی رکھتا ہے۔

۲۔ اس کا ہر باغ گونتا گون ہے اور اس کے ہر پھول کی خوشبو کی میلوں تک پہنچتی

ہے۔

۳۔ سرور و شہاد اس مقام پر یکجا ہیں اور آپ کو خبر یہاں ایک نئی کی شکل میں

بہر رہا ہے۔

بلند شان والے دیوبند شریف کے قصبہ کی کیا ہی بات ہے کہ اگر باوصا کا

پیغام اس کے بانگوں کو پہنچے تو وہ بدخشاں کے حصار کی دکان کی مانند مٹک بار بوتا ہے۔ اگر صبح کی ہوا کا قاصد اس کے ہنرہ سے گزر جائے تو بارانِ رحمت کی طرح بار برکت بن جائے۔ اور یقین کو زمرہ کا ہم رنگ بنادے۔ کیا ہی خوب قصبہ ہے کہ جو آسمان کی مانند ہے۔ اگر آسمان روح افزا باد بہار اس باغ میں چلائے تو اس نے خشک کانونوں سے تر و تازہ پھول کھل اٹھیں۔ قوت نامیہ یعنی قوت افزائش اس کے کاشٹکاروں میں سے ایک ہے۔ نیم صبح اس کی خوشبو پھیلانے والی ہے۔

جناب والا کے قصبہ کی تعریف میں چند اشعار

- ۱۔ دیوے شریف اور اس کے ساکھان کی کیا ہی بات ہے، کہ میرے اشعار ”فادخلوا“ لڑیں اس میں داخل ہو جاؤ اس کی شان میں ہیں۔
- ۲۔ دیوئی شریف کے قصبہ کی کیا ہی شان ہے جو ہندوستان کے لئے باعثِ فخر ہے۔ عزت و احترام کے لحاظ سے سندھ سے بھی بڑھ کر ہے۔
- ۳۔ دیوئی شریف کے قصبہ کی کیا ہی شان ہے جو مثلِ غلہ بریں ہے۔ یہ سرزمین سورج اور چاند کے ظہور کی سرزمین ہے۔
- ۴۔ دیوئی شریف کے قصبہ کی کیا ہی شان ہے کہ جو باغ کی طرح پسندیدہ ہے۔ اس کی اطراف دلکش اور جنتِ نظیر ہیں۔
- ۵۔ اس کی آبادی اور طرز و انداز عجیب دلکش ہے۔ جو عرش سے بلند اور کرسی کے قریب ہے۔
- ۶۔ اس کا ہر گھر قصرِ روم کے محل کے لئے باعثِ رشک ہے۔ اس کے ستون

لا مکان سے بڑھ کر ہیں۔

۷۔ اس کے رہنے والے خوش و مضیٰ، خوش مزاج اور اچھی سیرت والے ہیں۔

۸۔ یا الہی جب تک اس ننگوں آسمان کو ہکا حاصل ہے، یا الہی جب تک سورج

کو روشنی حاصل ہے،

۹۔ یا الہی جب تک حسن والے ناز و اداس مشغول ہیں، یا الہی جب تک عاشق

نیاز مند کی کا اظہار کرنے والے ہیں،

۱۰۔ یا الہی جب تک عاشق اپنی جانوں کو بھلائے والے ہیں، یا الہی جب تک

پھولوں جیسے چہرے والے دلوں کو نوازنے والے ہیں،

۱۱۔ یا الہی جب تک شمع رات کو روشنی کرے، یا الہی جب تک پروانہ چلنے والا

ہے،

۱۲۔ یا الہی جب تک اہل پرستے والا ہے، یا الہی جب تک بجلی چمکنے والی ہے،

۱۳۔ یا الہی جب تک زمین و آسمان قائم ہیں، یا الہی جب تک کین اور مکان اس

زمین پر موجود ہیں،

۱۴۔ یہ سارا قصبہ دیوئی شریف سینکڑوں عزتوں کے ساتھ قائم رہے۔ ساتوں

والا تھوں کی زیارت گاہ بنی رہے۔

تحفہ دوم: جناب والا کی ولادت باسعادت کا بیان

جس دن جناب والا نے اس خابری دنیا میں جلوہ گری فرمائی۔ لکھو ہمنے

آپ کی آمد بابرکات کے سبب سات والاتھوں پر برتری پائی۔ مبارک باد کی آواز

بلند ہوا۔ خوشی کے گیت آسمان تک پہنچے۔ اور کامیابی کی ہوا چلنے لگی اور کارمرا نی کے پھول کھلنے لگے۔

(ترجمہ شعر:-) صبح خوشی میں مسکرائی۔ سورج نے آسمان سے مبارک باد دی۔

قطعہ ستارِ بخ و لاوت

عینش آمد باد بہاری جہان پر گشت از مہکِ ستاری
نیم اندر گلستان شد خرامان ز لطیف او متادل گل بدانان
نماند بچکس محروم و ناکام جہانے در نشاط بادہ و جام
درین وقت خوش و خرم زمانہ نہادہ پا بنالم آن یگانہ
چون آمد آن شہر مجموعہ فیض ملک گفت ساش چشمہ فیض

۵۱۳۸

(ترجمہ) قطعہ ستارِ بخ و لاوت

- ۱۔ باد بہار چلے گئی۔ دنیا مہک رہی تارکی خوشبو سے مہر گئی۔
- ۲۔ باغ میں خوشبودار ہوا آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ اس کے لطف سے بلبوں نے پھول اپنے دامن میں لے لئے۔
- ۳۔ کوئی بھی اپنا مقصود حاصل کرنے سے ناکام و محروم نہ رہا۔ دنیا مئے عرفان سے مست ہو گئی۔
- ۴۔ اس اچھے وقت اور خوش بخت زمانے میں اس بے مثال شخصیت نے دنیا میں جنم لیا۔

۵۔ جب اس شاہ کی آمد ہوئی جو سرتا بقدم فیض عی فیض ہیں۔ تو فرشتے نے آپ کا سال ولادت ”پندرہ فیض“ (۱۲۳۸ھ) قرار دیا۔

ایضاً تاریخ

ہا مگر بالی افغانہ بفرتے شود سلطان اگر باشد فقیرے
بظل شاو ما ہر کسی کہ آید شود کونین را صاحب سریرے
چہ باشد رجب پیش او ہا را بود سائش ہائے بے نظیرے

۱۲۳۸ھ

(ترجمہ) ایضاً تاریخ

- ۱۔ صا اگر کسی آدمی کے سر پر اپنے پر بھانڈو سے تو اگر وہ غریب، فقیر ہو تو بھی بادشاہ بن جاتا ہے۔
- ۲۔ ہمارے بادشاہ اورٹ عالم پناہ کے سائے میں جو شخص آجائے، تو وہ دونوں جہانوں کا بادشاہ بن جاتا ہے۔
- ۳۔ آپ کے سائے میں کیا مرتبہ ہے۔ ”عمائے بے نظیر“ ۱۲۳۸ھ آپ کا سال ولادت باسعادت ہے۔

جناب والا کی ولادت باسعادت کی مبارک بادی پری پرایک

اردو غزل

مژہ اے دل کہ دلربا آیا غیرتِ حور و مد لقا آیا

ہے عجب دھوم آج گلشن میں خندہ زن قلندِ صبا آیا
کل کی میکہ سے وہ گرو بے خود و مست جھوٹا آیا
کیوں نہ ہو گلشنِ جہاں سرسبز آلِ سلطانِ لا قبا آیا
طہیّتِ زر ہاتھ میں لئے خورشیدِ صہ دم بھر رونما آیا
عشقِ بازوں میں ہے یہی چرا واہ کیا عاشقِ خدا آیا
عرش پر فرش نے منادی دی وارثِ دینِ مجتبیٰ آیا

تحفہٴ سوم: جناب والا کے نسب اور اسمائے کرام کا بیان

آنجناب کا مولائی علی کے عالی شان خاندان سے تعلق ہے اور حضور اکرم ﷺ کے چشم و چراغ، مولائی المرتضیٰ کے باغ کے شجر ہیں۔ سیدہ اقصیٰ کی آنکھ کا نور ہیں۔ سرورِ سیدنا امام حسینؑ کریمین ہیں۔ حضرت زین العابدینؑ کے نکتِ جگر ہیں۔ سرو جو نیاہ امام موسیٰ رضاؑ ہیں۔ سلطانِ گلگوں قبا مولائے کائنات کے جائیں ہیں۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ مولائی عالی جناب نے جب اسی دنیا سے رحلت فرمائی جو سرورِ دینِ خیر عالم ہو تراب ہیں۔
- ۲۔ آپ کے دونوں آنکھوں کے نور حضرت امام حسینؑ اور امام حسینؑ اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔
- ۳۔ ان کے بعد دین کے رکن اور افتخارِ زمانہ امام زین العابدینؑ جلوہ فرما ہوئے۔

- ۴۔ کاظم بادشاہ
- ۵۔ از
- ۶۔ آ
- ۷۔ ج
- ۸۔ کے قدموں،
- ۹۔ ال
- ۱۰۔ ہوئے۔
- ۱۱۔ ج
- ۱۲۔ پ
- ۱۳۔ جنتِ نشان
- ۱۴۔ صورتِ عطا
- ۱۵۔
- ۱۶۔
- ۱۷۔
- ۱۸۔
- ۱۹۔
- ۲۰۔
- ۲۱۔
- ۲۲۔
- ۲۳۔
- ۲۴۔
- ۲۵۔
- ۲۶۔
- ۲۷۔
- ۲۸۔
- ۲۹۔
- ۳۰۔
- ۳۱۔
- ۳۲۔
- ۳۳۔
- ۳۴۔
- ۳۵۔
- ۳۶۔
- ۳۷۔
- ۳۸۔
- ۳۹۔
- ۴۰۔
- ۴۱۔
- ۴۲۔
- ۴۳۔
- ۴۴۔
- ۴۵۔
- ۴۶۔
- ۴۷۔
- ۴۸۔
- ۴۹۔
- ۵۰۔
- ۵۱۔
- ۵۲۔
- ۵۳۔
- ۵۴۔
- ۵۵۔
- ۵۶۔
- ۵۷۔
- ۵۸۔
- ۵۹۔
- ۶۰۔
- ۶۱۔
- ۶۲۔
- ۶۳۔
- ۶۴۔
- ۶۵۔
- ۶۶۔
- ۶۷۔
- ۶۸۔
- ۶۹۔
- ۷۰۔
- ۷۱۔
- ۷۲۔
- ۷۳۔
- ۷۴۔
- ۷۵۔
- ۷۶۔
- ۷۷۔
- ۷۸۔
- ۷۹۔
- ۸۰۔
- ۸۱۔
- ۸۲۔
- ۸۳۔
- ۸۴۔
- ۸۵۔
- ۸۶۔
- ۸۷۔
- ۸۸۔
- ۸۹۔
- ۹۰۔
- ۹۱۔
- ۹۲۔
- ۹۳۔
- ۹۴۔
- ۹۵۔
- ۹۶۔
- ۹۷۔
- ۹۸۔
- ۹۹۔
- ۱۰۰۔

- ۴۔ حضرت کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت امام باقرؑ، امام موسیٰ کاظمؑ بادشاہوں کی طرح جلوہ گر ہوئے۔
- ۵۔ ان کے بعد باصطفاؑ آل پاک امام موسیٰ رضاؑ جلوہ فرما ہوئے۔
- ۶۔ آپ کے فرزند مبارک سید اعلیٰ علاء الدین بزرگؑ اور محمد ام تھے۔
- ۷۔ جب آپ کی نسل سے دنیا میں حضرت عبداللہؑ پیدا ہوئے تو تمام جہاں آپ کے قدموں کی برکت سے کامیاب و کامران ہو گیا۔
- ۸۔ ان کے شہزادے سید عبدالواحدؑ تھے جو دنیا میں خوشی کے بھول کی مانند رونما ہوئے۔
- ۹۔ جب آپ سے سید عمرؑ پیدا ہوئے تو باغِ دنیا نے ایک نیا رنگ اختیار کیا۔
- ۱۰۔ لہٰذا آپ سے زین العابدینؑ پیدا ہوئے جو ساری دنیا کے لئے اس دنیا میں جنت نشان ہیں۔
- ۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے جو خدائے مجرب ہے، اس نے آپ کو بیٹا نور بصیر سید عمرؑ کی صورت عطا فرمایا۔
- ۱۲۔ سید عمرؑ سے سید عبداللہؑ کا شرف اسرارِ خلاق محمد پیدا ہوئے۔
- ۱۳۔ جب میرا سید احمدؑ پیدا ہوئے تو ملکینِ دین میں ایک نئی بہار آگئی۔
- ۱۴۔ ان سے حضرت سید کریمؑ اللہ پیدا ہوئے جن کا شہرہ آسمان تک پہنچا۔
- ۱۵۔ چاند جیسے سید سلامتؑ جب پیدا ہوئے تو آپ کا نام پاک مولاؑ کا نکات سیدنا علی المرتضیٰؑ کے ساتھ ملا دیا گیا۔
- ۱۶۔ اور آپ کی نسل پاک سے مبارک عاقبتوں اور اعلیٰ سیرت والے قربان علی

فرما میں عالم شہین سرو نور کرم ن آیا آیا آیا آیا آیا آیا

پیدا ہوئے۔

۱۔ سیدنا حاجی وارث علی شاہ نیا پاک پٹنہ کے دین کے وارث اور ولایت کا

تاج ہیں اور ہندوستان کا فخر ہیں۔

۱۸۔ قضا قدر کا فیصلہ کرنے والوں نے جو کچھ رسول اکرم ﷺ کو پہنچایا،

۱۹۔ نبی اکرم پر نبوت ختم ہو گئی۔ چند اصحاب کرام ائمہ اہل رسول سے چند ہستیوں

کا اس منصب اور عطا کے لئے چناؤ ہوا۔

۲۰۔ کچھ لوگوں نے ان کے صدقے حسن دوام پایا جو با نصیب صحابہ کرام

ظہر ہے۔

واضح ہے کہ سرور کائنات ﷺ جو ساری مخلوق کے سردار اور تمام مخلوق سے

افضل و برتر ہیں۔ حضور نے دھرم کے لباس قیم ہونے کا اور اسیری کا، اوڑھ رکھے

تھے۔ آپ نے شرک کی نفی کی اور توحید کا جھنڈا لہرایا۔ آپ جو کہ منبع جود و سخا ہیں آپ

کے اس جہان قضا و قدر میں، اس گردش کرنے والی مصیبتوں سے بھری دنیا کی بے

ثباتی کو ثابت کرنے کے لئے، ظہور مسعود سے قبل ہی آپ کے لئے قیمتی و اسیری لکھ

دی گئی تھی۔ (تہذیب اشعار)

۱۔ جب عزت اور بلندی والے تاج کے موتی نے ماں کی گود میں ختم لیا۔

۲۔ آپ کے اس دنیا میں قدم رکھنے کو آپ کے والد ماجد نے اپنی کامرانی

گردانا۔ اور زمانہ آپ پر قربان ہو گیا۔

۳۔ انہوں نے سونا چاندی آپ پر قربان کیا۔ اور قصبہ یوپی شریف کے چاروں

طرف سے مٹا جوں کو بلایا کیا۔

۴۔ اہمی ان کے عشق کی شراب پیالے میں تھی کہ چرخ کھن نے ایک نیا کھیل

کھلایا،

۵۔ کہ والد ماجد نے اپنے سزا آخرت کے لئے سالانہ پانچھ لیا۔ آسمان نے

قیچی کا غبار آپ کے سر پر ڈال دیا۔

۶۔ پھر اس شاہ والا کی آمد کے کچھ ہی عرصہ بعد، آپ کی مادر مہربان بھی قبر میں پہنچ گئیں۔

۷۔ یوں دنیا میں کوئی دوسرا مددگار آپ کے لئے نہ رہا کہ آپ کے والدین فقہاء قدر کا شکار ہو گئے۔

۸۔ سننے ہیں کہ راجھی سیرت والی ماں نے کسی بھی وقت بغیر وضو آپ کو دودھ نہیں پلایا۔ اختر آپ کی با عزت دادی جان نے جو اہمی بقیہ حیات تھیں، نے آپ کی کفالت کی۔ یعنی مہربان دایہ کو دودھ پلانے کے لئے مقرر فرمایا۔ اور آپ کی پاسداری کے لئے ہر قسم کے دروازے کھول دیئے۔

تحفہ چہارم: ظاہری علم کے حاصل کرنے کا بیان

جس وقت آپ پانچ سال کے ہوئے۔ تو آپ مدرسہ کی طرف ماہل ہوئے۔ اور اپنے آپ کو اپنے مہربان استاد کے سامنے پیش کیا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ واہ واہ! اور استاد بہت بلند قسمت ہے کہ دنیا کی یہ خوب دولت اس کے حصہ

میں آئی۔

۲۔ اس استاد کا درجہ آسمان تک پہنچا ہوا ہے کہ ہا جیسا شاگرد اس کے جال میں

پھنسا۔

۳۔ آپ کے مدرسہ نے تازہ رنگ اور چمک حاصل کی کہ آپ کے داخلہ کی وجہ

سے بچوں کے چہروں پر ایک عجیب قسم کی سرخی دور گئی۔

۴۔ وہ بچے اس بادشاہ کے ساتھی بن گئے، علم حاصل کرنے میں اور ان کی مثال

ایسی ہو گئی جیسے ستاروں کے درمیان چاند ہوتا ہے۔

۵۔ آپ اچھی عاداتوں والے اور مبارک قسمت والے ہیں۔ چنانچہ بہت جلد علم

کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔

اس وجہ سے کہ وہ الفاظ و معانی کو پہچاننے والے ہیں۔ اور مردم شناس ہیں۔ یعنی آپ کو علم کے ساتھ اور علم کو آپ کے ساتھ وہی نسبت ہے جو لفظ کو معنی کے ساتھ اور معنی کو لفظ کے ساتھ ہے۔ چند ہی سالوں میں آپ نے قرآن پاک حفظ کر لیا اور نسخ قرآن سیکھ لیں۔ اس شہر میں آپ نے خوب شہرت حاصل کی۔ اس کے بعد تھوڑی ہی مدت میں مرجہ نصابی کتب کی منزل طے کی اور عقائد شریعہ کا علم حاصل کر لیا۔ اور تھوڑی ہی مدت میں آپ نے اپنے آپ کو اپنے مقصد کی بام پر پہنچا دیا۔ (ترجمہ شعر)

۱۔ اسے اسرار معرفت کے رے خانے کے ساتھی آجا اور مجھ پریشان حال پر نگاہ

کرم ڈال۔

۲۔ ایسی شراب پلا کہ میں ظاہری شکل و صورت کو چھوڑ دوں اور دائمی حسن کے

عشق میں مشغول ہو جاؤں۔

تحفہ پنجم: آنجناب کے وسیع دل پر عشق حقیقی کے سورج

کے چمکنے کا بیان

- ۱۔ جب آپ کی عمر مبارک آٹھ سال ہوئی۔ تو نئے بھول آپ کے وجود شریف سے بھولنے۔
- ۲۔ سحری کے وقت آپ جنگل کی طرف چلے جاتے اور رات بھر آپ ستاروں کو دیکھتے رہتے۔
- ۳۔ زہدوں کی طرح آپ عبادت فرماتے، راتوں کو جاگتے۔ آپ کا دل مبارک زہد و تقویٰ کے شوق و ذوق سے مگر مہر بہتا۔
- ۴۔ کبھی حرم کی طرف نکلا فرماتے اور شکستہ دل لوگوں کی طرح آہیں بھرتے۔
- ۵۔ آپ اپنے دل میں مدینہ شریف کی فکر رکھتے اور ہر وقت مدینہ شریف کا ذکر فرماتے۔
- ۶۔ جب نبی پاک ﷺ کا نام مقدس سنتے تو سرخ غسل کی طرح تر پڑتے۔
- ۷۔ آپ کا روضہ پاک دیکھنے کے لئے آپ سایہ کی طرح زمین پر لیٹ جاتے۔ یعنی بے حد عابدی واکساری کا اظہار فرماتے۔
- ۸۔ کسی نے کہا کہ یہ بے مثل ولی ہے اور کسی نے کہا کہ دیوانگی اس کو لاحق ہے۔
- ۹۔ کسی نے کہا اسے عشق نے کھو دیا ہے اور کوئی کہتا کہ اس پر جادو کا اثر ہو گیا ہے۔

۱۰۔ کسی نے کہا کہ اس پر کسی کا سایہ پڑ گیا ہے یا عشق کی نگاہ نے اسے ب

خود بخارا یا ہے۔

۱۱۔ المختصر ہر شخص اس قسم کی باتیں کرتا لیکن کسی نے اس قسم کی کمال کے ادا کو نہ پایا۔

آنجناب کی ہمیشہ صلہ عقیقہ نے اپنے خاندان سید خادم علی شاہ عارف باللہ کے ساتھ آپ کی پریشانی کی حالت کو بیان کیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ نہ بھٹوں ہے نہ عاشق ہے بلکہ عاشق خدا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے اور زود ولی پیدا کیا ہے۔ ابتدائی عمر میں ہی یہ کمال تک پہنچ گئے۔ المختصر تین سال اسی طرح اس فرشتہ خصال پر گزرے۔ یہاں تک کہ آپ کی عمر شریف گیارہ سال تک پہنچ گئی۔ پھر ایک دن جناب کرامت امتساب مقبر جاہ و جمال مطرح فضل کمال شمع شہستان دانش چراغ برآم فرخیش عامل طریقت عالم حقیقت موصد خدا آگاہ حضرت خادم علی شاہ صاحب نے آپ کو تنہائی میں طلب فرمایا اور آپ بیعت کے شرف کی نعمت سے مالا مال ہوئے۔ ہر دن آپ کی تربیت زیادہ سے زیادہ کرتے۔ اور ہر لحاظ سے آپ کے باطن کی صفائی کے لئے بہت کوشش فرماتے۔ تموژی ہی مدت کے بعد ہی آپ اشغال کے مشتاق بن گئے اور ذکر و فکر میں غور نہ گئے۔ اور آپ کا دل انوار شمع اور اسرار کا خزینہ بن گیا۔ کہتے ہیں۔ و فکر میں غور نہ گئے۔ اور آپ کا دل انوار شمع اور اسرار کا خزینہ بن گیا۔ کہتے ہیں۔ (ترجمہ شعر) ہم نے ذکر کیا تو فکر پیدا ہو گیا۔ ہم نے فکر کیا تو حق ظاہر ہو گیا۔

کئی راتوں کو نوافل کی ادائیگی میں اس طرح قیام کرتے تھے کہ آپ کے نزاکت والے پاؤں پر دم ظاہر ہو جاتا تھا۔ آپ کے دل میں جوجق کی منزل تھی دن بدن اس میں ذوق فزوں ہوتا جا رہا تھا۔ عام لوگ اسے دیکھتے تو حیران ہوتے۔ (ترجمہ اشعار)

میں شاہ جہ
نے آپ
یا تو
رہے ہو
بنا ہزار لکھ
یہ ان جن
ہاں حقیقت
میں ان
نہ وہ
بہ شب و
بہ روز
نہ وہ
میں وہ

اے ساقی! آجاک دوست مجھ سے بھاگ گیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ
ت نے مجھ میں کیا دیکھا ہے۔

مجھے ایسا شراب کا پیالہ ملا کہ میں فوراً یادِ اُمّیار کے فکر سے باہر نکل آؤں۔

حاجی خادم علی شاہ کے انتقال کا بیان

جناب تقدس آپ زبدۃ الاولیاء خاصہ، الاتقیاء حقیقت و متکۃ حضرت خادم
علی شاہ جسمانی پیاریوں میں جلتا ہوئے اور اس زندگی مستعار سے دست بردار ہو
ئے۔ آپ کی زندگی کا جامِ لبریز ہو گیا۔ اور آپ کی زندگی کا تعلق ختم ہونے کے قریب
آیا۔ تو اس انسوناک حالت کے سننے سے خدام آپ خادم آپ کی خدمت میں
مانہ ہوئے اور علاج کے لئے اصرار کیا۔ چنانچہ آپ قضاہوں کے بل کے قریب جو
جہاز لکھنؤ میں واقع ہے قیام پذیر ہوئے۔ اور علاج کرانے میں مصروف ہو گئے۔
یہ دن جناب وارث علی شاہ حاضر خدمت تھے کہ مقتدرائے زہاد و چٹووائے عبادِ ماعمل
ہل حقیقت آگاہ جناب اکبر شاہ دیارِ مغرب سے لکھنؤ میں تشریف لائے۔ اور مسجد
ملیان میں جو چوک کے نزدیک واقع ہے، وہاں رونق افروز ہوئے۔ موصوف
وف مشہور ہیں، اعلیٰ صفات کے مالک ہیں، فرشتہ سیرت ہیں، ریاضتِ عبادت
شہ روز بروز کرتے ہیں۔ حضرت خادم علی شاہ جناب والا کے ہمراہ اکبر شاہ
سب و ملے گئے۔ جب انہوں نے اس مقبول و نین قرآن السعدین کو دیکھا تو بہت
ن ہوئے۔ اور اس عظمت و جاہ والے سورج، چاند جیسے اور بلند مرتبہ والے وارث
ن کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ اس وقت صاحبِ معانی ولایت سید وارث علی شاہ

کے بارے میں آپ نے حضرت خادم علی شاہ سے فرمایا کہ اس جوان لڑکے کی طرح ہزار سال تک کوئی دوسرا اس ملک میں نہیں آئے گا۔ یہ انسانی شکل میں فرشتہ ہیں۔ اور سراپا نور ہیں۔ شاکی جسم میں پوشیدہ ہیں۔ دنیا کی چاروں اطراف میں یہ مشہور و معروف ہیں۔ معلوم نہیں یہ کہاں سے کہاں تک پہنچیں گے۔ اور تمام جن و انسان ان کی اطاعت کریں گے۔ (ترجمہ شعر)

اس کا دل اللہ تعالیٰ کے اسرار کا ایک سمندر ہے اور سورج سے لے کر چاند تک اس کا ایک قطرہ (برابر) ہیں۔

ہوتا ہو سکے اس کی تربیت میں سعی کریں۔ حضرت خادم علی شاہ اگرچہ بہت بلند مرتبہ تھے اور وارث علی شاہ کے اعلیٰ مرتبہ سے خوب واقف تھے۔ چنانچہ آنجناب کو اپنے زمانے کے تمام بزرگوں سے بڑھ کر جانتے تھے۔ مگر ان کرامتوں والے ارشاد کے مطابق خوب کوشش کرتے اور ہر روز ان کی تربیت زیادہ سے زیادہ کرتے تھے۔

شعر:

چرخ کو کب کو کب یہ سلیقہ ہے سہگاری میں

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زلفاری میں

خادم علی شاہ صاحب کا علاج مفید ثابت نہ ہوا۔ آخر کار ایک دن تمام مریدوں کو اپنے پاس بلایا اور ہر کی کو درجہ بدرجہ ہمیشہ کے لئے رخصت کیا اور اپنی انگلی کے ساتھ کچھ کو ہر انگ پر دئے اور کچھ تو حید با آواز بلند پڑھا اور آپ کی مبارک رون جسم سے بلند جنت کے باغ کی طرف اڑ گئی۔ اور کل نفس ذائقۃ الموت کی شراب کے نشہ میں مدھوش ہو سکے۔ فوراً قیامت جیسا شور مچا ہوا اور ہر آدمی آواز داری

میں مصروف ہو گیا۔ صفر المظفر کی ۱۳ تاریخ ۱۲۵۳ھ آپ کی نقش مبارک شاہانہ ملبوس کے ساتھ مسجد مذکورہ سے اٹھائی گئی۔ جناب والا بھی ہمراہ روانہ ہوئے۔ فرنگی محل کے علماء اور سید فداک حسین عثمائی اور شاہی اراکین سلطنت آپ کی نقش مبارک کے ساتھ دوڑ کر آ رہے تھے۔ شاہدار شاہانہ ٹھاٹھ کے ساتھ آپ کا جنازہ لوک گنج میں پہنچایا گیا۔ مسات توپوں کی سلامی دی گئی۔ اور شاہدار مجلس کی شکل میں آپ کا جنازہ ادا کیا گیا۔ واقعہ فقیر کی میت کے بارے میں کوئی معلوم نہیں ہوا۔ کہتے ہیں: (ترجمہ شعر)

ہاں بات اسی طرح ہے کہ جو جناب کے عاشقوں میں سے ہے وہ آپ کے مرنے کے بعد تمام دنیا میں مشہور ہو گیا۔

تاریخ رحلت جناب موصوف از صنعت تویش

یہاں رقم کی جاتی ہے:-

- ۱۔ خادم علی نے ملک یدوم میں قدم رکھا، یا اللہ ان کا انجام اچھا ہو۔
- ۲۔ قائم کرنے والوں کی فریاد اور آپیں اس طرح بلند ہوئیں کہ اس کے بوجھ سے بلند آسمان کی پشت ٹیڑھی ہو گئی۔
- ۳۔ ایسا معلوم ہوتا تھا تمام دنیا والے بڑھے اور جوان دنیا سے فوت ہو گئے۔
- ۴۔ ہائے افسوس اور بہت افسوس! اے عزت والے بادشاہ سلامت۔
- ۵۔ کہا گیا کہ سارا شہر کھنڈ نام کدہ بن گیا۔ تمام جن و انس ان اور فرشتے مسلسل آئیں مگر رہے تھے۔
- ۵۔ میں ناز کرتا ہوں اس عطیہ پر جو میرے دل کے صفحہ پر آپ کے وصال کی

تاریخ تحریری مکی۔

۶۔ آپ کے وصال کا سال توشیح کی صنعت سے بیان کیا گیا۔ میں گمان کرتا

ہوں کہ تحریر کرنے والا اسے پسند کرے گا۔ ۱۲۵۳ھ

تحفہ ششم: سرکار کی خلافت کا بیان

تیسرے دن فاتحہ خوانی کے مراسم ادا کرنے کے بعد، جانشینی کی پگڑی باندھنے کے لئے فقراء، رؤساء اور غرباء کے گروہ اکٹھے ہو گئے اور مناجات وارفتہ کارخانہ جات جو صاف دل خدام اور مرید خاص تھا وہ بھی حاضر تھا۔ پگڑی کوڑے میں رکھا گیا اور سہری سرپوش اس پر رکھ کر پیش کیا گیا کہ یہ شان والا گروہ جو حضرت خادم علی شاہ کے قائم مقام ہونے کے لائق ہے اس کو یہ خلعت عطا کرے۔ حاجی غلام حسین کہ جو خادم خاص تھا وہ خود کو حضرت کا قائم مقام سمجھتا تھا۔ اس نے شہر کے علاوہ مشایخ کی خدمت میں حصول دستار کے لئے تحریک بھی پیش کی۔ ایک بزرگ کے قول پر نظر رکھو جو یہ کہتے ہیں کہ:- (ترجمہ شعر)

تقدیر کے دائرے سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کر۔ لکھے ہوئے کو ہمیشہ اپنے بد نظر رکھ۔

آخر کار اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق نور اسید سادات علی بن سید محمود محقق بن حضرت غوث گویا لاریؒ اٹھے اور سید وارث علی شاہ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنی جگہ سے اٹھایا۔ جناب اکبر شاہ صاحب اور امید علی شاہ صاحب نے ان کے ساتھ اتفاق کیا۔ چنانچہ وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھے اور وہ دستار بسم اللہ شریف پڑھ کر آپ کے سر الوہ پر رکھی۔ فرشتوں نے کہا بہت اچھا ہوا اور آسمان نے کہا واہ واہ کیا ہی اچھا ہوا۔ حاضرین

جلد اتفاق کے ساتھ یہ قطعو زبان پر لائے۔ پیشانی پر جو لکھا ہوا تھا۔ تقدیر کی قلم نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ جو صاحبان اس جلسہ میں بیٹھے ہوئے تھے وہ اس کو منانہ کئے، جو نقش نگینے میں لکھا ہوا تھا۔

تحفہ ہفتیم: سرکار کے پہلے سفر جرج اور واقعات راہ کا بیان

جب جناب عالی چودہ سال کے ہوئے تو چودھویں رات کے چاند کی مانند جمال مظہر اور جلال کا شانہ کمال گھر کو منور کیا۔ اچانک کشش عشق اور جذبہ صادق سے بیت اللہ شریف کے طواف کی خواہش آپ کے دل میں آئی۔ اور اتفاقاً واقعہ اسی رات آپ نے سونے کے دوران اپنے بیرو مشرد کو خواب میں دیکھا۔ اور سفر کی اجازت کے کلمات سنے جو سرمایہ مسرت بنے۔ چنانچہ آپ نے سفر کے لوازمات کا انتظام فرمایا۔ جناب کے اکثر دوستوں اور عزیزوں نے جو اس قدر جلدی ارادہ کے مانع تھے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ کسی کی سوچ پختہ اس ارادے میں رکاوٹ نہ بن سکے گی۔ یقیناً ہر ایک نے سفر کے اقدام کے آغاز پر اتفاق کیا۔ اور یہی کلمات ان کے زیر لب تھے۔ (ترجمہ شعر)

آپ نے سفر کرنے کا ارادہ کیا ہے اللہ کی مہربانی اور شفقت آپ کی مدد کرے اور اعلیٰ نظر قائلہ سالار آپ کی مدد کرے۔ پس اس بلند وبالا آسمان کی شفقت کے بعد ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ آپ مبارک فال کے مطابق محبت کے مور کی طرح آسمان کے باغ میں خراماں رونا نہ ہوئے۔

صبح کے وقت جناب نے اپنے مرشد پاک کی قبر پاک کو بوسہ دیا اور لکھنؤ کی

چند شخصیات کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ اور چاند کی طرح تھوڑے تھوڑے پڑاؤ کے ساتھ منزل کو طے کیا۔ سورج کی طرح ایک شہر سے دوسرے شہر میں تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ قصبہ خکوآر آباد میں ٹھہرے۔ کچھ دن وہاں قیام کیا۔ اس قصبہ باشندوں نے جو اہل نظر تھے اور صاحبِ شنید تھے انہوں نے آپ کی عمر دیکھی تو بہت کم تھی لیکن کشف و کمال اور شوکت جاہ و جلالت دیکھا تو وہ تصویر کی طرح حیران رہ گئے۔ اور آخر وہ اس ہدایت کے معنوں پر آگاہ ہوئے۔ جو محض سعادت مند ہوتا ہے وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہی سعادت مند بن جاتا ہے۔ انہوں نے ہدایت کے اس معنوں کا سراغ لگالیا۔ ان میں سے زیادہ متقن ہو کر سمجھ گئے۔ اور بیعت حاصل کرنے سے شرف ہو گئے۔ ایک ہفتہ تک انہوں نے حضرت کو وہاں سے رخصت نہ ہونے دیا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے ساتی! آ جا کہ میں اپنا آپ کو بیٹھا ہوں۔ میرے سامنے بے شمار بیابان ہیں۔

۲۔ میں نے آپ کے چہرہ انور کی خوبی سنی اور دیکھی تو میں نے اپنا کام چھوڑ دیا۔ اے میرے مرشد و یار کے وقت مجھے کیا کرنا چاہئے۔

آنجناب کا ایک شہر سے دوسرے شہر جانا اور ہزاروں

لوگوں کا مرید ہونا

جناب کو بیت اللہ شریف کے طواف کی خواہش کا اس قدر جوش تھا کہ آپ کے دل میں اطمینان نہ ہوتا تھا۔ جب بیت اللہ نے آپ کے دل کو شکوہ آداو سے

ایہا را۔ اور محبت کا تعلق اس کے باشندوں سے توڑا۔ چنانچہ شہر آباد کے قصبہ سے فیروز آباد آٹھ گھرے اور وہاں سے فتح پور سکری اور وہاں سے ہمدون اور وہاں سے موضع ہر داول ریاست جے پور اور وہاں سے جے پور خاص مختلف جگہوں پر قیام فرمایا۔ جس جگہ آپ نے قیام فرمایا سیکڑوں لوگ آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور جس وقت فرشتہ سیرت آنجناب کے کشف و کمال کی شہرت نے بلندی حاصل کی تو آپ کی شہرت رنجہ بخت نگہ والی جے پور تک پہنچی۔ وہ بھی آپ کا بہت مشتاق ہو گیا۔ ایک دن وہ آپ کی خدمت اقدس میں پہنچا اور آپ کے ادب احترام میں زمین بوس ہوا۔ (ترجمہ شعر)

جب اس نے اس آفتاب ولایت کو دیکھا جو بڑی تاب و طاقت کے ساتھ چمک رہا تھا تو موم کی طرح آبدیدہ ہو گیا۔

جس وقت ہارعب جلال پر نظر پڑی تو عقل کے پرندے کو سر کے پنجرے سے دور کر دیا اور اس کا اعتقاد اس طرح تنگ ہو گیا کہ اختیار کی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اور انتہائی ادب کے ساتھ ہونٹ کھولے اور آپ کو دعوت دینے کے لئے عرض کی۔ چنانچہ آنجناب نے دعوت قبول فرمائی اور اس کے گمراہ گئے روز قدم رنجہ فرمایا۔ رنجہ مذکور انتہائی عزت اور تکریم کے ساتھ پیش آیا۔ اور دسترخوان کئی قسم کی نعمتوں کے ساتھ آراستہ کیا۔ الغرض جناب عالی کے اوداع ہونے کے وقت اپنے محل سرا کی رونق بڑھانے والی تقریب کی دعوت دی۔ وہاں اس نے خود اور اپنی اہلیہ مہارانی کے ساتھ زمین خدمت چڑھی۔ مریدوں کی طرح آپ کی طاعت کا حلقہ اپنی روح کے کان میں پہنا۔ اور عمدہ تھنے پیش کئے۔ جناب عالی نے وہاں سے بھی رشت

سفر باہر اور جانب الہیر شریف کی راہ لی۔ یہاں تک کہ چار منزلیں طے کرنے کے بعد الجیر شریف پہنچ گئے۔ جنت نظیر روضہ اقدس دکھائی دیا۔ جس کے دروہار انوار رحمت سے روشن تھے۔ اور اس کا ہر چشمہ کوثر و تسنیم کے چشموں کی طرح جاری تھا۔ آپ رحمت اس کی آسمان نظیر کھینچ کوسر بزر و شاداب کر رہا تھا۔ اس کا مکن جنت کے باغوں کی طرح عمدہ پھلوں سے لبریز تھا۔ اس کی آب و ہوا بہت عمدہ تھی جو روح و تر و تازہ کرنے والی تھی اور اس کی فضا انتہائی دلکش تھی۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ وہ روضہ اس قدر عجیب واقع ہوا تھا کہ جیسے نیلے آسمان کے طبق میں اظہار ہوا ہو۔

۲۔ اس کا ماحول اس قدر خوبصورت اور صاف تھا کہ جیسے دل کے آئینے پر مسکرا رہا تھا۔ مختلف ذرائع سے معلوم ہوا کہ یہی پاکیزہ روضہ مبارک شہنشاہ دین پناہ قطب الاقطاب معلی القاب خضر با معین خواہر خواجگان حضرت خلیفہ معین الدین چشتی مہجد خانہ ان چشت اہل بہشت کی آرامگاہ ہے۔ آپ کے آستانہ پاک کی خاک اولیائے کرام کے لئے خیر کا تاج ہے۔ اور اس شعر کا مضمون ان کی شان میں خوب معلوم ہوتا ہے۔ (ترجمہ شعر)

آپ ہمیشہ چمکنے والا نور اور دونوں جہانوں کی شمع ہیں، بارگاہ ازل کی کئی ہیں اور اندھیروں کے ختم کرنے والے آفتاب ہیں۔

ہر شے پر فوقیت رکھنے والے شوق کے ساتھ آپ روضہ شریف کے اندر داخل ہوئے اور قبر شریف کے طواف سے شرف ہوئے۔ خوش قسمتی سے ایسا ہوا کہ انہیں دنوں جناب حضور خواہر خواجگان کا عرس مبارک تھا۔ چنانچہ جناب والا بھی

مشائخ کے جلسہ میں بیٹھے اور سماع میں توجہ فرمائی۔ جذبات کو آگ لگانے والے کلام کو

اس انداز سے پھیل کیا کہ وجد طاری ہو گیا۔ (ترجمہ شعر)

جگر جلنے لگا۔ دل میں گری پیدا ہو گئی۔ رگ جال پھڑکنے لگی۔

اپنے آپ پر قابو کرنے والی پاک آپ کے ہاتھ میں نہ رہی اور دل کے

کھوڑے کو بے خبری کے صحرا میں دوڑایا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ آپ مرغ بلسل کی طرح تر پنے لگے۔ آپ کا دل چاہتا تھا کہ جسم سے روح

پرواز کر جائے۔

۲۔ آپ کے سر مبارک نے عقل اور ہوش کو پرے رکھ دیا۔ آپ کی آنکھوں سے

آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا۔

۳۔ محفل میں موجود ہر شخص جو آپ کو دیکھ رہا تھا ان کا حال بھی بدلنے لگا۔ میں

نے خاکہ خوبصورت کی تہذیبی حرکت کرنے لگی۔

الختصر حاضرین پر راز و طاری ہو گیا۔ ہر شخص نے آفریاد شروع کر دی۔ کچھ

دیر کے بعد کہ جب امام الادویاء ہوش میں آئے۔ تمام حاضرین آپ کے ہاتھوں اور

پاؤں کو بوسہ دے رہے تھے۔ جناب عالی نے اسی جگہ ان لوگوں کی خواہش کے مطابق

وہیں قیام فرمایا۔ اور ایک ہفتہ پھر رہے۔

وہاں روزِ عرش یوں کے احاطہ میں کچھ مردِ عورتیں اکٹھے ہو گئے۔ اچانک

جناب کے عشق کا تیر عبد اللہ سنگ تراش کی لڑکی بی بی کے دل میں لگا۔ یہ بہت حسین

تھی۔ اور کافی مالدار تھی۔ وہ مجمع میں اس طرح بیٹھی ہوئی دیکھ رہی تھی کہ جیسے عاشق

جلیل بلسل دیکھنے میں محو ہو جاتی ہے۔ اس پر مد ہوش طاری ہو گئی۔ بہت صفات آسمان

سے زمین پر پہنچا۔ اگلے روز سہاؤ ذکرہ جناب کی خدمت میں پہنچی اور بیعت ہوئی۔
شاہانہ لباس ترک کر دیا اور تمام خاندان سے اپنا تعلق قطع کر لیا۔ جناب والا نے اس کو
بی بی بن اللہ والی کا خطاب عطا فرمایا اور اس کی رہائش گاہ روضہ شریف کے حجرہ کے قریب
تجوین فرمائی۔ تا دم تیرہ وہیں موجود ہیں اور قاصد کے مصلی پر ٹھہری ہوئی ہیں۔ شاہ
گیا ہے کہ ہزار ہا مقلوب ان کو نصف دسہ روز گزار کھینچے۔ بلکہ انہیں ولید کہتے ہیں اور ان
کی اطاعت کے راستے کی خاک کو اپنے سر پر لگاتے ہیں۔ (ترجمہ شعر)

نہ ہر محورت، محورت ہے اور نہ ہر مرد، مرد۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں انگلیاں ایک جیسی پیدا
نہیں کیں۔

جناب والا وہاں سے جب روانہ ہوئے تو جوت پور کے دارالکومت ناگور
میں قیام فرمایا۔ مولوی حسین بخش جو ایک رئیس کے لڑکے ہیں، کے پاس
ٹھہرے۔ جن کا ناگور میں بہت شہرہ تھا۔ جو بزرگی کی صفات کے مالک اور اچھی
عادات والے تھے۔ فرشتہ سیرت تھے۔ جب انہوں نے آپ کا ذکر سنا تو بڑے شوق
کے ساتھ آپ کی طرف دوڑے، دیکھا اور جناب کو اپنا مہمان بنالیا۔ عزت و احترام
کے ساتھ آپ کے قدموں میں اپنی آنکھوں کو بچھایا۔ جناب نے کچھ دن ان کے بلند
شان مکان میں قیام فرمایا۔ اور انکی فوازش فرمائی اور ان کے سر کو خرقہ اس ستاروں کی
بلندی پر پہنچا دیا۔ اس معزز آدمی کو آپ نے اپنا نائب بنالیا۔ اور بیعت مجاز کی اجازت
عطا فرمائی۔ وہاں سے روانہ ہوئے اور کچھ منازل طے کرنے کے بعد قصبہ میرپور پہنچے۔
وہاں سے موضع کوٹ والا دارالکومت جوت پور پہنچے۔ اور وہاں قیام فرمایا۔ اس بادشاہ کی
ریاست میں اگرچہ کچھ سوانحیات نہیں آئے مگر سچے ارادے کی برکت سے اور حضرت

عشق کی مدد سے ہر مشکل آسان ہو گئی۔ بال عشق کے راستے کے گئے بھی پھولوں سے بہتر ہوتے ہیں اور اچھی آہ کے نالے بلبل کے نعروں سے بہتر ہیں۔ (ترجمہ)

اشعار

۱۔ عاشقوں کا دل درد کا میدان ہے۔ اس کے اندر آگ ہے اور باہر ٹھنڈی آہ

ہے۔

۲۔ پھول اپنے پیراہن میں پتھروں چاک رکھتا ہے لیکن بلبل کو اس کا ٹھنڈا ک

میں کرتا۔

۳۔ عاشق کا دل دنیا میں کبھی غم سے خالی نہیں رہ سکتا۔ جو غم سے خالی ہو گا وہ بے

عشق دل ہو گا۔

۴۔ بے عشق دل سوائے پانی اور مٹی کے اور کچھ بھی نہیں۔ اور اس سے بڑھ کر

اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہے۔

۵۔ اگر عشق تیری مدد کرے تو عاشقوں کے سامنے کون اپنا سر بلند کر سکتا ہے۔

۶۔ وہ دل جو عشق سے خالی ہو وہ اپنی صراحتی شراب سے خالی رکھتا ہے۔

۷۔ اللہ کے لئے تعریف ہے کہ جتنا ب والا جو زمانہ کے ممدوح ہیں۔ وہ عشق

میں بے شکل ہیں۔

۸۔ جب عشق کے متعلق اللہ والوں نے لکھا تو ہمارے سرکار عالم پیام کو سر فہرست

فرمایا۔

۹۔ جس جگہ عشق کا لنگر متوجہ ہوا تو اس کے دل میں غم نے ڈیرے ڈال لئے۔

۱۰۔ تنہا عشق کو پناہ نہیں ہوتی بلکہ حسن اس کی امید گاہ ہوتی ہے۔

۱۱۔ لیکن آنجناب اور آپ کا ذاتِ لا سے عشق، اس طرح ہے جیسے پانی اور مچھلی اکٹھے ہوتے ہیں۔

اگر میری قلم ان تمام حالات کی شرح لکھے تو میرا یہ کتابچہ طویل ہو جائے گا۔ یعنی طور پر میں نے ان احوال میں سے کچھ لکھا۔ اور باقی حالات جو میرے سینے میں محفوظ ہیں میں ان کو بھی بے فائدہ نہیں سمجھتا کہ نیک لوگوں نے کہا ہے کہ جو شے ساری کی ساری معلوم نہیں ہوتی ہے وہ ساری کی ساری غلط نہیں ہوتی۔ اور اس کو چھوڑا بھی نہیں جاسکتا۔

ظہورِ ساخِز اول (پہلے واقعہ کے ظاہر ہونے کا بیان)

جب جناب والا خشکی کے راستہ سے تشریف لے جا رہے تھے تو انتہائی جذبہ شوق کے ساتھ دمنزور کا ایک منزل میں طے فرماتے۔ ایک دن ایک بیابان میں پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ بہت اچھی جگہ ہے اور رنگِ جنت مقام ہے اور اس کی آب و ہوا روح پرور تھی۔ اس کا سبزہ و تشیں اور اس کی بادش کی صراحی بھرنے پر آمادہ اور مؤلف کا دل کھینچنے والی ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اس سرزمین کا ہر باغ عام باغ سے بہتر ہے۔ اور وہ ایسا باغ ہے کہ جو جنت کے بیڑ میں دانغ لگا تا ہے۔ یعنی رنگِ جنت ہے۔

۲۔ اس کے سرو اور شمشاد بہت ہی حسین و جمیل ہیں۔ اس کا سایہ سے خانے کے فرش کے لئے باعثِ رشک ہے۔

۳۔ اس کی قمریاں ادیب کی طرح اسلوبِ شناس ہیں۔ اس کی بلبلیں بچوں کی

طرح حرف چھی پڑنے والی ہیں۔

۴۔ اس کا روشن اور چمکدار سنبل محکمہ یا لے بالوں کی طرح بہت ہی ہتھوڑا

ہے۔ خوبصورت پریوں کی رانیں اس کے سنبل کے سامنے ہتھوڑی ہیں۔

۵۔ اس کا گل لالہ حسین و جمیل محبوب کی طرح ہے۔ یہ مادہوں اور زہادوں کے

لئے بھی دلفریب ہے۔

۶۔ اس کی نہریں جنت کی نہروں کی طرح رواں دواں ہیں۔ خضر اور الیاس ان

کے پیارے ہیں۔

۷۔ اس کے گوشے اس قدر بلند پایہ ہیں کہ اونچی رصد گاہ میں بیٹھنے والا بھی جسے

دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔

۸۔ اس کا اکا ہوا سبز و مردی فرش کی طرح بچھا ہوا ہے۔

۹۔ اس باغ میں ایسی آبشار رواں ہے جیسے ایک صوفی اپنے پیہرا کرنے والے

کی حمد و ثنا میں مصروف ہوتا ہے۔ الغرض وہ مکان جو جنت نشان ہے ایسا طبیعت کے

موافق آیا کہ آنجناب نے اسی جگہ کرکھولی اور اس طرح آپ کا دل وہاں لگ گیا کہ

اسی سرسبز و شاداب میں قیام فرمایا۔ اور خود سے کہا کہ دو چار دن اسی مقام پر قیام کرنا

چاہیے۔ اور تہائی فارغ الہی کی حالت میں اور اس عالم فانی میں ذکر و اشتغال میں

مغلول ہو گئے۔ آخر کار اسی زمر و چھپے فرش پر کہ جو کئی ہزار رہنمائیوں سے نرمی و نزاکت

میں بہت بہتر تھا، وہاں ٹھہر گئے اور خود میں گم ہو گئے۔ وہ جگہ ایک غیبیٹ برف جام کی

ہائے گاہ تھی۔ دن کے کچھ حصہ میں جو باقی تھا وہ بھی گزر گیا۔ جناب نے بہت

ایمان کن خواب میں دیکھا کہ وہ غضب کی حالت میں آپ کی طرف دوڑا۔ پاک

۱۔ جب جہاں کو پیدا

۲۔ سینے میں

۳۔ جنہوں نے چنگاریا

۴۔ انتہائی

۵۔ ہاں رکھتا ہوں،

۶۔ اگرچہ

۷۔ اتنا ارادہ رکھتا ہوا

۸۔ اللہ مجھ

۹۔ مٹی پل پاس نہیں

۱۰۔ یہ بخور

۱۱۔ وہاں ہے۔ وہ سر

۱۲۔ آہاں ہو گیا۔ ا

۱۳۔ اُن سینے با عطا

۱۴۔ اُن کی خدمت

۱۵۔ میں آس

۱۶۔ ہنجا

۱۷۔ بند بیٹھتا

۱۸۔ سے ایک

۱۹۔ ہاں دورا:

ہے رب تعالیٰ کی ذات کہ جب وہ آپ کے قریب پہنچے تو اس کا غصہ اور غصہ میں غصہ
محبت و اطاعت میں بدل گیا اور وہ فوراً ایک خوبصورت عورت کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جو
آپ کی خدمت میں لگ گئی۔ اور لونڈی کی طرح اطاعت کرنے میں مصروف ہو گئی۔

اور انتہائی ادب کے ساتھ آپ کے پاؤں کو چمکا اور بوسہ زن ہوئی۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اللہ کے جواں مردوں کی حبیبت و رعب اثر رکھتی ہے اور تمام جن و بشر پر اثر
کرتی ہے۔

۲۔ جو کوئی محبوب خدا ہے۔ شمع کی طرح شمع کی بھٹی سے نجات پاتی ہے۔

۳۔ جہاں کے پیدا کرنے والے نے جس کسی کو چن لیا۔ ہر وقت وہ اس کی

حفاظت کرتا ہے اور اس کی حمایت کرتا ہے۔

۴۔ تمام تکالیف جو ہم پہ وارد ہوتی ہیں یہ ہماری غفلتوں کا سبب ہیں۔ ورنہ اس

کی مہربانی اور شفقت جہاں والوں سے کب جدا ہے۔

قصہ مختصر اسی دوران اسی علاقہ کا سردار بھی سیر کرنے سینے وہاں آ نکلا۔ اور

اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان لیٹا ہوا ہے نیند کے عالم میں ہے اور ایک عورت اس کی

خدمت میں مصروف ہے۔ جو کہ رنگ بابا تاج ہے۔ وہ سخت حیرانگی کے بھور میں مبتلا

ہو گیا۔ اسے دیکھ کر اس نے آگے قدم رکھا۔ اور انتہائی مؤذبانہ انداز سے اس واقعہ کی

تفصیل چاہی۔ اور تنہائی کی وجہ اور جنگل کے حیوانات کے ساتھ موافقت کا سبب

پوچھا۔ آنکھ فرستے فرمایا کہ میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ آبادیوں سے س قطب تعلق کر کے

سفر کرے اس جگہ پہنچے ہوں۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ میں نہ کوئی پیکار کرنے والا نہ کوئی ساتھی نہ کوئی راہبر کی کرنے والا رکھتا ہوں۔

۱۔ ف جہاں کو پیدا کرنے والے کی مہربانی پر نگاہ رکھتا ہوں۔

۲۔ سینے میں بھنا ہوا دل اور جگر رکھتا ہوں۔ دل میں سنگ ریزوں کی طرح
سنگڑوں چنگاریاں رکھتا ہوں۔

۳۔ انتہائی شرمساری کی وجہ سے شہر کی طرف میں توجہ نہیں دیتا ہوں کہ نہ میں
میں رکھتا ہوں، نہ سوتا چاندی، نہ کوئی مال اور نہ ہی کوئی اور روز و چراغ رکھتا ہوں۔

۴۔ اگرچہ میں خوشحالی کے کچھ اسباب نہیں رکھتا۔ لیکن دل طور پر میں اس سفر کا

ہلکا ارادہ رکھتا ہوں۔

۵۔ اللہ مجھ وارث کا مونس و مخوار ہے اور ہر جگہ میرے ساتھ ہے۔ چونکہ میں

مٹی، پال پاس نہیں رکھتا لہذا مجھے ہزن کا کوئی خطر نہیں۔

یہ عورت کہ جو تو دیکھتا ہے وہ اس باغ کی مالک ہے اور ہم پر شفقت کرنے

والی ہے۔ دوسرا داران و طریق باقوں سے عاشق ہو گیا اور اس عورت کی عادتوں پر

نہاں ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ دونوں بزرگ میری جھوٹی بڑی، جو

میں کیلئے باعث رفک ہے، میں اپنے قدم مہاک رکھیں۔ خدا کی اطاعت کرنے

میں کی خدمت، جو تمہاری میں رہتا پسند کرتے ہیں، میں اپنے لئے سعادت جانتا

ہوں۔ میں آپ کی آمد کا شکر یاد کرنے سے قاصر ہوں۔

۶۔ حضرت نے فرمایا میں تو کیا ایک قطر کھنٹاک ہوں، کنوڑی کی وجہ سے

میں جبکہ بیہوش ہوں وہی میرا دل بن جاتا ہے۔ میں طاقت نہیں رکھتا ہوں کہ آج

میں سے ایک قدم بھی باہر نکلوں۔ اور اس جگہ سے نکل ہو جاؤں۔ مگر یہ عورت جو

میں دور اندیش ہے اور اپنے کام میں خود غماز ہے۔ اگر اس کے دل میں رغبت ہو تو

نام محکم در ہم بر ہم ہو چکا ہے۔ (ترجمہ شعر)

مست کرنے سے ان کے ہونٹ خاموش ہو گئے۔ بلکہ بلخطان کی حالت بدلتی رہی۔

اس رات کو تہائی حصہ تک دونوں اسی دکھ اور تکلیف میں مبتلا رہے۔ اور

دلی کی امید سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ جس وقت سورج نکلنے کا وقت ہوا تو اس خناس نے

اگلے کاراستہ لیا۔ وہ باغ کی طرف گئی اور وہاں کے تمام پھلوں کو زہر پلا دیا۔ راجہ

تنبہی پریشان اور غمگین ہو کر جناب والا کی خدمت میں پہنچا۔ اور گزشتہ رات کے

حالات و واقعات آپ سے بیان کئے۔ آنجناب نے اس کا دل بہلانے کے لئے

بہلوں میں لگایا اور ہر لحاظ سے اسے مطمئن کیا۔ راجہ نے تمام حالات بیان کئے۔ بہر

حال وہ مشہب طوعا و کرہا ہو گئی۔ راجہ فرماتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آج بھی وہی خبیثیت

اچھس کا کوئی علاج نہیں، ظاہر ہو جائے۔ اور ہماری زندگی کا ساز و سامان لوٹ کر

نے جائے۔ اللہ کے فضل و کرم سے جناب والا نے اپنی آمد سے ہمارے گھروں کو

لٹک ٹکڑا دیا اور ہمیں اس شور سے نجات بخشی۔ میں انتہائی منت ماحجت سے آخر

در جناب عالی کو اپنے گھر میں لے آیا۔ ایک ہفتہ تک بمشکل تمام اپنے ہاں ٹھہرایا۔

پ نے بالکل اپنا قدم مبارک میرے گھر سے باہر نہ نکالا اور ہر روز ہزاروں کی تعداد

ن لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کے مبارک پاؤں کو بوسہ دیتے

بہس کچھ دنوں بعد جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ مکمل مطمئن ہو گئے ہیں۔ اور

بہن ہو گیا کہ وہ مصیبت اب دوبارہ میرے گھر میں نہیں آئے گی۔ اسی وقت

فہم نے خوشی خوشی الوداع ہونے کی رخصت چاہی۔ کافی مقدار میں سونا اور مال

نے اس
ن تھا۔
رہا ہو
اور رنگ
وہ نہیں
زرنگار
ت سے
اہلیہ کی
واس کا
شیطان
آرام
رام کو
ن میں
راس
ہ میں
چہادر

پہاڑوں کے درم
ناک اور پر فتنہ
منزل طے کی او
پہنچے۔ اختصر و بار
کیا ہوا اور مشا
ور و بیٹوں کی طر
سے استغفار اور
پہ۔ یہ بڑا کو اس
فاتحہ پڑی اور یہ
تقداد چاہیے تھی
لذو حاصل کیا اور
لکا دیا۔ (ترجمہ
جو محمد
۱۔ ہے۔
۲۔ عاشق
اختصر
لذو آنکھ اور سڑکا
جادو کے زور سے
پیدا کی کہ اس۔

اور ہر قسم کی نعمتیں بدیہ کے طور پر میں نے جناب کو پیش کیں لیکن جناب والا نے انتہائی
اصرار کے بعد ایک گھوڑا اور تھوڑا سا زور اور قول فرمایا اور بیت اللہ شریف کی طرف
روانہ ہو گئے اور حسرت کا کاٹا گھوڑوں کے دل میں توڑ دیا۔ مؤلف کے اشعار:
۱۔ جو بے سروسامان ہوتے ہیں ان کو وہی سامان دیتا ہے۔ سب بنیادوں کا
علاج اسی سے ہے۔
۲۔ اُس جہاں میں، اُس جہاں میں اور قیامت کے دن آرام و رکھ، زندگی اور
موت اور شہر و شہر سب اُسی کے فضل و کرم سے ہے۔
۳۔ یہ سب کچھ اس سرور کے اختیار میں ہے۔ نہ ہمارے اختیار میں ہے۔
تیرے اور نہ کسی اور کے ہاتھ میں۔
۴۔ اگر لباس بغل میں ہو یا نہ ہو، اللہ مہربان ہے کہ وہ جس حال میں چاہے
رکھے۔
۵۔ عاشقوں کا کیا ہی اچھا حال ہے۔ نہ ان کو اس جہاں میں کوئی غرض ہے نہ
اُس جہاں میں۔ ان کے لئے دونوں جہاں برابر ہیں۔
۶۔ اے خدا بخش جس کی نے اپنے مولا کو پایا، تو اس نے چاروں اطراف پر
قابو پایا۔

ظہورِ مساختہ دوم

آنجناب نے مختلف مراحل طے کرنے کے بعد اور پالیس منازل طے
کرنے کے بعد مروئی شہر ہجیر سے دس منزل کے فاصلہ پر واقع ہے، دیکھا۔

پہاڑوں کے درمیان ہونے کی وجہ سے اور گہرے تالوں کی وجہ سے وہ راستہ بہت خطر
ناک اور پر فتن تھا۔ اور اس جگہ کے جادو گروں کا جادو بہت مشہور تھا۔ ایک دن ایک
منزل طے کی اور شام تک مسافروں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک سرائے میں
پہنچے۔ الخضر وہاں وہی ڈاکو بدعات و مصورت والے آچکے۔ بظاہر اپنے آپ کو راستہ
کیا ہوا اور مشائخ کے لباس سے اپنے آپ کو سجایا ہوا۔ لمبی داڑھیوں والے۔
دور پیشوں کی طرح حرم و دلا بچ سے بھرے ہوئے اور ہاتھ میں تسبیح لئے ہوئے۔ منہ
سے استغفار اور دل گناہوں سے بھرا ہوا۔ گناہ کو کسی آتی ہے، ان کے استغفار کرنے
پر۔ یہ ڈاکو اس سرائے میں پہنچ گئے۔ اور بڑی تیزی کے ساتھ گھوڑوں سے اترے اور
فاتحہ پڑھی اور بعد ازاں ایک ایک بیٹھا اور پر تکلف لادو مسافروں کو تقسیم کیا، کہ جن کی
تعداد چالیس تھی۔ اور تقسیم کے بعد وہ خود ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ الخضر سب نے وہ
لادو حاصل کیا اور کھایا۔ سوائے آنحضرت نے وہ لادو ایک رو مال میں باندھ کر ایک جگہ
لٹکا دیا۔ (ترجمہ قطعہ)

۱۔ جو شخص اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوتا ہے وہ ہر تکلیف و مصیبت سے بہرہ اورتا

ہے۔

۲۔ عاشق مشوقوں کی جلوہ گاہ ہیں۔ اس کی مرض خدا اور خدا کے نقطہ میں ہے۔

الخضر رات کا تہائی حصہ باقی تھا کہ ان چہروں نے آواز بلند ندا دی کہ اسے
لادو اٹھ اور سفر کی تیاری کر۔ جب اس جادو گر کا جادو کمال تک پہنچ گیا تو اس نے اپنے
جادو کے زور سے اس لادو کو کہ جو بیٹوں کے اندر پہنچ چکا تھا جادو سے اس میں ایسی تاثیر
پیدا کی کہ اس کے کھانے والے فوراً اپنے بستروں سے اٹھے اور رخت ستر باندھا اور

۷۹

نے اٹھنا

کی طرف

ار:

پیاروں کا

زندگی اور

میں ہے نہ

میں چاہے

میں ہے نہ

طرف:

ازل سے

دیکھا۔

انہی سواروں پر سوار ہو کر ایک جانب چل پڑے۔ آنجناب نے اپنے دل میں سوچا کہ اس منتر کے انجام کو بھی دیکھنا چاہئے کہ یہ لڑو کیا اثر کرتا ہے۔ تیزی سے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور مسافروں کے قریب پہنچے۔ تھوڑا سا ستر طے ہوا تھا کہ وہ جاو کر ٹھہر گیا اور اس نے حکم دیا کہ اے لڑو گھوڑوں سے اتراؤ۔ اور زمین پر چلنا شروع کر دو۔ مسافروں نے اسی طرح کیا۔ اس جادو کرنے ایک چھری اپنی کمر سے باہر نکالی اور مسافروں کی طرف اشارہ کیا کہ لڑو اس چھری سے اپنے گلوں کو کاٹ لو۔ اور اپنے آپ کو قتل کرنے کی کوشش کرو۔ اس بات کو انہوں نے بالافاق تسلیم کر لیا۔ اور اس چھری کی طرف اپنا اپنا ہاتھ لے گئے۔ آنحضرت بڑی چابکدستی سے آگے بڑھے۔ اور اس چھری کو اس سے پیچے کہ وہ مسافروں کے ہاتھوں میں آئے، پکڑ لیا۔ اور جادو کر کو نواز زمین پر لٹایا اور اس کے سینہ پر بیٹھ گئے۔ اور اس بد خصلت سے اس طرح ارشاد فرمایا کہ اگر خیر چاہتے ہو تو ان بد موٹوں کو فوراً ہوش میں لے آؤ۔ اس مکار نے کہ جو ایک شکاری کے قابو میں آ چکا تھا، اس نے بہت چال بازی کے ساتھ زبان کھولی کہ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے نوجوان تیری قسمت ہمیشہ جوان رہے، اللہ کے لئے میں تجھ سے امان چاہتا ہوں۔

۲۔ جو قتل میں نے کی ہے اس پر بہت تادم ہوں۔ آپ سب کے مخدوم ہیں اور میں خادم ہوں۔

۳۔ میں ان لوگوں کے لئے کوئی چارہ نہیں جانتا۔ لیکن ان کی جان پر خیریت ہے۔

۴۔ مکر میں جس کی کوپڑا تار ہوں۔ وہ یقیناً اپنے پاؤں کو جلدی جلدی اٹھا رہا ہے۔

۵۔ نہیں اب میں آپ سے یہی عہد کرتا ہوں کہ میں ان میں سے کسی کو قتل نہیں کروں گا۔

۶۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ انہیں ہوش آ جائے۔ آپ صبر کر کریں اور خاموش رہیں۔

۷۔

۸۔

۹۔

۱۰۔

۱۱۔

۱۲۔

۱۳۔

۱۴۔

۱۵۔

۱۶۔

۱۷۔

۱۸۔

۱۹۔

۲۰۔

۲۱۔

۲۲۔

۲۳۔

۲۴۔

۲۵۔

۲۶۔

۲۷۔

۲۸۔

۲۹۔

۳۰۔

۳۱۔

۳۲۔

۳۳۔

۳۴۔

۳۵۔

۳۶۔

۳۷۔

۳۸۔

۳۹۔

۴۰۔

۴۱۔

۴۲۔

۴۳۔

۴۴۔

۴۵۔

۴۶۔

۴۷۔

۴۸۔

۴۹۔

۵۰۔

۵۱۔

اور وہ اس بات پر تیار ہوئے کہ اس کو قتل کر دیں۔ مگر آنحضرت نے اس کی سفارش کی کہ اس وقت اس کے قتل پر توجہ نہ کرو۔ کیونکہ نیک لوگوں نے کہا ہے کہ (ترجمہ شعر)

جب گناہ بکار نے اپنا سر تیرے پاؤں میں رکھ دیا ہے تو اس کے قتل کی رائے نہیں دینی چاہئے۔

میں بہتری اسی میں سمجھتا ہوں کہ اس کو آزار کر دوں کہ اس کی عادت اس کی دشمن ہے جو اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ جناب کے ارشاد کے مطابق سب اس کو قتل کرنے سے رک گئے اور اس کو چھوڑ دیا۔ اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیا۔ وہ بری خلعت والا ہزاروں جاٹاروں کے ساتھ آپ کا غلام بن گیا۔ اور اپنے نانا بزرگ فضل سے اس نے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور صدق دل سے اپنی روح کی گردن کو آگیا بیت و اراوت کے حلقہ میں شامل کر دیا۔ اور آنجناب کے ساتھ عازم بیت اللہ ہو گیا۔

(ترجمہ اشعار)

- ۱۔ صاحب دل اندھوں کو پٹا کر دیتے ہیں۔ بے وقوف کو بوطی سینا بنا دیتے ہیں۔
- ۲۔ صاحب دل کا سایہ ہمارا کا پر ہے۔ وہ اس کو ایک لمحہ میں بادشاہ بنا دیتا ہے اگرچہ وہ خود خدیب ہی کیوں نہ ہو۔
- ۳۔ تابنا جب اکسیر کے ساتھ ملتا ہے تو وہ سنہری سونے کے ساتھ موافقت اختیار کر لیتا ہے۔
- ۴۔ صدف کے اندر جب قطرہ نیساں داخل ہو جاتا ہے تو بالآخر وہ اعلیٰ موتی بن جاتا ہے۔

ظہور سانحہ سوم

ایک دن آنجناب اس سے پہلے کہ دوسرے سونے ہوئے لوگ بیدار ہوں آپ اٹھ گئے اور جہنہ شوق کے غلبہ سے بیت اللہ شریف کی طرف چل پڑے۔ جب سورج دن کے ایک چھٹائی حصے پر چکا (چاشت) اور اس کی گرمی کی تیزی نے اہل دنیا کے دماغ کو برہم کر دیا۔ اور گرمی کی بہت زیادہ شدت سے آنجناب کو پیاس زیادہ محسوس ہوئی کہ اگر پانی کے چشمہ کی جگہ دکھائی دے تو پیاس دور فرمائیں۔ اتفاقاً آپ ایک جگہ پہنچے تو وہاں بہت سے ٹیلے اور گڑھے دیکھے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ ہر ایک ٹیلہ پہاڑ سے زیادہ بلند تھا۔ اس کے اوپر پتھر کا ایک بہت بڑا گڑھا

تھا۔

۲۔ اس کا ہر گڑھا اس قدر گہرا تھا کہ زمین بہت دور دکھائی دیتی تھی۔

اچانک آپ کی نگاہ اس ٹیلے پر پڑی کہ شاید وہاں سے گوبر ہر مقصود حاصل ہو۔ آپ نے دیکھا کہ ایک عورت تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اور ان کا حقہ جو خادمہ کی طرح اس حلقہ کے اندر گر دکھ کر رہا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ان کے پاس پانی بھی ضرور ہو گا۔ جب پیاس کے غلبے نے طلق پر چھری رکھی تو فوراً گھوڑے سے نیچے اترے اور اوپر جانے کا ارادہ فرمایا اور بڑی تیزی سے اس ٹیلے پر چڑھے۔ وہ عورت جو ان چوروں ڈاکوؤں کی سردار تھی۔ اس نے آپ کی کمال خاطر تواضع کی۔ خوشگوار میٹھے پانی سے دو تین پیالے لگا کر پیش کئے۔ اور کھانا کھانے کی انتہائی کوشش کی۔ پھر آپ کہیں میں انتہائی رازوں میں مشغول ہو گئے۔ اور آپ سے کہا کہ کچھ عرصہ آپ ٹھہریں کہ

- ۱۔ اس حالت ک
- ۲۔ قریب ہو۔
- ۳۔ عورت نے
- ۴۔ ان سب۔
- ۵۔ والا کے پاؤ
- ۶۔ بھوت (پا)
- ۷۔ کرنے لگے
- ۸۔ کلمات جو۔
- ۹۔ میرے ساتھ
- ۱۰۔
- ۱۱۔
- ۱۲۔
- ۱۳۔
- ۱۴۔
- ۱۵۔
- ۱۶۔
- ۱۷۔
- ۱۸۔
- ۱۹۔
- ۲۰۔
- ۲۱۔
- ۲۲۔
- ۲۳۔
- ۲۴۔
- ۲۵۔
- ۲۶۔
- ۲۷۔
- ۲۸۔
- ۲۹۔
- ۳۰۔
- ۳۱۔
- ۳۲۔
- ۳۳۔
- ۳۴۔
- ۳۵۔
- ۳۶۔
- ۳۷۔
- ۳۸۔
- ۳۹۔
- ۴۰۔
- ۴۱۔
- ۴۲۔
- ۴۳۔
- ۴۴۔
- ۴۵۔
- ۴۶۔
- ۴۷۔
- ۴۸۔
- ۴۹۔
- ۵۰۔
- ۵۱۔
- ۵۲۔
- ۵۳۔
- ۵۴۔
- ۵۵۔
- ۵۶۔
- ۵۷۔
- ۵۸۔
- ۵۹۔
- ۶۰۔
- ۶۱۔
- ۶۲۔
- ۶۳۔
- ۶۴۔
- ۶۵۔
- ۶۶۔
- ۶۷۔
- ۶۸۔
- ۶۹۔
- ۷۰۔
- ۷۱۔
- ۷۲۔
- ۷۳۔
- ۷۴۔
- ۷۵۔
- ۷۶۔
- ۷۷۔
- ۷۸۔
- ۷۹۔
- ۸۰۔
- ۸۱۔
- ۸۲۔
- ۸۳۔
- ۸۴۔
- ۸۵۔
- ۸۶۔
- ۸۷۔
- ۸۸۔
- ۸۹۔
- ۹۰۔
- ۹۱۔
- ۹۲۔
- ۹۳۔
- ۹۴۔
- ۹۵۔
- ۹۶۔
- ۹۷۔
- ۹۸۔
- ۹۹۔
- ۱۰۰۔

- ۱۔ میرے خادم سرخ بھون رہے ہیں۔ اس وجہ سے کہ صاف دل لوگوں کی ہر لمحہ توجہ اللہ کی طرف ہے اور وہ معرفت کے سمندر کے واقف ہوتے ہیں۔ جناب والا نے بالکل اس طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور کسی پریشانی کا اظہار نہ کیا۔ اور اس کی رحمت کو قبول کرنے میں مصروف ہو گئے۔ ایک لمحہ نہ گزرا تھا کہ ایک سانپ خود بخود اس درخت پر سے کہ جس کے سایہ میں وہ گھومت بیٹھی ہوئی تھی، وہاں ظاہر ہوا۔ فوراً وہاں سے اڑا اور اس محورت کی گردن میں لپٹ گیا اور اس کے ہونٹوں پر بچوست ہو گیا۔ وہ محورت بہت ڈری اور انتہائی پریشانی اس پر طاری ہو گئی۔ ایسی بے ہوشی طاری ہوئی کہ اس پر غشی کی حالت طاری ہو گئی۔ اس کے عزیز اور نوکر چاکر اس عجیب حال کو دیکھنے سے پریشانی اور غموں کی زنجیروں میں گرفتار ہو گئے۔ اور اس کا لے سانپ کو دور کرنے کی تدبیر انہیں نہ ہو سچی۔ ہر طرف شور وغل برپا ہو گیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ قیامت کا دن کل کی بجائے آج ہی پہنچ گیا ہے۔ (ترجمہ اشعار)
- ۲۔ اس آدمی کی طرح یا نیم مردہ پرندے کی طرح جو مٹی میں ترپ رہا ہو کہ جس کو سینے اور دل کا ٹم لگا ہوا اور وہ ترپ رہا ہو۔ اس طرح وہ ترپ رہی تھی۔
- ۳۔ اس آدمی کی طرح جو جگر کے سوز سے آہ بھر رہا ہو۔ اس آدمی کی طرح جو اپنے درد دل سے فریاد کر رہا ہو۔
- ۴۔ اس آدمی کی طرح جو اس حال میں ہو کہ اس کے چہرے پر عجیب رنگ ظاہر ہو گیا ہو۔ اس آدمی کی طرح جو انتہائی منت اور تاجرت سے نڈر و نیاز اور غمیں مان رہا ہو۔
- ۵۔
- ۶۔
- ۷۔
- ۸۔
- ۹۔
- ۱۰۔
- ۱۱۔
- ۱۲۔
- ۱۳۔
- ۱۴۔
- ۱۵۔
- ۱۶۔
- ۱۷۔
- ۱۸۔
- ۱۹۔
- ۲۰۔
- ۲۱۔
- ۲۲۔
- ۲۳۔
- ۲۴۔
- ۲۵۔
- ۲۶۔
- ۲۷۔
- ۲۸۔
- ۲۹۔
- ۳۰۔
- ۳۱۔
- ۳۲۔
- ۳۳۔
- ۳۴۔
- ۳۵۔
- ۳۶۔
- ۳۷۔
- ۳۸۔
- ۳۹۔
- ۴۰۔
- ۴۱۔
- ۴۲۔
- ۴۳۔
- ۴۴۔
- ۴۵۔
- ۴۶۔
- ۴۷۔
- ۴۸۔
- ۴۹۔
- ۵۰۔
- ۵۱۔
- ۵۲۔
- ۵۳۔
- ۵۴۔
- ۵۵۔
- ۵۶۔
- ۵۷۔
- ۵۸۔
- ۵۹۔
- ۶۰۔
- ۶۱۔
- ۶۲۔
- ۶۳۔
- ۶۴۔
- ۶۵۔
- ۶۶۔
- ۶۷۔
- ۶۸۔
- ۶۹۔
- ۷۰۔
- ۷۱۔
- ۷۲۔
- ۷۳۔
- ۷۴۔
- ۷۵۔
- ۷۶۔
- ۷۷۔
- ۷۸۔
- ۷۹۔
- ۸۰۔
- ۸۱۔
- ۸۲۔
- ۸۳۔
- ۸۴۔
- ۸۵۔
- ۸۶۔
- ۸۷۔
- ۸۸۔
- ۸۹۔
- ۹۰۔
- ۹۱۔
- ۹۲۔
- ۹۳۔
- ۹۴۔
- ۹۵۔
- ۹۶۔
- ۹۷۔
- ۹۸۔
- ۹۹۔
- ۱۰۰۔

المتحرک اس کے درمیان میں سے ایک آدمی آنحضرت کے سامنے رونے لگا۔

اس حالت کو دیکھنے کی وجہ سے آپ کو کم آگیا۔ چنانچہ جس وقت آنجناب اس کے قریب ہوئے۔ اللہ کی قدرت سے وہ سانپ کہ جو جہات کی قسم سے قہار و اڑ گیا۔ عورت نے فوراً آنکھ کھولی اور اپنے محسوسات ہونے کی خوشخبری سے آشنا ہوئی۔ یوں ان سب نے گویا از سر نو جان تازہ اور حیات نو پائی۔ اور فوراً اپنے سروں کو حضرت والا کے پاؤں میں رکھا۔ اور ایک جماعت اس جگہ اکٹھی ہو گئی۔ ”سبحان الذی حی لا یموت“ (پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ زندہ ہے، جس کو موت نہیں) ان الفاظ کی تسبیح کرنے لگے۔ وہ عورت اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنا سر آنجناب کے پاؤں میں رکھا۔ اور یہ کلمات جو کہہ گئے ہیں وہ پڑھے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ میں نے دیکھا کہ جو کچھ تو نے مجھ سے کیا۔ کون آدمی نہیں جانتا کہ تو نے میرے ساتھ کیا احسان کیا۔

۲۔ میں مردہ تھی تو نے مجھے زندہ کیا۔ ساری زندگی کے لئے تو نے مجھے اپنا غلام بنالیا۔

الختصر یہ کہ بڑی مدت سماجت سے اس مبارک انجام والی عورت کے در عام نے خندہ کم و اکیں جگہ میں کہ جہاں وہ سکونت رکھتے تھے لے گئے۔ اور آپ کی تشریف آوری کے شکریہ کے طور پر انجہائی عمدہ گفتگو کی۔ اور وہ جگہ ایک برے انجام والی جماعت کی، جو ڈاکو اور چور تھے، ان کے ٹھہرنے کی جگہ تھی۔ جنہی رات کا ایک حصہ گزرا تو ایک کثیر جماعت اس جگہ اکٹھی ہو گئی۔ سب نے اس عورت سے یہ واقعہ دریافت کیا اور اس حادثہ سے آگاہ ہونے کے بعد سب نے اپنی اراکات کی پیشانی آنجناب کے قدموں میں رکھ دی اور اتفاق کے ساتھ دل کی کھیتی میں اس سچے مرشد

کے اعتقاد کا بیج بویا۔ اور شرف بیعت کے حصول کے لئے بیٹس ہوئے۔ آنجناب نے

پہلے تو انکار فرمایا۔ بالآخر اس طرح فرمایا کہ اگر تم اپنے اس ناجائز کام سے تائب ہو

جاؤ تو ممکن ہے کہ تم حلقہٴ ارواح میں آ جاؤ۔ ان سب نے صاف دل سے انتہائی سچائی

کے عالم میں خاص توبہ کی اور ذکرِ زنی کے تمام آلات کو جلا دیا۔ بعد ازاں بیعت کے

شرف کے حصول سے فیصل یاب ہو گئے۔ جب یہ بات مشہور ہو گئی۔ اور لوہے مان سنگھ

والی جوت پور کے کانوں میں یہ بات پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا۔ اور تمام ذاکوں کو اپنے

ہاں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ انہیں شاہاش دی اور ہرنی اور ذکرِ زنی کے فعلِ قبیح سے

تائب ہونے کی وجہ سے ان کا مناسب وظیفہ مقرر کر دیا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جو کچھ کویچ پیشانی پر لکھا ہے، اس کی کی بیشی ممکن نہیں۔

۲۔ جس کسی نے غلط راستے پر توبہ کی تو قسمت میں لکھے ہوئے سے زیادہ اس

کے سامنے کوئی شے نہ آئی۔

۳۔ اور جو کوئی اچھی عادت اور مبارک خلعت رکھتا ہے اس کی قسمت میں رزق

کم نہیں ہوتا۔

۴۔ کیا ہی وہ اچھا انسان ہے کہ جس نے بھلائی کے ساتھ موافقت کی۔ یا تو اس

نے حرم کا دروازہ کھٹکایا یا مندر سے اپنی توبہ بٹالی۔

۵۔ اے ساتی آ جا۔ اے قلبہ شوق آ جا۔ کہ دور سے تو ختم ہو گیا ہے لیکن ابھی

زدقی سے کشی باقی ہے۔

۶۔ ایسی شراب دے کہ جو عقل کو غارت کر دے اور دنیا کا غم دل سے بھلا

دے۔

تختہ ہشتم: آنجناب کی سبکی آمد اور مزارات اولیاء کی

زیارت کرنا

مختصر یہ کہ مظہر نور، حضور وارث پاک کثیر حوادث سے نجات پا کر حجت لہر کے اور گرد پیچھے۔ اور وہاں سے کجرات خورد کی طرف اپنی سواری کو روانہ کیا۔ اور ان شہروں کو دیکھنے کے بعد وہاں سے پھر ان پٹن کو گئے اور پھر احمد آباد میں قیام فرمایا۔ اور وہاں سب سے پہلے جناب نقوس تاب حضرت میراں سید رضویؒ کے مبارک رہنے کی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ اس کے بعد اس بہارستان کے گھمائے مسرت و کامرانی اولاد و جناب سابق الاذکار سے ملاقات کی۔ اس شہر میں آنجناب نے دو ہفتہ قیام فرمایا۔ ہر روز مزار کے طواف سے اور اس عظیم تحکم ہستی کی اولاد کی محبت سے جو اپنے زمانے کے اکابرین میں سے تھے مشغول رہے۔ وہ بھی آپ سے نفی یاب اور مسرور ہوئے۔ اور اپنی خوشحالی کے چراغ کو اپنے قانون قلب میں روشن کیا۔ یہ حق حق ہے جو نیک لوگوں نے کہا کہ (ترجمہ شعر)

اس سے بڑھ کر اور کوئی اچھا وقت نہیں کہ جب ایک بھائی دوسرے بھائی سے محبت سے اللہ کی رضا کے لئے ملتا ہے۔

جناب والا وہاں سے بھی روانہ ہوئے اور کجرات کلاں حضرت شاہ مہاربت کے مزار کی زیارت سے پھر شہر میں حضرت فرید کی زیارت سے اور شاہ ابراہیم بکری کی زیارت سے جو پیران طریقت قادریہ میں سے ہیں، ان اعلیٰ سستیوں کے حضور حاضری کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد سورت کی جانب توجہ فرمائی۔ جب وہاں سے بھی

نے ہو پائی کے تلکھ پنے سے اس زرق اس ابھی بھلا

ہوئے اور اس۔
دور میں آپ آج
رکتے۔ ضروری ا
جرا آپ نے نقل ا
۱۔ عاشق
۲۔ کبھی
۳۔ ہے۔
۴۔ کبھی
۵۔ ہیں۔
۶۔ الغر
۷۔ کے کپتان محمد ت
۸۔ لئے خطرہ ہے
۹۔ زندگی سے با
۱۰۔ سر منہا ان
۱۱۔ بے شک میرا
۱۲۔ تھا۔ لیکن وہ
۱۳۔ ن پریشانی کا
۱۴۔ ہے اور اس
۱۵۔

رواگی پسند فرمائی تو آخر کار ہمیں شہر میں رونق افروز ہوئے۔ اس شہر میں بھی تقریباً
تھوڑا سا آرام کیا اور وہ ہفتہ تک قیام فرمایا تو ہمیں کے یعقوب خان اور یوسف اور
ذکر یا جو صاحب ایمان تھے اور تاجر تھے، کثرت مال اور خوشحالی کی وجہ سے سینٹھ کے
لقب سے موسوم تھے، آنجناب سے انہوں نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ دوسرے
بہت سے باشندوں نے بھی آپ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ (ترجمہ اشعار)
۱۔ دل نے جہاں چاہا وہیں وقت گزارا۔ اور کانٹوں کو خشک بہار بنا دیا۔
۲۔ باغوں کو بھول حطاکیا اور پھولوں کو خوشبو عطا کی اور ملیلوں کو ان کا عاشق بنا
دیا۔
۳۔ اس کی مہربانی سے اگر قطرہ نیساں صدف میں گر جائے تو اس پانی کے قطرہ
سے اعلیٰ قسم کا موتی پیدا ہو جاتا ہے۔
۴۔ اگر کنکر اس محبوب کے رخ روشن کی ایک جھلک پالے تو لعل بدخشان بن
جائے۔
۵۔ خدا بخش ان پاکبازوں کا کردہ وہ ہے جو دونوں جہانوں کے اسباب سے
بے نیاز ہیں۔

تحفہ نمبر: آنجناب کا بغیر آب و دانہ کے جہاز پر بیٹھنا

اور کئی روز تک نبی پاک کی طرف سے بشارت ہونا
جب وہ بلند مرتبہ جناب والا منزل مقصود کی طرف رواں دواں سال مراد
تک پہنچے۔ یعنی خشکی کی راہ کا سفر ختم ہوا اور مسندور کے کنارے پہنچ گئے تو جہاز پر سوار

ہوئے اور اس کے خانہ میں قیام پسند فرمایا۔ روزہ اور فاقہ کشی کی مشق کی وجہ سے اس دور میں آپ ایک ہفتہ کے بعد کانا کھاتے تھے۔ اور ایک ہفتہ لگاتار روزہ رکھتے۔ ضروری اسباب کی کوئی شے آپ کو دستیاب نہ ہوتی۔ پس اس تکلیف کے بعد جو آپ نے نقل ازیں کبھی نہ دیکھی تھی، عشق کا امتحان دیکھا۔ (ترجمہ شعر)

۱۔ عاشقوں کا امتحان سخت ہوتا ہے۔ کبھی روٹی سے کبھی آنکھ سے کبھی جان سے۔

۲۔ کبھی عاشقوں کے جسم کو وہ نکال کر دیتا ہے۔ کبھی عاشق کے دل کو بھون دیتا ہے۔

۳۔ کبھی زخم جگر پر تنک پاشی کرتے ہیں اور کبھی ان کو چنگاریوں پر ڈال دیتے ہیں۔

۴۔

الغرض چودہ یوم کے بعد بروز بدھ جہاز اچانک خود بخود رک گیا۔ تو جہاز کے کپتان محمد تقی نے کہا انہوں جہاز میں کوئی خرابی ہے اور جہاز والوں کی زندگی کے لئے خطرہ ہے۔ اس کی یہ بات سن کر مسافروں کے چہرے کے رنگ فق ہو گئے اور وہ زندگی سے مایوس ہو گئے۔ ہر کسی نے یہ پڑھنا شروع کر دیا۔ **بسم اللہ** صحر بیضا و صوملہا ان رمی لعلور و حسم۔ (اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے۔ بے شک میرا رب بہت معاف کرنے والا ہے۔) ہر شخص زبان سے یہ کلمات پڑھ رہا تھا۔ لیکن وہ عاشق کیلئے اور متوکل علی اللہ اسی طرح مبرا کا معنی سمجھائے رہے۔ اور کسی قسم کی پریشانی کو اپنے مبارک دل میں جگہ نہ دی۔ اپنے فرائض اور فرائض مسلسل ادا کرتے رہے اور اپنے معمول کے وظائف میں مشغول رہے۔ (ترجمہ شعر)

زمانے کی تکالیف سے جواں مردوں کا دل فارغ ہوتا ہے۔ اور نقصان کی

نرخیا

اور

کے

رے

قبا

قطرہ

ناتن

سے

ا

امراد

سوار

۱۔ چوں چوں

۲۔ نہ پ کا نام

۳۔ ہمیں۔

۴۔ آخر

۵۔ ہتر خوا

۶۔ موت دی تیار

۷۔ موت کو

۸۔ صاف تہرے

۹۔ مانِ حُرّت

۱۰۔ دعوت

۱۱۔ مان ہے

۱۲۔ دینِ دگر

۱۳۔ رات کے

۱۴۔ اس را

۱۵۔ بن۔ ہم

۱۶۔ ج

۱۷۔ شہ کا

۱۸۔ تو

۱۹۔ بے تا

بکلی سے پائندہ کے کلیان کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

(مناف کہتا ہے) عاشق جہان کے کفرِ خم سے فارغ ہے جیسے سروِ خزاں کی

تکلیف سے آزاد ہے۔

چودھویں دن، رات کے وقت نیک و پارسا تاج محمد منیر الدین جو کہ اتنی

جہاز میں سوار تھا، خواب میں دربارِ سرور سیدالاراکو دیکھا۔ اس خواب نے جہاز

والوں کے دلی مقاصد کے بندہ دروازے کو کھولا۔ نئی پاک کی حضوری کی سعادت

حاصل کرنے کی تمنا سے اس نے زار زار رونا شروع کر دیا۔ اور اس جنت کی ہم شکل

مخلی کی طرف انتہائی حسرت کے ساتھ دیکھا۔ کہ اچانک سرکار کی بارگاہ میں موجود

لوگوں میں سے ایک شخص اس کے قریب پہنچا اور اس نے یہ رہنمائی کی کہ تو عیش میں

ہے اور مسایوں کو محروم کر رہا ہے۔ لیکن تو نے مانا نہیں ہے کہ نیک لوگوں نے کہا

ہے: (ترجمہ شعر)

کھانا وہی بہتر ہے جسے تو اکیلا نہ کھائے۔ اس کھانے پر خاک پڑے جو انسان اکیلا

کھائے۔

نور اودھتا جریدا رہا۔ اس کا آنکھیں آنسو پر ساری تھیں۔ اس نے دل میں

سوچا کہ اس جہاز پر بغیر کسی شک و شبہ کے کوئی کالِ آدی سوار ہے۔ جناب سیدالاراک

پیٹھ کی نسلِ پاک سے صحیح نسبت رکھتے ہیں۔ اور حضور سے صحیح مصاحبت رکھتے

ہیں۔ اس لحاظ سے کہ بصدائقِ منِ رانی فقہِ راسخِ الحق جس نے مجھے خواب میں

دیکھا اس نے واقعتاً مجھے ہی دیکھا، دوسرے بلند ہوا۔ مگر وہ حیران ہو گیا کہ میں کس طرح

جناب عالی کی خدمت میں پہنچوں۔ اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سعادتِ مندی

بھول چنوں۔ (ترجمہ شعر)

نہ آپ کا نام نامی کسی سے پوچھوں۔ آپ کا مقام میں کیسے معلوم کروں اور کسی سے پوچھوں۔

آخر کار ایک مصلحت کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ دیکھا کہ کل جہاز والوں کے اپنے دسترخوان بچھایا جائے۔ صبح اس نے اپنے رفقاء کو اس راز سے آگاہ کیا۔ اور بہت کی تیاری میں مشغول ہو گیا۔ نیز انتہائی خوشی کے ساتھ تمام کام مکمل کئے۔ اہل اراک کو دعوت کی خبر دی۔ چنانچہ وہ سب چاشت کے وقت اس کے کمرہ میں پہنچے۔ اور ساری سحر کے کھانے پر ہو کر کھائے۔ لیکن وہ پیکر تسلیم و رضا (سرکار وارث پاک) کی عزت و حکم پریم کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم رہے۔ اور دسترخوان کی طرف تشریف نہ لے۔ دعوت کے اختتام پر وہ نیکو کار جبریا گارگاہ کا نکات مسجد ہیکر بجایا کہ اللہ تعالیٰ احسان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی بجا آوری اچھے طریقے سے کی۔ اور جہاز والوں کی دعوت کی تمام رسومات اچھے انداز سے اختتام پزیر ہوئیں۔ جب شام ہوئی پہاڑ کے ستارے آسمان پر آراستہ ہوئے۔ جہاز والوں کو فیذا آگئی۔ تا جرمی سو گیا۔ اس رات بھر اس نے محبوب کبریا ﷺ کو دوبارہ خواب میں دیکھا۔ اور آپ کی طرف سے یہ نصیحتیں ملنے لگیں۔ اور اپنے دوستوں سے پوچھا۔ ملا جا کی فرماتے ہیں:-
”نہی۔ بہت حیران ہوا۔ اور اپنے دوستوں سے پوچھا۔ ملا جا کی فرماتے ہیں:-
جب کسی عقل مند آدمی کے سامنے کوئی مشکل آتی ہے۔ اور وہ مشکل اس کے
ہاں نہیں رکاوٹ بن جاتی ہے۔
تو دوسروں کی عقل کو اپنی عقل کے ساتھ ملاتا ہے۔ یعنی دوسروں سے مشورہ
لے کر اس مشکل کو حل کرنے میں مدد حاصل ہوسکتے۔

خزائن کی

جو کہ اس

نے جہاز

اسعاد

کی ہم شکل

میں موجود

بخش میں

لے کر

نشان کیا

نے دل میں

میدان برابر

جست رکتے

خواب میں

سکھڑی

مات مند

نے کی خاطر کچھ تعلقہ متبادل فرمائے۔ اور اس کو الوداع کرنے میں مشغول ہو گئے۔
 ب وہ تاجروہاں سے مجبوراً اٹھا۔ تو گمان کرنے لگا کہ اس کے وجود سے دھواں نکلا
 'نا انا پریشان ہوں۔ جو نبی کہ وہ تاجراپنے کمرے میں پہنچا تو خود بخود وہ جہاز چل
 'اور سب کو تازہ زندگی کا لطف حاصل ہوا۔ جہاز والوں کو اتنی خوشی ہوئی کہ اس کی
 'نی انجائیں۔ ان کی خوشی کی انتہا کا بیان ممکن نہیں۔ جہاز کے منزل مقصود تک پہنچنے
 '۔ وہ پاکباز تاجر آپ کے لئے ہر قسم کے کمانے اور مشروبات تیار کراتا رہا۔ لیکن
 'تاب اکیلے کھانا جائز نہیں سمجھتے تھے اور نہ گوارا کرتے۔ نہ ہی کوئی حرف شکایت
 'من پر لاتے۔ الغرض جس وقت وہ جہاز عدن کی سرحد کو پہنچا۔ تو جہاز کے مالک نے
 'ہا کو کرا کیا۔ اور جہاز میں بیٹھے والوں میں سے جس نے چاہا وہ جہاز سے نیچے اتر
 'عدن کے شہر کی سیر و سیاحت میں مصروف ہو گیا۔ کس دو دنوں کے بعد پھر جہاز
 '۔ ہوا اور سکندریہ کی بندرگاہ کو گئے کرتا ہوا ہمہ شہر میں اور اس کے بعد مقلد کے شہر
 '۔ بلکہ یمن کی سرزمین پر پہنچا۔ اور جناب والا وہاں سب سے پہلے پیدل چل کر مزار
 'حضرت اویس قرنی پر پہنچے۔ اور ظاہری اور باطنی انوار سے فیض یاب ہوئے۔
 '۔ کے بعد جدہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ اور حضرت حوا کی مرقبہ پر انوار کی
 'یہ کی سعادت حاصل کی۔ اس نور برسانے والے مزار کا رقبہ معلوم کیا۔ ۲۵۰ قدم
 'بہا طول تھا۔ مزار شریف کیہ وقت گزرنے کی وجہ سے دریا کی لطیفی کی وجہ
 'ظاہر خراب شدہ حال ہو چکا تھا۔ اس وجہ سے آئینہ اب اس کی صحیح عکاسی نہ کر سکے
 '۔ اب انتہائی شوق کے ساتھ جدہ سے بیت اللہ شریف کا بارہ میل کا فاصلہ
 '۔ گئے۔ اور اپنی زبان حال سے ان اشعار کو مترنم انداز سے پڑھا۔

یہاں قاسم اور سید
 نے۔ پھر وہاں
 رات کی۔ یہاں
 ہو کر جائے قیام
 مہربانیں۔ اور
 کے۔
 (ترجمہ راجہ)
 صاحب
 چمکے شخصوں؛
 ہر وہ کہ
 فتح میں کم ہو جا۔
 جس و
 لہاں سے سنی اور
 آپ کی بارگاہ میں
 روزِ امتحانی محبت
 اور مشروبات و
 دفتروں کو اللہ
 آپ کے ہمراہ
 اہمالِ ادب کے

۱۔ اے ساقی! آج ریل تیرا ٹکڑا ہو چکا ہے۔ یہ پرندہ جو تیرے جال میں پھنسا
 ہوا ہے اس نے تیرا شہر و رخ کر دیا ہے۔
 ۲۔ مسلسل لگا تار جام پر جام دے کہ تیرا مسلسل فیض بغیر کسی کی بیش کے بہت
 ہی اٹلی ہے۔

تحفہ وہم: آنجناب کا طواف بیت اللہ شریف سے مشرف ہونا

شعبان کی انیسویں تاریخ ۱۲۵۳ھ کو جناب والا بیت اللہ شریف پہنچے۔
 مبارک دن حسن اتفاق سے رمضان المبارک کا چاند نظر آ گیا۔ جس کو آپ نے اہل
 آنکھوں سے دیکھا۔ اس کی صبح سے ہی آپ نے روزہ رکھنا شروع کر دیا۔ رات
 وقت اہل مکہ کی جماعت کے ساتھ نماز تراویح ادا کی۔ اور شرعی ارکان کو مقدم غلام
 کرتے ہوئے آمد کے دن سے ذیقعدہ کے افتتاح تک بیت اللہ شریف میں تھا
 فرمایا۔ اس کے بعد حج کے طواف کا موقع آیا پھر قافلہ والوں کے ساتھ روانہ ہو۔
 چنانچہ نمازِ عمر مقام میں ادا کی۔ اور پھر اور عصر حضرت ابوالبرکات مسجد (مسجد خیمہ
 میں جو عرفات کے میدان میں واقع ہے ادا کی۔ پھر حج کی ادائیگی سے مشرف ہو۔
 راستے سے ۶۳ سگر یزے چنے اور منا کی طرف روانہ ہوئے۔ اور وہاں ٹھہر
 رہے۔ پھر تیرہویں ذوالحجہ کو طواف بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے۔ اور وہاں
 کوہ صفا اور مروہ حسب معمول دوڑے۔

کہیں تھوڑا سا قیام فرمایا پھر وہاں سے طائف جو بیت اللہ شریف سے
 منزل کے فاصلے پر ہے کی طرف چلے اور جبلِ کرا پر آئے۔ راستے میں ہزار ہا

ہونا قائم اور سیدنا ابراہیم صاحبزادگان رسول اکرم ﷺ کی زیارت سے فیض یاب
ہوئے۔ پھر وہاں سے بیت اللہ شریف کی طرف توجہ فرمائی۔ جبل نور اور جبل ثور کی
زیارت کی۔ یہاں امام الاولیاء نے بے حساب شرف و سعادت حاصل کی۔ تاجر
ہو کر کو جائے قیام پر ہی کامیاب و کامران فرمایا۔ جو نعمتیں اس کو حاصل ہوئیں وہ تاجر
میرا ہیں۔ اور اس کی سرشاری کی کیفیت بیان سے بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص
رحمتی اس کے شامل حال ہوئی۔ کیونکہ وہ صاحب دل کی خدمت میں پہنچے
تھے۔ (ترجمہ اشعار)

صاحب دل لوگوں کی صحبت پریشان حال لوگوں کو خوشحال بنا دیتی ہے جیسے
جائے مضمون میں پیوست ہو جاتا ہے۔

ہر وہ کہ جو ان کے پاؤں میں گر پڑتا ہے وہ سر بلند ہو جاتا ہے۔ دھا کہ جب
نگ میں گم ہو جاتا ہے تو اس کا سر ظاہر ہو جاتا ہے۔

جس وقت مکہ والوں نے چند دنوں کی صحبت میں جہاز کی کیفیت اس تا جری
کا سے سنی اور فرشتہ سیرت جناب والا کے خصائل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو وہ
پہ کی بارگاہ میں آئے اور آپ کے دیدار کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھا۔ اور ہر
امتنائی صحبت کے ساتھ آپ کی مہمانداری میں مشغول ہو گئے۔ کئی قسم کے کھانے
شر و بات وہ تیار کر گئے۔ بعد ازاں جب آنجناب نے مدینہ شریف اس کی
میں کو اللہ تعالیٰ کئی گنا بڑھا دے، یہی زیارت کا ارادہ فرمایا۔ مذکورہ بالا تا جری
ہ کے ہمراہ حاضر تھا۔ آنجناب نے امتنائی شوق کے ساتھ سر کے پاؤں سے یعنی
ہلی ادب کے ساتھ وہ راستہ طے کیا۔ آپ امتنائی ذوق و شوق کے ساتھ بار بار اس

شعر کو کہ جو مشہور معروف شعراء کی تصنیف ہے زمان حال سے پڑھتے۔ (ترجمہ شعر)

۱۔ میری آنکھ ہو اور مستحق کی گلی کی خاک۔ میرے پاؤں ہوں اور محبوب کے

بیابان کا دامن ہوں۔

۲۔ محبوب کی جدائی میں، یہ جان شیریں میرے سینے میں بڑی تلخ محسوس ہوتی

ہے۔

جب مدینہ شریف کے بہت قریب پہنچے تو آپ کی زبان ساقی تادمہ کے ان اشعار کو

پڑھنے لگی۔

۱۔ اے ساقی! آج! اے ساقی! آج! قیامت کا شور برپا ہو گیا ہے۔ میں اپنے

ہوش و حواس کھو چکا ہوں۔

۲۔ ایک جام حطاکر تاکہ میں وصل کا راستہ ملے کر سکوں۔ دل کا پیغام یار کے

کانوں میں عرض کروں۔

آنجنا ب کا مدینہ منورہ میں پہنچنا

جب وہ مبارک شکل و صورت والے انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ مدینہ

منورہ علیہ السلام میں پہنچے تو تھوڑا سا وقت روضہ انور سے باہر آرام کیا۔ بعد ازاں

مسل کر کے راستے کا گرد و غبار دھویا۔ اور پھر روضہ انور پر پہنچے۔ در اقدس پر پہنچ کر

رک گئے۔ چند لمحہ کے لئے آپ سکوت طاری ہو گیا۔

۱۔ فرشتوں نے اندر سے دروازہ کھول دیا۔ اور آپ کو روضہ انور کے اندر پہنچا

دیا۔

اللہ کے نور کی چادر آپ پر ڈال دی گئی۔

نہیں وقت اس پاک باطن نے روضہ مبارک کے اندر قدم رکھا تو انتہائی خطرہ ہی کے

ساتھ خدا دی۔ (ترجمہ اشعار)

اے جدا جدی آپ پر سلام ہو۔ آپ کے در پر غلام حاضر ہے۔

آپ کی جگہ عرض بریں ہے آپ پر سلام ہو۔ آپ پر سلام ہو آپ کا ٹھکانہ

مکان ہے۔

اے اونچی شان والے بادشاہ آپ پر سلام ہو۔ اے لوگوں کو خوشخبریاں

پہنچانے والے آپ پر سلام ہو۔

اے دونوں جہانوں کے بادشاہ آپ پر سلام ہو۔ اے غارِ حرا کے آفتاب

آپ پر سلام ہو۔

میں آپ کا تشریف غلام ہوں آپ پر سلام ہو۔ آپ کے در کی خاک میرا

دل ہے۔ آپ پر سلام ہو۔

میں آپ کا بے حد مشتاق ہوں۔ خدا را مجھے رحمت و طاقت عطا ہو۔ اور اپنی

دلی سے مجھے رحمت خاص سے نوازیں۔

یہ زخمی جگر ہمدستان کی زمین سے آپ کے پاس آیا ہے۔ اب آپ کے

دالے پر پہنچ گیا ہے تو اے فیض یاب فرمادیں۔

آپ نے زار زار رونا شروع کر دیا اور حزار پر نور مظہر اسرار سیدالابرار

طیار بیخود کھلا۔ پس میں کیا بیان کروں کہ آپ پوشیدہ طور پر کن نعمتوں سے

صے گئے۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ اس طرف سے سرد آہیں اور آنسو برس رہے تھے۔ اور حضور کی طرف سے ایٹھائی گرم جوش سے ٹھکساری ہو رہی تھی۔
- ۲۔ اس طرف سے عاشقانہ فریادیں ہو رہی تھیں۔ اور اس طرف سے مستوقانہ دلہرا نہ مہربانیاں اور شفقتیں ہو رہی تھیں۔
- ۳۔ اس طرف پروانے کی طرح تڑپ رہے تھے۔ اور اس طرف سے شعلہ طرح مسلسل دیکھ رہے تھے۔
- ۴۔ اس طرف چشمہ کی طرح جوش میں تھے۔ اور اس طرف سے پھول کی طرح خاموش اشارے ہو رہے تھے۔
- ۵۔ الغرض ایسی زیارت فرمائی کہ جود کہنے کے قابل تھی۔ اور وہ آوازیں سنیں جس نے کے قابل تھیں۔ اسرار و معارف کے نغمہ سے مست ہو گئے۔ جب اس جمال جہر آراء کی بجلی سے قدرے ہوش میں آئے تو یہ اشعار آپ کی زبان پر تھے۔
- (ترجمہ اشعار)
- ۱۔ اے عالی جناب سردار آپ پر سلام ہو۔ آپ کا رخ انور آسمان والے چہرے اور سورج کی طرح ہے۔
- ۲۔ آپ کی مہربانی سے یہ ذرہ سورج بن گیا ہے۔ اور آپ کے در اقدس کی خاک کے فیض سے عرش نشین بن گیا ہے۔
- آپ نے آستانے کی خاک کو بوسہ دیا۔ اور ہوش میں آئے اس حال۔ جس میں وہ جتنا مست تھے۔ (ترجمہ شعر)
- میں نہیں جانتا ہوں کہ اس شراب میں کتنی گرمی اور جوش تھا کہ اس سے مر سے۔

ہاں تلب سارا اور جو قاسم رگ و پے پر نور ہو گئے۔

مدینہ شریف میں رہنے والوں کو گذشتہ حالات و واقعات سے آگاہی پر بہت زیادہ حیرانگی طاری ہو گئی۔ وہ پروانہ کی طرح اس شمع بزم سیادت پر قربان ہونے لگے۔ عقیدت کی پیشانی آپ کے پاؤں کی خاک پر رکھی۔ ہر روز مہمانداری کی بات کا لٹا لٹا کیا۔ اور کئی قسم کے کھانے اور پھل تیار کئے۔ (تجربہ شمار)

کیا ہی اچھا نصیب ہے اس کا کہ جو روزہ مبارک کی خاک پاک کا مشاق ہو اور اسے اپنی آنکھوں میں بطور سر مد ڈالے۔

کیا ہی اچھا نصیب ہے کہ مرتد انور کے طواف سے شرف ہو کر سر بلند ہو۔

کیا ہی اچھا نصیب ہے کہ آپ کے آستانہ اقدس پر ہزار بار اپنی پیشانی کو کس

ے۔

کیا ہی اچھا نصیب ہے کہ مدینہ منورہ کے غبار میں ماثق بلبل کی طرح اپنے

اں پر مارے۔

کیا ہی اچھا نصیب ہے کہ رسول پاک ﷺ کی نگلی میں داخل ہو جائے اور

اروں سالوں کے گناہوں کا خاتمہ ہو جائے اور اس بارگاہ اقدس میں شرفِ قبولیت نہ حاصل ہو جائے۔

بحرِ دیگر

کیا ہی وہ بہتر دن ہے کہ یہ مٹھی بھر مٹی آپ کے پاک مزار پر قربان ہو

موت جیسا ہے

طرہ سے رخ

پر مجبور کر دے۔

۱۔ اے

۲۔ دیا ہے۔

۳۔ ایسا

۴۔ اس

۵۔ زیارت کی اجازت

۶۔ پی سرعت

۷۔ کیا جس وقت

۸۔ پی شان والی

۹۔ شوق کے اثر

۱۰۔ نور سے بھری

۱۱۔ سے بھرے ہو

۱۲۔ مجبور ہوں کے

۱۳۔ اس

۲۔ زندگی گزارنے کا اصل لطف اور مزہ اس بارگاہ اقدس میں حاضری ہے۔

۳۔ ورنہ اگر یہ نہ ہو تو مکمل طور پر شرمساری ہے۔

۴۔ جو شخص کہہ آ یا اور مدینہ نہ گیا۔ تو پھر اس کا آنا جانا بیکار محض ہے۔

بحر دیگر

۱۔ اے وہ جہاں کے خالق خدا مدینہ شریف کے قرب و جوار میں مجھے پہنچا

دے۔

۲۔ ہمیشہ مدینہ شریف کی مٹی میری قیامگاہ بن جائے۔ بلکہ وہ مٹی ہی میرا مدفن

بن جائے۔

بحر دیگر

۱۔ اے رب کریم! مجھے حضور ﷺ کے دربار میں پہنچا دے تاکہ میں آپ کے

انوار کا نظارہ کر لوں۔

۲۔ کیا ہی اچھا وقت ہے کہ مجاز شہر کے اندر حضور ﷺ کے دیدار سے میں

مشرف ہو جاؤں۔

۳۔ گو ہر جاں کو بطور نذر پیش کر دوں۔ اگر میں بازار محمد ﷺ میں پہنچ جاؤں۔

۴۔ آپ کے عاشق صرف انسان و جن ہی نہیں ہیں بلکہ اللہ بھی آپ سے محبت

کرنے والا ہے۔

۵۔ کیا ہی اچھی بات ہے کہ پاکیزہ نسل والے وارث علی، حضور ﷺ کے

نظارے کے لائق ہو جائیں۔

مختصر یہ کہ اس بادشاہوں جیسے مرتبہ والے نے تین ماہ تک اس آستانے کو جو عرشِ جمیہا ہے اپنے نمبر نے کا مقام بنایا۔ اس کے بعد اس شہنشاہِ پستق سے باعزت طریقے سے رخصت ہو کر واپس آئے۔ مدینہ کے ہزاروں لوگ جو آپ کو مزید رکنے پر مجبور کر رہے تھے ان سب کو چھوڑ کر آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے ساقی! آجا کہ دوست کی صحبت کے شوق نے میرے دل کو ہر کام سے روک دیا ہے۔

۲۔ ایسا جامِ پلا کہ جب میں اپنی آنکھوں کو تیار کے جمال پر میری نگاہ پڑے۔

آنجناب کا نجف اشرف میں پہنچنے کا بیان

اس والا مصنفات نے نبی پاک ﷺ کی بارگاہِ اقدس سے نجف اشرف کی زیارت کی اجازت چاہی اور جب آپ کو حضور سرورِ کائنات ﷺ کا حکم ہو گیا تو آپ بدلی مرحمت کے ساتھ چلے اور اس دور دراز کی مسافت کو انتہائی جلدی سے طے کیا۔ جس وقت آپ وہاں سے بہت قریب ہوئے تو آپ نے ایک بار گاہ دیکھی۔ جو ہندی شان والی تھی۔ اس کا معنی انوارِ رحمت سے کشادہ تھا۔ اسے دیکھ کر آپ پر ذوق و ملوک کے اثرات ظاہر ہوئے۔ اس کی زمین عرش کا بالا خانہ اور اس کے مکان کی چھت نور سے ہمیری ہوئی تھی۔ اس کی آب و ہوا انتہائی لطیف تھی۔ اس کے تالاب آب کوثر سے بھرے ہوئے تھے۔ اور اس کے بہرہ زار رشک فرشِ مینا تھے۔ اس کے باغ کچھلوں کے دلوں کو جوش دلانے والے تھے۔ (ترجمہ اشعار)

اس مقام کی زمین پھولدار ہے۔ آسمان پھول ہے اور مخروطِ بر پھول

ہیں۔ گل کے علاوہ میں اور کوئی چیز دیکھی نہیں سکتا۔

۲۔ اور اس کے گل لالہ ایک دوسرے کے سامنے کڑے تھے۔ جیسا کہ زمرہ کی

ٹہنیوں پر شراب کے پیالے لڑکے تھے۔

۳۔ ہنسی کا پھول کھلا ہوا تھا اور سبیل کا پھول بھی کھلا ہوا تھا۔ صبح کی خوشبو دار ہوا

نے پھول کے گریبان کو پھار دیا تھا۔

۴۔ ہر طرف آب حیات کی طرح چشمے رواں تھے۔ لالہ کا چراغ ہر طرف روشن

تھا۔

۵۔ اس کی فضا دلکش تھی اور روح کو تروتازہ کرنے والی تھی۔ اور اس کی آب و ہوا

جاں فزا اور بڑی دلکش تھی۔

۶۔ تروتازہ ہنرہ ندی کے کنارے پر ایسے آگاہ ہوا تھا، جیسے محبوبوں کے زخماں

کے خدو خال ہوتے ہیں۔

۷۔ نجف اشرف کے روضہ مبارک کی کیا ہی بات ہے کہ یہ ہزاروں مہنتوں

سے بڑھ کر لطیف ہے۔

(ترجمہ مزید اشعار)

۱۔ اگر روشن سورج وہاں سے گزرے تو وہ صدف کی طرح نکلے ہوئے۔

۲۔ ہر صبح فرشتے جوق در جوق آتے اور اس کے دروازے پر مہنگی بانندہ

کھڑے ہو جاتے ہیں۔

۳۔ اگر اس روضہ کی روشنی سورج دیکھ لے تو جیسے موتی صدف میں چھپتا ہے اس

طرح و رات کو

جب

جانی۔

۵۔ ہیر و زلف

ایسے بے کہ جی

اس

یہ بولی تھی۔

اس

خود

(پے)

۱۰۔ شہزادہ کیا۔

۱۱۔ جہاں۔

۱۲۔ نہ ہوئے

سور

۱۳۔ جب

۱۴۔ نہ

۱۵۔ نہ

طرح و رات کو چھپ جائے۔

۴۔ جب آسمان اس روضہ کا بوجھ نہ اٹھائے تو عاشق کی طرح اپنی بے منتہی کو منہ پر

رکھ لیا۔

۵۔ بیرونی طور پر یہ روضہ اور بیہوش حیدری کا مظہر ہے۔ اور اندرونی باطنی طور

پر ایسے ہے کہ جیسے بیوہ کے اندر کا داغ ہو۔

ترجمہ ایضاً

اس مزار کا اندر اور باہر نور سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے حقیر خادم بھی حوروں

کی بنی ہوئی ہیں۔

اس کے مینار سے وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو کچھ کلیم نے طور سے پایا۔

موجود اور بجز اس کی کتنی میں سے ہیں۔ اس کی سرزمین کی گلیاں کا فوری ہیں۔

(پہلے روز) آنجناب نے اس کے اندر دنی اور بیرونی، ظاہری اور باطنی حسن

و مشاہدہ کیا۔ آپ نے اس کو دیکھا اور خوب دیکھا۔ آپ ایک اونچے مقام پر بیٹھے

۔ جہاں سے آپ کی آنکھ کو دیکھتے رہے اور رات دن دیکھتے رہے۔ نہ کہیں

۔ نہ نہ ہوئے۔ (ترجمہ اشعار)

سورج کا صوفی تہائی میں جا بیٹھا۔ آسمان نے ستاروں کی تسبیح ہاتھ میں لے لی۔

جب شام ہوئی تو چاند سر ہام جلو ہوا فروز ہوا۔

جب اگلے روز صبح نے اپنا سنہری جھنڈا بلند کیا۔ یعنی سورج بلند ہوا۔ اور

نئی لگی رنگارنگ کرشمے دن کے صفحہ پر ظاہر ہوئیں۔ تو آنجناب اٹھے اور غسل کیا۔

رنگ

رہوا

رہن

دہوا

رہا

نہوا

نہوا

نہوا

- ۱۔ میں ہوں۔
- ۲۔ جوئی آ۔
- ۳۔ مقتود حاصل
- ۴۔ اس کا ترجمہ۔
- ۵۔ ہے۔ اس پر
- ۶۔ مرجعاً۔
- ۷۔ جس را
- ۸۔ اس را۔
- ۹۔ غلط نہیں کیا
- ۱۰۔ میں مولائے کا۔
- ۱۱۔ اور آپ کے
- ۱۲۔ میں اور پالی۔ آ۔
- ۱۳۔ میں بارگاہ ہے
- ۱۴۔ میں انا
- ۱۵۔ میں تیاروں
- ۱۶۔ آرا
- ۱۷۔
- ۱۸۔ اور جناب حیدر کرار کے دربار کی جانب روانہ ہوئے۔ جس وقت اس خاص منزل میں
- ۱۹۔ رسائی حاصل کی تو آپ نے یہ اشعار پیش کئے۔ (ترجمہ اشعار)
- ۲۰۔ اے شاہ کہ آپ جیسا کوئی نوجوان نہیں آپ پر سلام ہو۔ آپ ہل اتھی کا
- ۲۱۔ معنی ہیں آپ پر سلام ہو۔
- ۲۲۔ آپ نے تسلیم کی راہ میں اپنا سر قربان کر دیا۔ رضائے الہی کے پابند آپ
- ۲۳۔ سلام ہو۔
- ۲۴۔ کئی بار نبی پاک ﷺ نے آپ کی شان میں خیر خدا فرمایا۔ آپ پر سلام ہو۔
- ۲۵۔ آپ کے ہاتھ سے خیر برقع ہوا۔ آپ تاج اور لواہ والے ہیں۔ آپ پر سلام
- ۲۶۔ ہو۔
- ۲۷۔ آپ اسلام کی شان و شوکت کی مسند کو سجانے والے ہیں، عباد کو نور بخش
- ۲۸۔ والے ہیں، آپ پر سلام ہو۔
- ۲۹۔ اللہ کے احکامات کے آپ تابع ہیں۔ سیکڑوں بزاروں کا آپ پر سلام ہو۔
- ۳۰۔ آپ کی مہربانی سے صدف موتی سے بھر گیا۔ اے سخاوت کے سمندر آپ
- ۳۱۔ سلام ہو۔
- ۳۲۔ اے وہ ذات کہ تیری مثل زمانے کے حال نے غم نہیں دیا۔ آپ ہر غمی۔
- ۳۳۔ لئے باعث فخر ہیں آپ پر سلام ہو۔
- ۳۴۔ اے بادشاہ میں تجھ سے تمنا کرتا ہوں کہ اپنا رخ انور مجھ پہ ظاہر کریں آپ
- ۳۵۔ سلام ہو۔
- ۳۶۔ آپ کو دیکھنے کے لئے میرا دل خون ہو گیا ہے پر وہ راہ بنا دیجئے۔ آپ

مام ہو۔

جہی انتخاب نے اپنی خواہش ظاہر کی۔ فوراً مطالب و ہدائی کے مطابق

ہر مقصود حاصل ہو گیا۔ اور غیب سے آواز آپ کو سنائی دی۔ آپ نے اسے بخوبی

سنی۔ اس کا ترجمہ نیچے کی لائنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ جو سچے طالبوں کے کانوں کا

لب ہے۔ اس پر مؤلف نے یہ شعر کہے:-

مرحباے باپ کی جان، مرحباے نور نظر اخوش آید۔

جس راستے کو طے کر کے آیا ہے۔ ہوش رکھ کہ یہ راستہ برا خطرناک ہے۔

اس راستے پر منصور چلا۔ اس نے سر بلند نہیں کیا یعنی ابھی اس نے وہ تمام

راستے طے نہیں کیا تھا کہ وہ عاجز آ گیا اور سر دے دیا۔ جب اس قسم کے راز و نیاز کی

گہلی مولائے کائنات کی طرف سے نہیں تو جناب والا نے اسی جگہ سکونت اختیار کر

لی۔ اور آپ کے حضور جوش و خروش سے حاضر رہے۔ اور کچھ دنوں کے قیام سے اپنی

اہلی مراد پالی۔ آپ کی ذات پاک برادر صاحب لولاک مخلوق خدا کی حاجت روا اور

نہل بارگاہ ہے۔

قصیدہ

میں امام المستنین کی تعریف کہاں تک بیان کروں کہ آپ ایک لمحہ میں سجا

ن طرح پیادوں کو صحت یاب کر دیں۔

اگر آپ اپنے چہرہ پر انوار سے حجاب بنادیں تو ہر درود گزار کو رشک آئینہ بنا

۔۔۔

۱۔ اگر آپ کی دیکھنی فرمائیں تو مشکل سے مشکل کر کو مکمل دیں۔
 ۲۔ اگر کوئی سائل آپ کی بارگاہ میں سوال پیش کرے۔ تو وہ اس چار بجو رسوالی کو یا شاہ بنادیں۔
 ۳۔ اگر آپ کا ابر جو درم سے ہے تو آپ کا نول کو نرم و نازک پھول بنادیں۔
 ۴۔ اگر آپ کے خوشبودار بال خوشبو بکھیریں تو کوئی آدمی تا زعمی کستوری کی طرف رغبت نہ کرے۔
 ۵۔ آپ کی اہلیت سے کفر کا فر سے دور ہو جاتا ہے۔ برہمن اپنے گلے کے زار کو پیچ بٹالے۔
 ۶۔ جو شخص آئینہ کی درگاہ میں قدم رکھے تو زیارت کرنے والے کو یہ آواز آئے گی فاد حلو اھی جنتی (میری جنت میں داخل ہو جا)
 ۷۔ آپ رعب کی بجلی، شان و شوکت والا آسمان، بلند و رفیع عرش اور اللہ کی طاقت کے ظہور کا مرکز ہیں۔ یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ نے حیدر کرار کو عطا فرمائیں۔
 ۸۔ اے خدا بخش اگر تجھ سے ہو سکے تو نجف اشرف میں اپنی منزل پسند کر۔ تاکہ تو آسمان کو، جو کہ بڑی رفتار والا ہے اپنے مقصد کے مطابق پالے۔ یعنی آسمان کی راہ بھی تیری مرضی کے مطابق چکر لگائے گا۔

کر بلائے معلیٰ میں آئینہ کی پینچنے کا بیان

کچھ مہینوں کے گزرنے کے بعد وہ بتا رہا اس بارگاہ کرامت ظہور میں حسب حکم ہدایت کجور حاضر ہوئے۔ سلطان الاتقیاء کی آستانہ بوی کے بعد شاہ نگلوں قابض

۱۔ اے شہنشاہ واع
 ۲۔ آپ پر سلام ہو۔
 ۳۔ آپ نے اپنی
 ۴۔ آئینہ خطاب کے مور
 ۵۔ جب آپ اگر
 ۶۔ آپ پر سلام ہو
 ۷۔ آپ کا خادم
 ۸۔ رازوں سے
 ۹۔ وائیں کی آواز آ
 ۱۰۔ نے کا تمام تر غم
 ۱۱۔ آپ کا دل
 ۱۲۔ بن خوش ہو

نہ برا، کچھ راہ خدا ہو، تسلیم و رضا، بخت جگر سرد کو نین، حضرت امام حسین کی
 اقدس میں حاضری کے لئے کمر ہمت باندھی۔ اور لکی مسافت طے کرنے کے
 بعد یمن تہنہ لئے ہوئے بارگاہِ خلائق پناہ میں پہنچے۔ جب آپ ان کی زیارت میں
 نفل ہوئے تو یہ اشعار عرض کئے:- (ترجمہ)

اے اعلیٰ دین کے بادشاہ آپ پر سلام ہو۔ یقین کے آسمان کے چاند آپ

مام ہو۔

اے شہنشاہ! عرش اور کرسی آپ کی منزل و مقام ہے۔ آپ کی خادمِ حرمیں

پہنچا آپ پر سلام ہو۔

آپ نے انہی جان کے موتی کو حق پر قربان کر دیا۔ اے "باعثِ صد

یقین" خطاب کے موردِ آپ پر سلام ہو۔

جب آپ اس جہانِ فانی سے پوشیدہ ہو گئے تو فرشتوں کے ساتھ ہم نہیں

رہے۔ آپ پر سلام ہو۔

آپ کا خادم آپ کی دلیز پر حاضر ہے۔ میری طرف بھی نگاہِ کرم ہو۔ آپ

مام ہو۔

رازوں سے بھری ہوئی کلامِ آپ کے کا ان مبارک میں جب پہنچی۔ اسی

خوشخبری کی آواز آئی۔ جو خوشی کے نفوس نے بھری ہوئی تھی۔ یوں صحرا اور جنگل

نے کا تمام تر غم اور غبار آپ کے دل سے دور ہو گیا۔ ترجمہ اشعار:-

آپ کا دل اس طرح کمل افلاکِ عظمت والے حرمِ شریف میں جس طرح

سے باغِ خوش ہوتا ہے۔ اور صبح کی صفائی ہوا سے بھول خوش ہوتا ہے۔

اے عزت والے شاہ آپ پر سلام ہو۔

جب عدم کی فطامیں آپ نے قدم رکھا تو آپ کا قدم رکھنا برکت ہو گیا،

آپ پر سلام ہو۔

اے جو دو کرم کے برج کے چمکنے والے چاند، اے عرش نصیب، آپ پر سلام

اے بادشاہ کے مرتبے والے بزرگ اے میرے جدا مجھ، مجھ پر نگاہ کرم

ہو، آپ پر سلام ہو۔

میں بر ملا یہ آواز آئی، کوئی نہیں جانتا کہ وہ آواز کہاں سے آئی۔

ہر کوئی حیرت زدہ تھا۔ لیکن آپ نے نہ کہیں ہوئی باتیں بھی پڑھ لیں۔

آپ پر اس فحش کا ایسا اثر ظاہر ہوا کہ فرشتے کو بھی اس کے بارے میں کوئی

پتا ہے۔

خمن خمن ہی میرے خمن کی داد دینے والا ہے۔ میرے اشعار اسی جان جہاں

داد اور کلام کی باتیں ہیں۔

عاشق اور معشوق کے درمیان ایک راز ہوتا ہے جس کی کرانا کا تین کو بھی خبر

نہیں۔ وہ مبارک قسمت والے اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

..... میں قیام فرمایا۔ اس کے بعد رخصت ہوئے مگر کئی سالوں تک مغرب کے

میں چکر لگاتے رہے۔ اور کاظمین شریفین کی زیارت اور مقدس بارگاہوں

سے مشرف ہوئے۔ پھر اس کے بعد بیت اللہ شریف کی زیارت کا عزم

یار صحوال

بیان میں ا

بیان میں :

جنار

مقدس بارگاہ ہوا

ملے ہمراہ مدینہ

ادارت حاصل

تہنیت گئی۔

تہنیت مرقہ پایا۔

تہنیت شعر

تہنیت کائنات

اس

تہنیت ہر عید

تہنیت ہر بار

تہنیت کائنات

تہنیت

فرمایا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اگر آپ دنیا کے اندر تشریف نہ لاتے تو اپنے مقصد کے مطابق قدم

رکھتے۔ یعنی اس راہ پر کچھ چلتے۔

۲۔ اگر تجھے بزرگی اور عزت چاہے تو پھر آپ کی زیارت کر۔ زیارت

زیارت کر، اسی میں سب کچھ ہے۔

۳۔ زیارت دل کی صفائی عطا کرتی ہے، گناہوں سے رہائی عطا کرتی ہے۔

۴۔ بزرگوں کی زیارت میں بہت ہی اثر ہے۔ بے شک اس باغ یعنی زیارت

میں بہت ثمرات ہیں۔

۵۔ پاکباز لوگوں کی قبر کی زیارت کرنا۔ نیاز مندوں، عقیدت مندوں

طاعت و عبادت سے بہتر ہے۔

۶۔ اگر تمہیں دوستی اور قرب کی تلاش ہے تو زیارت کر۔ کیونکہ زیارت ہی

راہ میں صحیح مدد کرتی ہے۔

۷۔ اگر تو گھر میں موجود ہے اور تو خوراک کا پابند ہے تو کھا جاسکتا ہے کہ تو

کی طرح ہے۔

۸۔ اے خدا بخش اگر تیری قسمت تیری مدد کرے تو کعبہ اور مدینہ طیبہ کی

جا۔

کیا رھواں تھ: آنجناب کے سنگدھپ کے سفر کے
بیان میں اور حضرت ابوالبشر آدم کے مزار کی زیارت کے
بیان میں، ملکوں کو دیکھنے اور اس کی صفات کے بارے

میں سننے کے بیان میں

جناب والا نے اپنی دلی خواہش اور اطمینان قلب کے ساتھ بڑی بلند اور
بارگاہوں کی زیارات سے فراغت حاصل کی۔ اور مدینہ شریف کے چند لوگوں
محمود مدینہ منورہ پہنچے۔ ضروری مناسک کی ادائیگی کے بعد بیت اللہ شریف کی
حاصل کی۔ اور اس کے بعد یمن میں پہنچے۔ جب سورج غروب ہونے لگا اور
بھیل گئی۔ تو باجر مجبوری آنجناب نے اپنے چاہنے والوں میں سے ایک کے گھر
میں قیام فرمایا۔ کو کیا کہ افتخار کو چھوڑنے والے لوگوں میں پہنچا دیا۔ کسی نے جگہ ہی کہا ہے
(ترجمہ شعر)

میرے اندر ایسا مہمان آجائے تو گویا سدرہ کے ہانے وہاں اپنا آشیانہ بنالیا۔

اس آدمی نے اپنے تمام گھر والوں کے ساتھ آپ کو خوش آمدید کہا اور اس
مدینہ منورہ سے بہتر خیال کیا۔ انتہائی خوشی کے ساتھ آپ کی خدمت میں وہ مشغول

ہو۔ وہ بار بار اس شعر کو پڑھتے:۔ (ترجمہ)

اول کا اصل مقصد حاصل ہو گیا ہے کہ وہ آرام جان اور راحت روح ہمارے گھر
میں آ گیا ہے۔

ہے۔

اول یہ کہ اس درخت

روم یہ کہ کبھی بھی

نہی پہ زمین پر

ملم ہالامیں لے

یہ کہ وہ فرشتے

نہ چاندی سے

ہمام یہ کہ اس

پیش یا آسیب

پہ اسے چماتے

کے مرغ رہتا ہے

ہم یہ کہ یہ درخت

مگھلوں کو کہ

نہاب ہو جا

نہاب

آدم کو

اکرتو۔

نہے گا۔

الغرض آنجناب نے وہ رات وہاں انتہائی آرام اور سکون کے ساتھ بسر کی اور نہایت آسائش و آرام پایا اور بے مثل اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے وہ گانا ادا کرنے میں مشغول ہو گئے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ دوسرے دن جب شرق کا بادشاہ نیکو بلدا آستان پر طلوع ہوا۔

۲۔ زمانے نے روشنی کا دروازہ کھولا۔ دنیا والوں نے نئے دن کا آغاز کیا۔

صبح کے وقت آنجناب اٹھے اور ملک سہگلہ عہد کی طرف روانہ ہوئے۔

جب سہگلہ عہد کے جنگل میں پہنچے تو حضرت ابوالبرہ کے مزار کی زیارت۔

مشرف ہوئے۔ حضرت ابوالبرہ کے مزار کو طوفاً ۵۰۰ فٹ اور عرض کے لحاظ سے اس

کے حسب مراتب جانا چاہئے۔ نیلگی زمانہ کے عجیب و غریب حالات وہاں دیکھے۔

اور انہیں اللہ تعالیٰ کی عجیب و غریب تخلیقات سمجھا۔ جناب ابوالبرہ کے سر ہانے ایک

درخت دیکھا کہ ہمیشہ جس پر بہار رہتی تھی۔ جو بہت بلند تھا اور اس کی ٹہنیاں سرب

شاداب اور اس کے پتے انتہائی تر و تازہ تھے۔ اس درخت کی ٹہنیوں نے دونوں کا پیش

نہیں دیکھا تھا۔ یعنی اس درخت پر مرد و زمانہ (بہار و خزاں) کا کوئی اثر نہ تھا۔ اور اس

کی ٹہنیوں نے زمانے کی آری کا دور نہیں جھپٹا تھا۔ اس نے سارے مزار کو اپنے سب

میں لیا ہوا تھا۔ آنجناب نے اس درخت کی حقیقت کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے

مزارع شریف پر حیرانگی غالب آ گئی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس درخت کا نام سکر

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ درخت سوائے حضرت آدم کے سر ہانے کے کہیں اور پیدا نہیں

ہے۔ اس کا نام آدم کے سوا کسی اور کی زبان سے کسی نے نہیں سنا۔ اس کی تہ

خاصیتوں میں سے ایک خاصیت یہ ہے اور اس کی شہرت اس وجہ سے بھی ہے کہ

نہیں اپنے مقصد کے مطابق اسے استعمال کرتا ہے تو اسے اپنا مقصد حاصل ہو جاتا

ہے۔

اول یہ کہ اس درخت پر ہمیشہ بہار رہتی ہے۔ کبھی بھی خزاں کا جھونکا اس پر نہیں گزرا۔

۱۰۔ یہ کہ کبھی بھی اس کا پتہ زمین پر نہیں گرا۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی وقت اس کا

ٹوٹی پتہ زمین پر گر جائے تو وہ پانی سے ٹوٹ کر ابھی زمین پر نہیں پہنچتا کہ ملا لگد اس کو

ہلکا ہلکا میں لے جاتے ہیں اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔

۱۱۔ یہ کہ وہ فرشتے جو جہان کی قصا و قدر پر مامور ہیں انہوں نے اس کے ہر پتے پر کلمہ

نہ چاندی سے انتہائی خوبصورتی سے لکھا ہوا ہے۔

۱۲۔ یہ کہ اس کے پتوں میں یہ اثر ہے کہ یہاں چاروں طرف سے لوگ جو کوئی

پیش یا آسیب زدہ ہو تو اسے اس درخت کے سایہ میں لے جاتے ہیں اور اس کے

پتے اسے چماتے ہیں۔ تو وہ فوراً شہاب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ وہاں ہر روز انبوء

میں رہتا ہے۔

۱۳۔ یہ کہ یہ درخت سال میں دو بار اپنے پھول ظاہر کرتا ہے۔ وہاں کے باشندے اس

پھولوں کو کسی بھی عارضہ میں اپنی ادویات میں ملا کر استعمال کرتے ہیں تو

شہاب ہو جاتے ہیں۔ جناب دالانے اس جگہ بھی دو دن قیام فرمایا اور اس جگہ کی

بہ طریب باتیں اپنی نگاہ سے دیکھیں۔ (ترجمہ اشعار)

آدم کی تخلیق بھی عجیب و غریب ہے کہ ایک آدم سے تمام آدم تخلیق ہوئے۔

اگر تو ساری دنیا کو ملا کر انہی نظر سے دیکھے تو کسی ایک آدمی کو کسی دوسرے آدمی

ہائے گا۔

برسری

وگنا دادا

۱۔

ہوئے۔

ت سے

سے اس

دیکھے۔

نے ایک

سار بڑا

ل کا تیر

اور اس

پنے سار

آپ۔

نام مکمل

یہ انہیں

کی تیر

ہے کہ

دلیبر داشتہ ہو۔
 کے احباب ہر
 رکھتے تھے۔
 کی سر کے۔
 اور صبح کی سفید
 ۱۔
 نے روشن کرو
 ۲۔
 وقت ہے کرے
 چھ
 پچھنے۔ اور دھا
 کڑھ اور چھا
 یت کرتے
 ام خر اتا۔
 ملک زمین
 لکھ پاؤں را
 دئے تھے۔
 ۱۰۔ جہز اوست
 ۱۱۔ کی کی طرز

۳۔ عجائبات کے ساتھ کچھ لوگوں کو پیدا کیا۔ ان کی پیدا نشہم وادراک اور عقل
 و دانش سے بالاتر ہے۔
 ۴۔ اس کے پوشیدہ رازوں کا کون سراغ لگا سکتا ہے۔ اس راز سے کہیں کی کا قی
 نے ابھی تک پاؤں نہیں رکھا۔
 ۵۔ فرشتے حیران ہیں، اس کے اس کیل سے اور آسمان اس کی قدرت و
 معانی پر حیران ہے۔
 ۶۔ اس کے بارے میں کسی رسول کو صحیح و اقیقہ حاصل نہیں ہوئی۔ اور کسی متجمل
 بارگاہ نیک بخت کو اس کے ساتھ ہر رازی نہیں ہوئی۔
 ۷۔ اے خدا بخش اس مطلب یعنی رب کے راز جاننے کی راہ پر قدم نہ رکھ۔
 بات ہمیں چھوڑ دے اللہ خود ہی بہتر جانتا ہے۔

آنجناب کا جانب وطن واپسی کا بیان

آنجناب ۱۲۵۳ھ میں بیت اللہ شریف کے راستے پر روانہ ہوئے۔
 5 سال تک انہیں شہروں میں جو مشہور برسانے والے، مبارک، رنگ جنت، سحر،
 والے، باغ و بہار جگہ ہے پچھنے۔ (ترجمہ شعر)
 آپ ہر روز سے فیضیاب ہوئے۔ اور ہر کلیان سے اپنا حصہ پایا۔
 یوں آپ کے شب و روز ملک مغرب میں گزرتے رہے۔ ہر سال قی
 کے ساتھ بیت اللہ شریف پہنچتے اور حج سے مشرف ہوتے رہے۔ مگر اپنے آپ
 اپنے خاندان اور اپنے دوستوں اور اپنے شہر اور اس کے قرب و جوار سے اس

وہ راستہ ہوئے کہ کسی کو اپنی خوشنودی طبع کے بارے میں خبر تک نہ دی۔ جناب والا کے احباب ہر قسم کا خیال کرتے تھے اور اکثر رشتہ دار آپ کی ملاقات کی امید کو دل میں رکھتے تھے۔ چاک ایک رات ملاقات کی خواہش اپنے خاندان سے اور قرب و جوار کی سیر کے لئے آپ کے دل میں غالب ہوئی۔ چنانچہ وطن واپسی کا پختہ ارادہ کر لیا اور صبح کی سفیدی کا انتظار کیا اور اس رات کو انتظار کے ساتھ مکمل کیا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ سنہری منہج سورج نے مشرق سے بلند کیا۔ اور ساری رونے زمین کو سورج نے روشن کر دیا۔ آجناب خوب حتیٰ سے اٹھے اور رخت ستر باندا۔

۲۔ کیا ہی وہ اچھی عمر ہے کہ جو دوستوں کے سامنے نرے اور کیا ہی وہ اچھا وقت ہے کہ جو مہربان دوستوں کے ساتھ گزرے۔

پھر آجناب ملک حوش بختی کر وہاں سے جہاز پر سوار ہوئے اور بمبئی شہر میں پہنچے۔ اور وہاں سے روانہ ہو کر پہلے شہر اندر میں پہنچے پھر دوم شہر اوجین پھر سوم پکتور گڑھ اور چہارم شہر ٹونک منزل منزل قیام کرتے ہوئے، ہر منزل پہ سیکڑوں لوگوں کو ملتے کرتے ہوئے۔ جب اخیر شریف میں تشریف لائے تو اتفاقاً ان دنوں سلطان ام غر نام مخدوم خاں و عام حضرت قضا و قدرت سراج العالین خواجہ خواجگان وادب زمین و زمان خواجہ معین الدین ہشتی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف تھا۔ آجناب نے پاؤں روضہ انور کی طرف تیزی سے چلے۔ اور چڑے کے جوتے ہاتھ میں رکھے ہوئے تھے۔ اس دوران قراء میں سے ایک آزاد منشی درویش نے آواز دی کہ اے عزیزا وے تو کس شہر کا باشندہ ہے اور یہ روٹی تو کہاں سے لایا ہے۔ جناب والا نے وہاں کی طرف پھینک دیئے تاکہ اس کو وہ آپس میں تقسیم کر لیں۔ آخر روضہ اطہر کے

باہر پہنچے۔ اور اپنے حسین و جمیل انوار سے دیدار کی تمنا کرنے والے احباب کو متحرک کیا۔

(ترجمہ شعر) سعادت کی صبح طلوع ہوئی کردہ معشوق آگیا۔ اور احباب کے دل کے

باغ میں بہاڑ آگئی۔

ہر کسی کو بہت ہی خوشی ہوئی۔ جناب والا نے جس دن سے جو تے اتارے۔

پھر دوبارہ نہیں پہنے۔ لہذا آنجناب عرس شریف کے بعد رخصت ہوئے تو منزل بہ

منزل چلتے ہوئے لکھنؤ شہر میں رونق افروز ہوئے اور انتہائی بے قراری اور شوق کے

ساتھ اپنے مرشد پاک کے حزار پر حاضر ہوئے اور عزم ترکے ساتھ اسے بوسہ دیا۔ ایک

ہفتہ لکھنؤ شہر میں قیام کیا۔ اس کے بعد موسم بہار کی ہوائ نے قصبہ دیوبند شریف کو سرسبز

شاہد اب کر دیا اور خوشی کے وہاب دلوں پر کھولے کہ جن کا بیان ممکن نہیں۔ ہر گھر میں

خوشی کا تار و نج اٹھا اور مبارک بادی کے نغمے آسمان تک پہنچے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ کھلے ہوئے پھول کی طرح خوشی سے جہاں بھر گیا کو کیا زور میں پوشیدہ

ہو گئی۔

۲۔ جب اس جہاں کی روح نے چاند کی طرح چمک دکھائی۔ تو کو کیا سو سال

کے مرے ہوئے آدمی نے جان حاصل کر لی۔ یعنی دوبارہ زندہ ہو گیا۔

جس کسی نے جناب والا کے آنے کی خوشخبری سنی۔ بے چینی کے عالم میں

دور سے آپ کے نزدیک دوڑتا ہوا پہنچا۔ اور زیارت کی۔ جس نے بھی جب آپ کا

حسین و جمیل بارعب چہرہ دیکھا تو اس کا عاشق ہو گیا۔ آپ کا رخ انور ایسا تھا کہ

سورج اور چاند سے بھی بیان نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ کے خدو خال کستوری سے بھی زیادہ

وگشت تھے۔ الغرض جب اس بارعب نے ظہور فرمایا۔ چھوٹے بڑے سب لوگ آپ کی

خدمت میں دوڑتے ہوئے آئے۔ اور ہر کسی کو اس کا گوبر مقصود اس کی مٹھی میں

دیا۔ اور فائز الہرام کیا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جس شخص پر آپ نے نظر فرمائی۔ آپ کے عشق نے اس کے اندر اثر کیا۔

۲۔ وہ بے قرار ہو کر گر پڑا، اچھائی بے چکن ہو گیا اور انگھار ہوا۔

۳۔ اس شاہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا یعنی بیعت کی اور کسی دوسرے کی طرف نہ

دیکھا۔ یعنی غیر کی جانب سے آنکھ بند کر لی۔

آپ کے خادموں میں سے اکثر خادم اور خاندان سے اکثر لوگ وفات پا

گئے تھے۔ لیکن ابھی کچھ ہی عرصہ نہیں گزرا تھا کہ پھر آنجناب نے سفر کی تیاری کر

لی۔ طالبان صادق کے چہروں کے رنگ اڑ گئے اور نرم دل ساتھیوں نے ہوش و

واس کھو دیئے۔ مجبوراً انہوں نے جب کوئی چارہ نہ دیکھا سوائے اس کے کہ آنجناب

علیہ کا تصور آسانی کے ساتھ کاغذ کے صفحہ پر لکھا اور روح کی حفاظت کے لئے اپنی

نہ کے سامنے لکھا۔ (ترجمہ اشعار)

اس طریقہ سے وہ علیہ جو نبی کے بارے میں سنا ان میں سے اکثر چیزیں

نہ نے آنجناب کے علیہ میں دیکھیں۔

۱۔ لہذا اس کی نقل ان اوراق میں میری ترقی کا سبب بنی۔ اور قلم و قرطاس نے

ان جہانوں کی سعادت حاصل کی۔

جناب والا کے علیہ کے بیان میں

رنگ گندی مگر سرخی سے بھرا ہوا۔ حسین و جمیل خوبصورت لمبی قد و قامت۔

یا۔

کے

ست۔

ما۔

کے

ایک

ربڑ۔

ریش

پیشہ

وسال

لم میں

آپ کا

تھا کہ

ما زیادہ

آپ کی

جسم اطہر نہ زیادہ موٹا اور نہ ہی بالکل کمزور دلا چلا۔ سر کے بال سیاہ اور لمبے آپ کے کانڈھوں پر چپکتے ہوئے نظر آئے تھے۔ سر مبارک انتہائی خوبصورت۔ بے حد دل موہنے والا، گول اور بالوں سے بھرپور دکھائی دیکھا۔ چہرہ انور چاند کی طرح قدرے گول نظر آتا۔ پیشانی مبارک فراخ اور دل کو پسند آنے والی قدرے اونچی نظر آتی۔ آپ کے ابرو مکان کی طرح گول اور آپس میں ملے ہوئے دکھائی دیتے۔ ناک مبارک مناسب بلندی، چاندی کی مانند سفید چمکدار۔ آپ کی آنکھیں انتہائی شرم و حیا والی اور سرور کا ہونے لگی۔ ناز و ادا والی چمکیں لمبی اور بھیجی ہوئی۔ آنکھوں کی سفیدی انتہائی صاف اور سفید۔ اور آپ کی آنکھ مبارک کی سیاہی بہت ہی سیاہ۔ دکن مبارک نہ زیادہ کھلا، فرائی اور نہ بہت تنگ۔ ہونٹ مبارک انتہائی نرم و نازک اور سرخی مائل۔ دانت مبارک نہ چھوٹے نہ بڑے۔ آپ کا ہر دانت چمکدار موتی کی طرح۔ اور تمام دانت الگ الگ جلوہ نما۔ (ترجمہ شعر)

آپ کے دانت مبارک اور ریش اور دھنوں اور دھنوں رخسار تاریکی میں سورج چاند ستاروں کی مانند ہیں۔

زبان اور دانتوں کی بڑی مرجان کی مشابہ۔ آپ کے ریش مبارک کے خوبصورت بال بڑے رعب والے اور لمبی کے برابر۔ آپ کے چہرہ انور کے اور دانت ریش مبارک ایسے ہے جیسے چاند کے گرد ہالہ۔ آپ کی گردن مبارک لمبی سوڑی گردن کی طرح ناز و ادا والی۔ کندھے مبارک بہت واضح اور گول، میانہ۔ آپ کے ہاتھ مبارک لمبے اور موٹے درخت کی شاخ سے بہتر۔ پتیلی مبارک گوشت سے قدرے بھری ہوئی سرخ رنگ کی۔ آپ کی انگشت مبارک لمبی باریک اور تنگ مر سے نری۔

۱۰۰ نازک اور

۱۰۱ آپ کے

۱۰۲ مبارک

۱۰۳ خوبصورت

۱۰۴ وقت آ

۱۰۵ رہتا ہے

۱۰۶ ران

۱۰۷ بابا کی

۱۰۸ شعر آ

۱۰۹ پاؤ

۱۱۰ چاند

۱۱۱ تیس

۱۱۲ جنا

۱۱۳ مینا

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۰۰ نازک اور صاف۔ آپ کی اعلیٰ مبارک پہلی رات کے چاند اہلال کی مانند۔ اور
۱۰۱ چڑچڑ کے ناخن مبارک چومیں رات کے چاند کی مانند۔ آپ کا سینہ مبارک اور
۱۰۲ لب مبارک چاندی کی جھنکی کی مانند۔ اس پر بانوں کی کثیر خوبصورت خوشبو والی۔ کر
۱۰۳ لب مبارک خوبصورت اور نزاکت والی اور آپ کے جوڑا بہائی مناسب۔ (ترجمہ شعر)
۱۰۴ بچے کے وقت آپ کی پشت مبارک ایسے حرکت کرتی ہے جیسے ہوا سے ہید کا درخت
۱۰۵ لب کرتا ہے۔

۱۰۶ ران مبارک اور پنڈ لیاں گوشت سے بھری ہوئی اور خوبصورت تھیں۔ پائے
۱۰۷ مبارک کا بالائی حصہ قدرے بلند اور صاف تھا۔

۱۰۸ چہرہ شعر) آپ کا جسم اعلیٰ اور چمکدہ کسی سرو پر جام سے کی طرح ہو۔
۱۰۹ پاؤں مبارک کی ہتھیلیاں ربیم کی طرح نرم تھیں۔ اور اس کے خطوط معرا
۱۱۰ مے۔ پاؤں مبارک کی انگلیاں انتہائی نرم و نازک تھیں۔ ایڑی مبارک خوبصورت اور
۱۱۱ دل تھیں۔ پاؤں مبارک کے ناخن خوبصورت اور روشن تھے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۱۲ جناب والا ہمشاد و دو جہاں بیتلکا کا سراپا مبارک تھے۔ آپ کے سایہ سے ہی
۱۱۳ دل کا مایاب و کامران ہے۔

۱۱۴ اے اللہ، آپ قیامت تک قائم رہیں۔ اے اللہ، آپ کا سایہ ہمیشہ قائم

۱۱۵ اے اللہ، جب تک عاشقوں کا نام ہے جناب والا کو دنیا میں با عزت رکھ۔

۱۱۶ اے اللہ، اس زخمی دل خدا بخش کو آپ کے عشق میں ہمیشہ بیکر قرار رکھ۔

۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

آنجناب کا حلیہ مبارک۔ نظم میں (ترجمہ)

- ۱۔ جب اللہ نے نبی پاک ﷺ کی آواز کو چنا تو آنجناب کی خاص ہمدیہ کو پیدا فرمایا۔
- ۲۔ آپ کی حسین رنگت گدوم کوں سفید بنائی۔ اس پہ ملاحیت بھی رکھی۔
- ۳۔ جب آپ کا قد مبارک طوبیٰ کی مثل بنایا۔ تو تمام سر و قامت والوں پر آپ برتری دی۔
- ۴۔ جس شخص نے خواہ وہ بوز حاسو یا جوان آپ کے قد مبارک کو دیکھا تو کہا کہ ایک بے مثل لا جواب مرد ہے۔
- ۵۔ آپ کی صورت مبارک سے اللہ کا رعب و ہلال ظاہر ہوتا۔ اور آپ باطن میں اللہ کی شان و شوکت پوشیدہ ہے۔
- ۶۔ آپ کی کالی زلف لیلۃ القدر کی طرح ہے۔ اور آپ کے رخسار کی سفیدی چودھویں رات کے چاند کو شرمندہ کرنے والی ہے۔
- ۷۔ آپ کے رخ اور پہ بزرگی جلوہ آراء ہے۔ آپ کا کمال حسن آپ کے چہرہ انور سے ظاہر ہوتا ہے۔
- ۸۔ دونوں عینوں کے چاند کی طرح آپ کے دونوں ابرو ہیں۔ وہ چاند دونوں اطراف کے گیسوؤں پہ تران ہونے والے ہیں۔
- ۹۔ آپ کی آنکھوں کی پلکیں پوشیدہ طور پر ایک سوال کر رہی ہیں۔ اور آپ کی نگاہوں سے یہ جواب مل رہا ہے کہ تو نہیں دیکھ سکتا۔

- ۱۰۔
- ۱۱۔
- ۱۲۔
- ۱۳۔
- ۱۴۔
- ۱۵۔
- ۱۶۔
- ۱۷۔
- ۱۸۔
- ۱۹۔

- ۱۰۔ آپ کی دونوں آنکھیں نرس مست کی طرح پرغبار ہیں۔ جیسے شراب پینے والے کے دونوں ہاتھوں میں پیالہ ہو۔
- ۱۱۔ جس جگہ پر آپ کے سرخ انور کا نور چمکا۔ تو چاند اور سورج کا نور وہاں سے ماندر پڑ گیا۔
- ۱۲۔ آپ کے چہرہ انور کے نقوش و نگار اور حسن میں ناک مبارک الف کی مانند سیدھا ہے۔
- ۱۳۔ آپ کے سرخ ہونٹ مبارک کے سامنے شکر بھی شرمسار ہے۔ اور شادابی میں یہ نگاہ کی چم سے بھی بڑھ کر ہے۔
- ۱۴۔ آپ کے ہونٹ مبارک بات کرنے کے وقت جب کھلتے تو گویا غنچہ کے لب آپ پر درود پڑھتے۔
- ۱۵۔ آپ کا منہ مبارک میم کا حلقہ معلوم ہوتا۔ اور حوروں کا دل آپ کے عشق میں دو گھوڑے ہو جاتا۔
- ۱۶۔ راز کی طرح آپ کی زبان مبارک بھی پوشیدہ ہے۔ ان پر حق کی مہر عیاں ہے۔
- ۱۷۔ حسن نے آپ کے سرخ انور کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ جیسے چاند کے گرد ہالہ بنا ہوا ہے۔
- ۱۸۔ آپ کی مصطفیٰ کردن مبارک بلور کے لئے بھی باعث رنگ ہے۔ اور آپ کے نور کا جادو ظاہر ہے۔
- ۱۹۔ آپ کا سبز مبارک خشک کی طرح صاف سہرا ہے۔ جو اللہ کے اسرار سے بھرا

- ۱۔ شہید کو پیدا
- ۲۔ رکھی۔
- ۳۔ والوں پر آپ کو
- ۴۔ دیکھا تو راکھا۔
- ۵۔ اور آپ نے
- ۶۔ نسا کی سفیدی
- ۷۔ آپ کے چہرہ
- ۸۔ وہ چاند دونوں
- ۹۔ اور آپ کی

۱۔ مجھے بھی عطا کر۔

۲۰۔ شاید میں روح پرورد جاں گداز بات کہہ سکوں اور عاشقوں کی روضہ ظاہر کر

سکوں۔

بارھواں تحفہ: آنجناب کا دوبارہ بیت اللہ شریف کی

طرف تشریف لے جانے کا بیان۔ ۱۲۵ھ

آنحضرت احباب عالم شباب کے پیش نظر آنجناب کے نکاح کے درپے تھے۔

لہذا آپ اپنے وطن مبارک میں تشریف فرما تھے۔ اور مکہ مدینہ شہروں میں اور ان کے

دعائے کے تاجروں اور رؤساء نے یہ بات گوش گزار کی۔ اس کے متعلق آنجناب انما

ہوالم والاولاد کم تھنہ کی وجہ سے کبھی مگر سے بیت اللہ شریف کی طرف اور کبھی بیت اللہ

لہف سے مگر کی طرف تشریف لے جاتے۔ اور مسافروں کی طرح دن گزارتے۔

یہ طرح کافی عرصہ سیاروں کی طرح گردش میں رہے اور کہیں دل لگانے کی طرف

نہ لہجوں فرماتے تھے۔ تجر کو اور غارغ ابلی کو پسند فرماتے۔ نہ کوئی گھر، نہ کوئی پریشانی،

ناس کا خیال، نہ پریشانی کمانے کی طلب، نہ آپ کے دل کا سرخ کسی دامن میں اسیر

۱۰۰۔ اور نہ آپ کی طبیعت کا ہرن کی کا شکار ہوتا۔ (ترجمہ اشعار)

تیرے لئے تیار جاں تیرے اہل و عیال ہیں۔ ان کی روزی کا فکر اور سوچ

۱۰۱۔ کو بچا کر دیتی ہے۔

۱۰۲۔ اگر فرشتوں کی سیرت والا انسان بھی ہو تو اسے بھی ان کے ہاتھوں سے

۱۰۳۔ کوئی نہیں مل سکتی۔

ہے جیسے

خشنہ والی

ان کے

رنگ اور

ہے۔

نہ پریشانی

نہ پرچاند

ہے۔

ورہیں۔

سراپا۔

سے ایک

ما
ت نذرانی سے

میں کر بستہ رہے۔

تے تھے۔ حافظ

میں نے

میں نے

نہ جواب دیا ایک

مکہ

ساقی! آ

مے کی طرف جا

ایسا جام پا

مان میں کوئی

جب برطر

کے احباب فرؤاف

ہو یا سے حاضر

ہاں خرا بخمار

ہاں اور جناب

ہاں دنیائی رحمت

۳۔ جو اس سلسلہ میں امید رکھنے والوں کے ساتھ موافقت رکھتا ہے تو کہاوت

ہے کہ مکہ کا کچر میں پھنس گیا ہے۔

۴۔ جب تک تم سے ہو سکے اس حقیقت سے پرہیز کرنا تو اپنے ہی کار

شر مساز نہ ہو جائے۔

۵۔ کامل لوگوں کے لئے مناسب ہے اس راستے پر چلنا کہ ان کے دلوں میں

دوئی کا کوئی دخل نہیں۔

۶۔ ابتدا کرنے والا اگر اس راستے پر پاؤں رکھے تو وہ اس انسان کی طرف

جاتا ہے کہ جو اٹھ نہ سکے۔

ملا جاتی ہے جس وقت اس دنیا کو چھوڑنا تو اپنے فرزند کو وصیت فرمائی کہ

فلان کرنے میں مشغول نہ ہوتا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اگر ہو سکے تو جینے کی طرح بغیر عورت کے سو۔ تجر کو اپنے ہاتھ سے نہ جا

دے۔

۲۔ خواب راحت کو چھوڑنا عورت کے ساتھ بھستری کرنے سے بہتر ہے۔

۳۔ گرم خاکستر پر لینا عورت کے پہلو میں نرم بستر پر لیٹنے سے بہتر ہے۔

ایک بزرگ کہ جس نے یہ شعر عورتوں کی محرمت میں کہا اس نے اس آ

کریمہ ان کبید کس عظیم کے ساتھ موافقت کی ہے۔ ان وجوہات کی

آنجناب نے اہل و عیال کے تعلقات سے مکمل پرہیز کیا ہے۔ اور عقد منظور نہیں

فرمایا۔ اور تمام عمر مباشرت کی گوث نہیں کھلی۔ پاک دامنی اور حرمت آنجناب کی

طرح واقع ہوئی ہے کہ تمام عمر عبادت کرنے کی وجہ سے ہوائے شہوات اور کئی قسم

است نفسانی سے مکمل طور پر بے رغبت رہے۔ اور ہمیشہ نفس کی مخالفت کے میدان میں کمر بستہ رہے۔ اور دیوان حافظ شیراز کے اکثر اشعار، جو راز کے واقف ہیں، سناتے تھے۔ حافظ کے اشعار

میں نے جب عقل سے کچھ سوال کئے تو اس نے مجھے حسب حال جواب

میں نے اس کو کہا کہ کسی گھر کا مالک ہونا یا شادی کرنا کیسا ہے۔ اس نے جواب دیا ایک کوئی بکلی بیش ہے اور چند سالوں کا غصہ ہے۔ یعنی ساری عمر کا غم ہے۔

مکہ مکرمہ میں آنجناب کے پہنچنے کا بیان

سابق آ جا کہ میں سز کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ میں اس شہر کو چھوڑ کر حرمِ نبویؐ کی طرف جاتا ہوں۔

ایسا جامِ پلا کہ اپنے ہوش کو بیٹھوں۔ یعنی مست ہو جاؤں اور نامِ حق کے سوا کچھ کان میں کوئی آواز نہ آئے۔

جب ہر طرف آنجناب کے ارادہ سربیت اللہ کی خبر مشہور ہو گئی۔ تو جناب اچھے احباب و افرادِ آپ کے پاس کھنڈ تک سے آپہنچے۔ طالبانِ ہدایت و امن پہلائے حاضر ہوئے۔ آنجناب نے ان کے دامنِ خوشیوں اور طمانیت سے ہاتھ آرا آنجناب نے ارتعاجِ انسانی ۱۲۵ھ شام کے وقت بازارِ عمدہ و مشائی میں۔ اور جناب تقدس آب محبوب سبحانی غوثِ معانی قطبِ ربانی حضرت شیخ دارِ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ اقدس میں نذر پیش کی۔ اور ستر کا عزیمت کیا۔

(ترجمہ شعر)

دوسرے دن جب سورج نے نیند کے غبار کو آنکھوں سے دھواڑا تو آنجناب بہتر۔

اٹھے اور حاضرین سے رخصت چاہی۔

وقت رخصت گویا قیامت جیسا حشر پڑا ہو گیا۔ مگر جناب والا اپنے حال

قائم رہے۔ اور بیت اللہ شریف کا سفر شروع کر دیا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: (نبرد

قطعہ)

۱۔ دل کی بہار سے سفر شروع ہوا کہ اس سے مخلوق کے دلوں میں گل منسا

آئیں۔

۲۔ سفر اختیار کر کے تو اپنی مراد حاصل کرے کہ اللہ نے کہا ہے کہ زمین۔

راستوں پر چل۔

الغرض جناب والا کئی منازل اور مراحل طے کرنے کے بعد پہنچی شہر

داخل ہوئے۔ اور جہاز پر بیٹھ گئے۔ بالآخر اللہ کے فضل سے سمندر سے گزر کر جد

میں پہنچ گئے۔ اور وہاں سے پیدل مبارک شہر کہ جس کو چاہتے۔ (ترجمہ شعر)

جب آپ عرب کے شہر میں رکن چاند کی طرح چمکے۔ تو صلی علی کی آواز ہر طرف۔

سنائی دی۔

(ترجمہ) رباعی

۱۔ جو شخص سفر اختیار کرتا ہے۔ وہ ہر شخص کا مقبول و پسندیدہ ہو جاتا ہے۔

کہ جب چاند رکن ہوتا ہے تو ہر کوئی اسے دیکھتا ہے۔

پانی سے بڑھ کر کوئی چیز پاک نہیں ہے۔ لیکن اگر اسے روک دیا جائے تو جگہ ہاب ہو جاتی ہے۔ یعنی پانی چلتا رہے تو پاک اور صاف اور اگر اسے روک دیا جائے تو گراب و نا کارہ۔

مگر کمرہ کے رہنے والے آپ کے جہرت کے زمانے سے کئی آلام میں مبتلا ہے۔ وہ سب صعرت کی بارگاہ میں جگہ شکر بجلائے اور خوشی اور کامیابی کی آواز بلند کی۔ یہ کہتا تھا ہو گا کہ رشید و ہدایت پانے والوں کی قسمت نے یاری کی اور شوق رکھنے والے لوگوں کی مراد نے بلندی حاصل کی۔ المختصر اس مرتبہ بہت سے مکہ والے خلاص کی زنجیریں پہنتے ہوئے آپ کی خالص ارادت سے فیض یاب ہوئے۔ اور آنجناب سے بیت اختیار کی۔ جناب والا نے ایام حج تک بیت اللہ شریف میں قیام فرمایا۔ اور ان خرواد انگلی حج سے سرفراز ہوئے۔ اس کے بعد بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ اور اس جگہ مدار مقدس حضرت مرتع اور حضرت موی کلیم اللہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہم السلام وغیرہ علیہم السلام کی زیارات کی سعادت پہنچی۔ اصل کی۔ اور ہر ایک سے شرف عزت پایا۔ (ترجمہ اشعار)

اسی جگہ کہ جس طرف کوئی بھی راہ نہیں پاتا۔ اس چاند نے وہ تمام منازل لئے کر لیں۔

(ترجمہ) رباعی

جب تک کوئی آدمی راستے پر نہیں چلتا وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ پاتا۔ جب

تک وہ سفر کی مصیبتیں برداشت نہیں کرتا وہ دل کی دنیا تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔

۲۔ اگر تمام جہان بھی انوار سے بھر جائے، تو ایک چھوٹی سی شعاع بھی مر کاٹل کو نہیں پاسکتی۔

۳۔ اگر تیر اک پانی میں تر نہ ہو یعنی جب تک پانی میں ڈوب نہ جائے وہ دریا کے کنارے پر نہیں پہنچ سکتا۔

دیگر

۱۔ اے ساقی! آج مسلسل دور جام چلا، کہ میں دنیا کی سیر کرنے کی خواہش رہتا ہوں۔

۲۔ جب میں یار کی خیا سے ہم آغوش ہوں گا، تو میں بے ہوشی کی محفل میں ہوشیار ہوں گا۔

روس میں آنجناب کا رونق افروز ہونا

اور وہاں کے حاکم کی بیٹی کا بیعت کرنا اور آنجناب کا موصوع

محمدیہ میں قیام

اس وجہ سے کہ خدمت کرنے والے اپنی محمد و حدود کے اندر ہی رہ سکتے تھے

اس کے علاوہ ان کا کوئی چارہ نہیں، کہ آنجناب نے ہر ملک کی سیاحت کرنی تھی۔ بہا

آپ نے روانہ ہونا ہی تھا۔ آپ یہ شعر اپنی زبان پر لائے:- (ترجمہ شعر)

دوست نے میری گردن میں رکی ڈال دی ہے۔ بھر جہاں اس کی مرضی وہ اسی طرف

- ۱۲ -

والغرض جب آنجناب بیت المقدس سے روانہ ہوئے تو مولوی حارث علی جو
 بن کی معیت میں ملک روکی پکچے۔ شام کے وقت سیر کرتے ہوئے آپ نے
 ایک شہر سے پار ایک باغ دیکھا۔ کمال لطافت اور بے حد عجائبات کی وجہ سے آپ
 وہاں سے یہ بتائی آرائی سے جو ظاہر ہوئی تھی، اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ مولوی صاحب
 نے ان کا چھین گم ہو گیا اور وہ اس طرف گئے۔ ان کی حالت عجیب و غریب ہو گئی۔
 وہ وہاں اس کے دروازے پر بیٹھا ہوا۔ پری زادوں کی کچھ تصویریں اس کے
 نوٹوں میں آویزاں تھیں۔ مولوی صاحب موجودہ کیفیت پوچھنے کی غرض سے اس
 ہاں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور انتہائی آداب بجالا کر بے حد خوشامد کے ساتھ اس
 کے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ مولوی صاحب اس طرح نرم روئی سے مصروف
 ہوئے کہ وہاں کا پتھر بھی کھل گیا۔ وہ وہاں کہ جو پاروں کا سربراہ اور بزرگ
 بنی تھا۔ اس نے اشارہ کیا کہ ایک ایک تصویر پکڑ لو تا کہ اس کے ذریعہ باغ کے اندر
 کی اجازت ہو۔ مولوی صاحب بہت خوش ہوئے اور فوراً دو تصویریں پکڑ لیں۔
 ۱۔ تصویر اپنے ہاتھ میں رکھی اور دوسری آنجناب کے حوالہ کی۔ یہاں تک کہ دونوں
 ۲۔ باغ کے اندر پہنچ گئے کہ جو بہت دلکش جگہ تھی۔ انتہائی عجیب و غریب گئے
 تھے۔ (ترجمہ اشعار)

بہرہ زار میں تھوڑا تھوڑا نیلگوں پانی سیماب کی طرح شفاف جاری تھا۔

نہی کے کنارے خوشبودار حسین پھول کھلے ہوئے تھے۔ صبح کی ہوا مضر بن

۱۰ ہوا دہشتی۔

۳۔ باغ میں صبح کی خوشبو دار ہوا بہتے ہوئے معشوق کی طرح اور عاشق کو نوازا ہے۔

والی تھی۔

۴۔ پھول کی خوشبو اور فاخنت کی آواز ایسی تھی کہ جیسے دوست باہم مل بیٹھتے ہیں۔

۵۔ اختر و نونوں صاحبان باغ کے عجائبات دیکھنے سے بہت خوش ہوئے۔ اور

عجیب و غریب گلے ہوئے پھولوں سے اور بلبلوں کے گیتوں سے اور نہروں کے جوش

کے ساتھ پہنے سے اور آبشاروں کی آوازوں سے اور وسیع میدان کی لطافت اور منظر

سے، انتہائی خوبصورت عمارات کے دیکھنے سے قادر مطلق کی عجیب و غریب صنعت

کھوج لگاتے ہوئے انتہائی خوشی کے ساتھ ہر طرف سیر کرتے رہے۔ یہاں تک

اس باغ کے ایک خاص مقام پر پہنچ گئے اور انہوں نے دیکھا کہ حضور یں انتہائی زریع

وزینت کے ساتھ سنہری کرسی پر بیٹھی ہوئی تھیں اور ان کی کافرا دارائیں کر تک پہنچی ہوئی

تھیں۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ وہ حوریں اس قدر خوبصورت تھیں کہ آسمان کے پاند کا چہرہ ان پر رشک

تھا۔ باغ کے سرو کے دل کا درد تھیں۔

۲۔ جاو کی طرح دل موہ لینے والی۔ ریحان کی خوشبو والی، عطر میں مر جی

ہوئی۔

مولوی صاحب کی جب ان پر نگاہ پڑی۔ تو ایک ہی بار دیکھنے سے ان کا وہ حال

گیا کہ جو بیان سے باہر ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ دونوں صاحبان ایک ایک تصویر

پیکر دل کی اپنے ہاتھوں میں رکھتے تھے۔ انتہائی خوبصورت کھلونوں کے دیکھنے

مہوت ہو کر اس جگہ ٹھہر گئے۔ (ترجمہ اشعار)

انہائی نزاکت والے، عقل کو دھوکا دینے والے، جسوں کو دیکھ کر، جو سر پاتا

انہائی لطیف اور خوبصورت تھے۔

۲۔ ہر رات کے لئے ان کا چہرہ شمع کی مانند روشن اور وہ ہونٹوں کے لحاظ سے

نے پرستوں کی مانند تھے۔

وہ دونوں عورتیں جو روح کو لوٹنے والی تھیں۔ ان دونوں صاحبان کی طرف

آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آئیں۔ اور ہر ایک کا ہاتھ پکڑ کر اپنی آراگاہ کی طرف پہلی

گئیں۔ اتفاقاً وہ عورت جس نے آنجناب کی طرف رغبت کی وہ وہاں کے حاکم کی لڑکی

تھی۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اس لڑکی کا حسن و جمال عقل کو لوٹنے والا تھا۔ وہ کیا ہی خوبصورت لڑکی تھی

کہ جو کچھ پر کچھ قیامت ڈھانے والی تھی۔

۲۔ اس کے ابو کی کان روح کے لئے آفت تھی۔ وہ ابرسیاہ اور تیر باراں کی

مانہ تھی۔

۳۔ اس کی پلکیں تقدیر شاپین کا چنگل تھیں۔ وہ دل کو دستِ مرغِ تدبیر سے

گھمبیں کر لے جانے والی تھی۔

المختصر جب وہ شاہ والا جو چاند کے لئے باعثِ رشک تھے اور بلند مرتبہ تھے

ہا آرام گاہ میں پہنچے۔ تو کئی قسم کے بھل آپ کو پیش کئے گئے۔ وہ اس طرح آپ کی

نہ گریز کرنے میں مصروف ہوئی کہ اس سے بڑھ کر تصویر نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس دن کا

مقامی نامہ وقت التفاتِ بڑھانے والی صحبت میں گزرا۔ سورج جو مشرق کی طرف سے

لہج ہوتا ہے اس نے تاریکیا کا نقاب چہرے پر پہننا شروع کر دیا۔ آنجناب نے دل

والتے

میں۔

ئے۔ اور

کے جوش

و مضامین

منفعت و

تکلف و

کی زریب

پہنچے ہوں

بھگت و

مرچی ہو

و حال و

تصویروں

کیتے۔

میں سوچا کہ رات کا وقت اس محبت سے علیحدگی اختیار کرنی چاہئے۔ وہ حوروں جیسی دلربا اس پر راضی نہ ہوئی۔ جناب والا کے رعب پر ٹپسی۔ اور عرض کی کہ شاید اس بان کی کیفیت سے آپ واقف نہیں رکھتے ہیں۔ کہ اپنے دل میں خدشات کو جگہ دینے ہیں۔ اور ہم شوق رکھنے والوں کی محبت سے پرہیز کرتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا یقیناً :- مصرع

میں اس شہر کے رواج کو نہیں جانتا ہوں کیونکہ میں مسافر ہوں۔

علاوہ ازیں اس وجہ سے کہ یہ تو ایک محبوب کی زلف کا قیدی ہے اور اس کی ناز و ادا کا شکار ہو چکا ہے۔ لہذا ہم نہیں چاہتے کہ تنہائی کی لذت کو چھوڑ دیں۔ اور دوسروں کی محبت میں وقت گزاریں۔

(ترجمہ شعر) میں ایک محبوب کے چہرے کی یاد میں تنہائی کا گوشہ پسند کرتا ہوں۔ اس کے عشق میں، میں تمام دنیا سے فراغت رکھتا ہوں۔

جب اس نے یہ درد بھری بات سنی۔ تو اس کے دل کا پیالہ آرزو کی شراب سے بھر گیا۔ اس بے مثال محبوب کے حال کے معلوم ہونے کی وجہ سے بھر گیا۔ اس نے جان لیا کہ یہ ایک محبوب کے عشق کا تیر میں بکھرتا ہے۔ اور اس نے کئی نشتہ اپنے پہلو میں رکھے ہوئے ہیں۔ اس پر پی زاونے کہا کہ خدا ارادہ ہے یہ گرہ کھولیں کہ آپ کے ساتھ کیا مسئلہ ہے اور آپ ہر لمحہ کس بے چینی میں مبتلا ہیں۔ مجھ پر ظاہر کریں کہ یہ سب کیا ہے۔

(ترجمہ شعر) وہ جو کہ یار کے عشق کا نشان ہے۔ وہ اس کی پیشانی پر ظاہر ہے۔

آنجناب نے فرمایا کہ اے نگہدار یہ بھید ہیں ان کو تلاش نہ کر۔ جو کچھ اس

باغ میں حالت ہے وہ بیان کر۔ وہ باغ کی کیفیت بیان کرنے لگی۔ اور کاکڑ برآمدار
 اہت کے دامن میں گرائے گئی۔ یہ عزت کدہ مالوں کے لئے تہائی کی جگہ ہے۔
 وہ عاشقوں کے باہمی ملاپ کی جگہ ہے۔ ہر ماہ کے شروع میں روں کی دودھ شیرائیں
 اس جگہ اکٹھی آتی تھیں۔ اور نکاح کی امید سے اس جگہ ایک ہفتہ قیام کرتی ہیں۔ پس
 وہ غالب کہ جو اس باغ میں آتا ہے جو تصویر وہ لاتا ہے۔ اس تصویر والی پر اس کی
 ہرمت کرنا لازم ہوتا ہے۔ باہمی اتفاق سے دوسرے دن نکاح کی گرہ منبجہ کر لیں یا
 بدتر جاتا ہے ادھر چلے جائیں۔ بہر کیف آج کی رات ایک دوسرے کی سنگت میں
 گزار دیے۔ آئندہ کل آجیناب اپنی مرضی سے مصروف ہو جائیں اور اس رات اسی جگہ
 قیام کریں۔ رات کا ایک حصہ گزر گیا تھا۔ بستر انتہائی خوبصورتی کے ساتھ بچیا گیا
 نہ۔ آنحضرت اور وہ حسین و جمیل چہرے والی پری نے اس بستر پر آرام کیا۔ گویا کہ اس
 رات چاند اور سورج ایک مطلع سے طلوع ہوئے۔ از مصنف:-

۱۔ سورج کو چاند نے مہمان بنایا۔ زہرہ نے مشتری کے ساتھ قربت پائی۔
 ۲۔ نذر مانے کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچی نہ آسمان کی طرف سے کوئی دکھ اترا۔
 ۳۔ امید حاصل ہو گئی اور مقصود کا جام لب لباب بھر گیا۔
 ۴۔ آسمان انتہائی حسرت سے شرمسار ہوا۔ اور یہ شعر اس کی زبان حال سے جاری ہوا:-
 ۵۔ میں کسی کے مرتبے یا کسی کے مال پر حسد نہیں کرتا۔ مگر اس پر کہ جو اپنے
 محبوب کے ساتھ وصال رکھتا ہے۔

پاک ہے اللہ تعالیٰ اپنی قد رتوں کے ساتھ۔ آجیناب نے ایک ہی جگہ یہ کام
 پا کر ایک رات میں ساہا سال کے زنگار کو اس عورت کے دل کے پیشہ سے صاف

کر دیا اور اس کے دل پر فیش کے دروازے کھول دیئے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ وہ لوہا جو پارکس کا آشنا ہو جاتا ہے وہ فوراً خالص سونا بن جاتا ہے۔

۲۔ اس کا دل اللہ کے نور سے اس طرح منور ہو گیا کہ جھوٹ کی تاریکی سے قطعی

طور پر صاف ہو گیا۔

(ترجمہ مزید اشعار)

۱۔ سحری کے وقت جب وہ مست نیند سے بیدار ہوئی تو اس نے اپ

جھوٹے دین کو ترک کر دیا۔

۲۔ کبھی وہ اپنی قوم کے حق میں لاجل پرستی اور کبھی وہ اللہ کے دین پر پھول

کی طرح کھل جاتی۔

۳۔ کبھی وہ شاہشاہاں کے قریب خوشی سے پیمٹی اور کبھی شمع کے گرد پروانے کی

طرح چکر لگاتی۔

۴۔ کبھی کہتی کہ میری قسمت نے میری مدد کی اور کبھی وہ اللہ تعالیٰ پر درگزار

کی حمد اور شکر گزار کرتی ہے۔

۵۔ اس کا باطن اس طرح نور سے بھر گیا کہ کفر کی تاریکی اس سے دور ہو گئی۔

اس نے عرض کی کہ یہاں سے نزدیک ہی ایک گاؤں ہے جس کا نام خوش

محمدیہ ہے۔ اور وہ اہل اسلام کی قرین قوم کا مسکن ہے۔ اگر آنجناب پسند فرمائیں تو

اس جگہ ٹھہر جائیں۔ تاکہ اپنے خویش و اقارب سے دور ہو جائیں۔ آپ نے اس ن

خواہش کو پسند کیا اور فوراً ہاں تشریف لے گئے۔ آنجناب کی پسند کے مطابق ای

دن کا انتخاب کیا گیا۔ جہاں آپ دنیا کے کاموں سے آنکھیں بند کئے ہوئے پاک
نہی کے پردہ پیچھے چھپ گئے، اللہ تعالیٰ کی اعانت میں مشغول ہو گئے۔ اور دوسروں
سے علیحدگی اختیار کر لی۔

(اچھے شعر) پاکیزہ گوہر یعنی پاکیزہ اصل والا ہی فیض کے قابل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ
پھر اور ڈھلا سوتی اور مر جان نہیں ہو سکتا۔

آنجناب نے اس کو اسی جگہ ٹھہرایا اور خود بیت اللہ شریف کے لئے عازم
نہ ہو گئے۔

(اچھے شعر) آسمان کو سوائے اس کے اور کوئی کام نہیں ہے کہ وہ ایک دوست کو
اور سے دوست سے جدا کرتا ہے۔

وقت آنجناب اس دربار سے جدا ہوئے تو اس کی زبان پر یہ شعر جاری ہوئے:-

جب تک میں زندہ رہوں گی جناب والا کی خادمہ بن کر رہوں گی۔ میں اسی
میں مر جائوں گی اور آپ کی غلام رہوں گی۔ مگر میں یہ بے حد حسرت رکھتی ہوں کہ
مہکی خیر جو جو دیکھتی تھی زنگی کز اوروں کی۔

میری زندگی تازہ واوا لے دوست کے وصل کے لئے واقع ہوئی ہے۔ مجھے
نہایت نہیں چاہیے۔ اس کے علاوہ زندگی کس کام آئے گی۔ اگر دوست کا وصل نہ

ہوگا۔

مولوی عارف علی خاں، جن کے بارے میں پہلے بات ہوئی، اسی حال
میں گزر گئے کہ اسی عورت کے ساتھ وہیں میں باغ میں مانوس ہو گئے بلکہ نکاح
وہیں بندھ گئے۔

مصرع: جب کچھ زیادہ ہو جائے تو باقی بھی پھسل جاتے ہیں۔

آخنباب کہ جو کسی غیر کے ساتھ دہسکی جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اس خود آپ

نے اسی جگہ چھوڑا اور اس طرح اس کو بھلا دیا کہ کسی وقت بھی اس کی یاد میں مشغول۔

ہوئے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے دوست! اس جہان میں کسی دوسرے کا دل دکھانا چھوڑ دے۔ اس پر

لگانے والے گنبد (آسمان) کی جھک جگہ سے گزر جا۔

۲۔ اس جہان کے کام اہل بصیرت کے لائق نہیں ہیں۔ مردوں کی طرح اس

جہان سے گزر جا۔

۳۔ سمندر میں سے مگر کچھ پر غوطہ لگانے والے کی طرح تیر ہو کر گزر جا۔ غوطہ

کھانکھانہ اس کو ہر شہوار سے گزر جا۔ یعنی دنیا کے حصول کی خاطر اپنے آپ کو مصیبتوں

میں ڈال۔

۴۔ اے ساتھی! مجھ کو ایک جام دے کہ جس سے مجھے ضروری نصیب ہو جائے۔

میں دوری کی قید سے نجات پا جاؤں۔

۵۔ مجھے صحرائوں کی اچھی لگتی ہے۔ میرا دل وطن کے لئے ارادہ کرتا ہے۔

تیرھواں تحفہ: آخنباب کا وطن کی طرف پختہ ارادہ کرنے

کا بیان

محمد یہ مقام سے آخنباب نے جب سفر کیا تو کافی دنوں کے گزر جانے۔

بعد منزل مقصود کو کتبہ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد ایام حج تک آپ

۱۰۔ شہرے رہے۔ جس وقت حج کی سعادت کے حصول سے فارغ ہوئے تو دل میں
ان والہی کا ارادہ کیا۔ چنانچہ تاریخ ۲۰ ذوالحجہ کو (ترجمہ شعر) جب دنیا کو روٹ کر
نے ستارے نے اپنی تلواریں کھینچی۔ تو رات کا لکڑ کر دن سے بھاگ گیا یعنی سورج طلوع
۱۱۔ رات چلی گئی۔

۱۲۔ مکہ والوں سے آپ رخصت ہوئے۔ اور وطن کے ارادہ سے سفر کا آغاز کر
۱۳۔ چہاڑ کو اپنے قدم بہت لڑوم سے سعادت بخشی۔ اور آپ ہمیں شہر میں رونق
۱۴۔ اور ہوئے۔ الغرض بہت سی منازل طے کرنے کے بعد ۱۲۵۹ھ کو آپ نے قصبہ
۱۵۔ شریف کو اپنے محال مظہر کمال سے منور فرمایا۔ ایسا جمال کہ جس کو پانے والے
ہماری شرح نہ بیان کر سکیں۔

رباعی

بہار کے پھول جنت کے لئے باعثِ رنگ ہو گئے۔ جب وہ جنت کا

درد پہنچ گیا۔

آپکھیں روشن ہوئیں جب یوسف کھان میں پہنچ گیا۔

سورج کو دیکھنے والے نے اپنے چہرے پر رات کی چادر اوڑھ لی،

جب زمانے کے شہنشاہ اپنے روشن چہرے کے ساتھ پہنچ گئے۔

سید اعظم علی صاحب جن کو آنجناب کے سارے خاندان کے ساتھ خاندانی

حاصل تھی۔ اور سید صاحب کو آنجناب چچا جان کے خطاب سے مخاطب کرتے

۱۶۔ انہوں نے تجویز کی کہ اس کو ہر ولایت کا دریائے عصمت میں صوفیہ جگہ نشین

اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کر دیں۔ جب یہ بات آپ کے کان میں پڑی تو آنجناب اس وادی سے کنارہ کش ہو گئے۔ اور اپنے رشتہ داروں سے رخصت ہو گئے۔ بمصداق آیہ کریمہ: **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوٌّ لِّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ** (ترجمہ: اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد تمہاری دشمن ہیں، ان سے بچ جاؤ۔ سورۃ انفکاحن: آیت نمبر ۱۴)

اہل و عیال کا جو جو اٹھانا آپ کے دل کو پسند نہ آیا۔ اور جو کو ہاتھ سے جانے دیا۔ اور آخر کار قصبہ دیوبند شریف کو، اپنے رشتے داروں کو چھوڑا اور لکھنؤ، اپنے مبارک قدموں سے رونق بخشی۔ اور صنعت علی کے مکان میں جو کولہ گنج میں تھا وہاں ٹھہرنا پسند فرمایا۔ یہیں چند فردوں کے بعد چند احباب کے اتفاق سے ہیبت آباد شریف کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا۔ ہر روز حسب طبع اور محرابوں کی رائے کے مطابق سفر طے کیا اور یہاں اشارہ انتہائی ذوق کے ساتھ پڑھتے تھے۔

۱۔ کعبہ کی سرزمین کی خاک اکثراً بہتر ہے۔ کعبہ کی خاک عرش سے بہتر ہے۔

۲۔ اگر تو طاقت رکھتا ہے تو حرم شریف کی طرف روانہ ہو جا۔ تیرے ہر دم کا ہر لمحہ خاک کعبہ میں ہے۔

۳۔ بے نوا، ہم قاتل کھانے والے لوگوں کے لئے، بلا شک و شبہ خاک کعبہ، تریاق ہے۔

یہاں تک کہ خاص لاہور میں پہنچے۔ اور مسجد میں ٹھہرنا پسند کیا۔ چونکہ اس کے طریقہ سے کوئی ایک بھی واقف نہ تھا۔ سر کے سامنے مولوی احمد اللہ نے ٹھہر لی۔

ہفت بلند آواز سے اذان دی۔ جس کسی نے اذان کی آواز سنی اپنی جگہ سے دوڑا۔
 طرح کہ ہر طرف قیامت کا شور برپا ہو گیا۔

ایک مقہور جماعت کے بلوہ

اور لاہور کے راجہ کا قابو میں آنے کا بیان

اسی وقت ایک جماعت بے دین لوگوں کی اکٹھی ہو کر آگئی۔ اور مسجد والوں
 کو مار مار کر لیا۔ اہل مسجد بہت پریشان ہو گئے۔ اور اس کے دروازوں کو مٹی سے
 دیا۔ اور جہاد کرنے کے لئے بیٹھ گئے۔ اس دوران راجہ رنجیت سنگھ ایک ہاتھی پر
 دوڑ کر آیا۔ اس مسجد کی دیوار کے قریب کھڑا ہو گیا اور آواز دی کہ اے مسلمانو! تم
 کو فرماؤ کہ یہاں کی رسوم و رواج کو نہیں جانتے ہو یا شرارت کے طور پر تم نے
 دی ہے۔ اہل مسجد نے زبان مغذرت کھولی اور سڑ کرنے کی کیفیت بیان
 کی۔ لہذا نے اپنے نائب سلطنت کے بہکانے پر ان کے غم کو نہ سنا۔ اور ان کی
 دلی کا اشارہ کیا۔ اسی دوران آنجناب اپنی جگہ سے کھلی کی طرح اٹھے اور اس ہاتھی
 پر چڑھ کر راجہ کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہو گئے۔ آپ ایک چاقو کمر میں رکھتے
 تھے۔ آپ نے چاقو راجہ کے پہلو میں رکھا اور حکم دیا کہ ان کو چھوڑ دے۔ ورنہ مارا گیا
 ہے گا تو ہوتا اپنی جان سے ہاتھ دھو لے گا۔ کہتے ہیں:-

شہر (جب تو تمام جیلے کرنے سے معذور ہو جائے تو پھر ہاتھ میں تھوڑا سا

دب دیکھا کہ موت اس کی کمر پہ پھینچ گئی ہے۔ تو اپنی حفاظت کا سامان ایک

طرف دکھ دیا۔ یعنی طور پر بطور منت حاجت بلوائیوں کو چھڑکی دے کر روک دیا۔

تمام صورت کو بدل دیا۔ اور آپ سے عرض کرنے لگا کہ آپ کی اس مردانہ صفت

آفرین ہے۔ حق تو یہ ہے کہ۔ (ترجمہ شعر)

آپ نے ایسا کام عین وقت پر کیا کہ نہ رسم دکھائی دیا نہ اسفندیار۔ سب بھاگ گئے۔

رہنے لگے کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تجھے کوئی تکلیف نہیں دوں گا اور نہ ہی

تیرے ساتھیوں کو تکلیف دوں گا۔ اور میرا دل یہ چاہتا ہے کہ اگر آپ پسند کریں۔

آپ کو اپنے تمام لشکریوں کا سردار بنا دوں۔ اور آپ کے ہمراہیوں کو بھی اعلیٰ منہ

دوں۔ اور ایک لمحہ بھی آپ کو اپنے پاس سے ہٹا کر ہاتھ نہیں سمجھتا۔

آپ کے سحر انگیز کلمات

آنجناب نے فرمایا کہ (ترجمہ شعر) میں اتنا حسین جوان نہیں ہوں اور نہ ہی اتنا

کارآمدی ہوں۔ اور میں شہرت کی خواہش بھی نہیں رکھتا۔ آسمان اگر موقع دے تو کہہ

دی میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔

رہنہ مذکورہ نے اس فوجوان کی بہار جوانی کو دیکھ کر اور آپ کی بات

آنجناب کا عاشق ہو گیا۔ اور آپ کی محبت دل میں بٹھالی۔ اس کے دل میں آپ

محبت کا تیر لگ گیا۔ المختصر جس وقت جناب والا اس کی خواہش کو پورا کرنے سے

متوجہ نہ ہوئے۔ اور اس وادی میں اپنا قدم نہ رکھا۔ تو چار تار چار رہنہ مذکورہ

آنجناب برگزیدہ روزگار کو آپ نے ہمراہیوں کے ساتھ رخصت کی اجازت دے

اور آپ کی قدر و منزلت کے مطابق آپ کی دعوت کی۔

شعر) یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دوست رکھے اور تجھے دشمن کے حوالے

آنجناب اپنے تمام احباب کے ساتھ وہاں سے الوداع ہوئے اور بیت اللہ
میں طرف روانہ ہو گئے۔ اور ذوالحجہ کے آخر تک اسی مقام پر قیام فرمایا۔ اور حج
مکرم حاصل کی۔ کہنا چاہئے کہ سعادت ابدی آپ نے حاصل کی۔

(ترجمہ) اشعار

کیا ہی اس کی بلند قسمت ہے کہ جو پاکیزہ مگر کی زیارت کرنے والا ہے۔

اگر کوئی شخص زعمی میں وہاں پہنچ جائے تو اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا

زیارت کرنے والوں کا درجہ تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے۔ وہ عرض و کرسی سے

رہا ہے۔

کہہ کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنا کمر فرمایا ہے تو اس جگہ سے بہتر کیسے کوئی اور

رہا ہے۔

اے خدا بخش اگر اللہ چاہے تو اللہ کے مگر کا راہی بن جائے۔

اے اچھی قسمت والے ساقی جلدی آ جا۔ کہ میں تیری جدائی کی وجہ سے تا

رہا ہوں۔

مجھے شراپہ ملہو رکھا تا روئے کہ دور کا راستہ مجھ پہ آسان ہو جائے۔

جناب والا کا ملک روم میں پہنچنے کا بیان

اور وہاں کے بادشاہ سے ملاقات کا بیان

جب روم کے حاجیوں کا قافلہ حج کے طواف و داح سے فارغ ہوا اور اس وطن واپس جانے کا ارادہ کیا تو آنجناب ان کے وطن ملک روم کی سیاحت کے اس قافلہ کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ قسطنطنیہ شہر میں پہنچے۔ اور وہاں ہندو حاجب کے گھر قیام فرمایا۔

(ترجمہ شعر) وہ شہر اپنی خوبیوں اور صفات میں بہشت کی طرح تھا اور جنت کی طرح خوبصورت تھا۔

وہ بطریق احسن آپ کی مہمان نوازی میں مشغول ہو گیا۔ اور آپ کی کے لئے روزانہ وہ کچھ نہ کچھ اہتمام کرتا۔ ان کے ہاں ٹھہرنا آخر کار ان پر اثر ہوا۔ اور وہ سب آپ کی بیعت سے مشرف ہو گئے۔ ایک روز صاحب خانہ حضرت سے عرض کی کہ آپ کے روشن ضمیر پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ مکمل طور پر مگر کی رہائش ٹھیک نہیں۔ یہ تمام مکانات بادشاہ کی ملکیت ہیں اور میں بادشاہ دربان ہوں۔ اس مکان کا تہ خانہ باغ شاہی کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ جو عمارت دار اور لطافت اور نظاروں کی وجہ سے سب پر فوقیت رکھتا تھا۔ جس دن آپ کا دل اس کی سیر کو پسند کرے تو میں اس کے دروازے کھول دوں گا۔ اور چنناپ کو باہر نہ دوں گا۔ چنانچہ ایک دن چنناپ نے سیر کا ارادہ ظاہر کیا تو اس نے باغ کا دروازہ اور آپ کو وہاں لے گیا۔ اور حق بات تو یہ ہے کہ آنجناب کی آمد سے آمد کی روش بڑھ گئی۔

۱۔ چمہ شعر (جب اس حسین پھولوں جیسے چہرے اور ٹکڑوں قبا کو دکھا تو باغ نے کہا
 - یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے۔
 ۲۔ ہی عمدہ باغ ہے کہ جو جنت بریں کے لئے باعث رشک ہے۔ اور کیا ہی خوبصورتی
 - اسے جایا گیا ہے۔ (ترجمہ اشعار)
 ۳۔ ایک طرف گل رحمان پھولی ہوئی تھی اور دوسری طرف درخت سرکشیدہ
 - رہے تھے۔
 ۴۔ سرو کے پاؤں میں مکمل کا پھول پڑا ہوا تھا اور بنفشہ نے سونے کے سامنے اپنا
 - منہ ہوا تھا۔

(ترجمہ) رباعی

درخت خوب گھٹے تھے اور ان کے سر باہم دگر ملے ہوئے تھے۔ اس کے
 - سہلے طوئی سے زیادہ دلچسپ تھے۔
 ۱۔ ان پر تار و تاب پھل جلوہ گر تھے۔ گویا کہ شمس و قمر دونوں اکٹھے نکلے
 - سہلے ہیں۔ یعنی آنجناب اور باغ دونوں یکجا تھے۔ آنجناب جب اس باغ کے اندر
 - تو یہ شعر آپ کی زبان پر تھا۔
 ۲۔ شعر (پھول اور تازہ ہزارہ آب و رواں۔ اللہ تعالیٰ چشم بدور رکھے اس باغ
 - دیکھنے والا بے ساختہ کہے گا کہ یہ دوسری بہشت ہے۔
 ۳۔ آنجناب نے اس بہشت کو بہت پسند کیا۔ اور اس کے حسن ترکیب پر بہ حد
 - سہلے فرین و حسین کہے۔ آپ کی دوسرے کو تکلیف دینے بغیر اس باغ میں پھر نے

ہوا کبھی ہم

الغرض باد

پہلے پہلے

مشاق

دلہ بوی کے لئے

اگر عاشق

جب ایک

مشتاق

دل میں

میر میں شامل

بہشت نے

معادے کا

خوف ہوتے رہے

نہیں کبھی سے

بجانب نے

ہمیں ہمت کے شوق

نہاں اور میرے دل

گئے۔ اور اس کے پھولوں کی نزاکت و لطافت کا نظارہ کرنے لگے۔ یوں اس باغ

لئے رحمت و برکت کا سبب بنے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جب اس سلطان عالی مقام نے غیروں کی صحبت سے اس مقام کو خالی پایا

۲۔ اور جب آپ نے وہاں راحت و آرام پایا تو دیگر تمام نظاموں کو بھلا دیا۔

۳۔ الغرض بر لحاظ سے آپ کی طبیعت خوش ہوئی۔ اور آپ نے خوبصورت تر

تازہ پھولوں کی خوشبو سونگھی۔

اچانک روم کا بادشاہ کہ جس کا نام عبدالعزیز خان تھا وہ سیر و تفریح کے

وہاں پہنچا۔ اور اس کی ٹھکانہ آنجناب پر پڑی۔ تو وہ ایسی حالت میں جٹا ہو گیا کہ بتول

کسی زیرک کے۔

(ترجمہ شعر) جب ٹھکانہ پر پڑی تو دل سے آواز آئی کہ تیر نظر کہاں سے ٹکلا اور کہاں

جالگا۔

بادشاہ آپ کو دیکھ کر پہلے تو حیران ہوا۔ پھر اس کے بعد آپ کا حال دریافت کیا

کہا: (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے اس باغ میں نو وارد تو کون ہے؟ اے آیت نور یہاں کیسے آیا ہے!

۲۔ اے سر وقامت تو کون ہے؟ اے سچائے زماں تو کس کے علاقہ کے!

آیا ہے؟

اس طرح کی باتیں کیں اور معافدے کے لئے آنجناب کو اپنی آغوش میں

لیا۔ آنجناب نے اپنا دامن مبارک کھولا اور فرمایا:-

۱۔ ہم تو اس کو بہستان عالم میں ایک خشک خشک کی مانند ہیں۔

ہوا کبھی ہمیں سیدھا اور کبھی دائیں بائیں اڑا کے لے جاتی ہے۔

الغرض بادشاہ نے آنجناب کا ہاتھ پکڑا اور آپ کو شامی دربار میں لے گیا۔

پہ کی بے پناہ عزت و تکریم کی اور آنجناب کی مہمان نوازی کی۔

رباعی

عشاق کے جسم سے سارنگی کی طرح آواز آتی ہے۔ جبکہ بادشاہ ایک فقیر

نہم بوی کے لئے آتا ہے۔

اگر عاشقوں کے ذوق کے دسرخوان پر کبھی کی جگہ ہا آ جائے تو تعجب نہ کر۔

جب ایک ہفتہ کا وقت ایک ہی جگہ گزر گیا۔ تو عقیدت کا شعلہ اس طرح

نہم کے دل میں مشتعل ہوا کہ آخر کار بادشاہ بھی اپنے تمام درباریوں کے ساتھ آپ

میں میں شامل ہو گیا۔ اور آپ کی اطاعت حکم کے لئے سر تسلیم خم کر دیا۔ جس

بادشاہ نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ تو تیس افراد نے آنجناب کے دست حق پر

س کی سعادت حاصل کی۔ پھر اس کے بعد ہر دن شہر کی اور فوجی جوق در جوق بیعت

کے لف ہوتے رہے۔ ایک دن بادشاہ نے جناب والا سے پوچھا کہ آنجناب اس

نہم کس وجہ سے تشریف لائے اور اس باغ کی شان دوبالا کرنے کا سبب کیا

آنجناب نے حقیقت حال بیان فرمائی اور اسرار سے پردہ کشائی فرمائی کہ

یادست کے شوق کی ہوائ نے یہاں پہنچا دیا۔ اور عبداللہ حاجب نے اس باغ میں

آباد اور میرے دل کی کل کو پھول کی طرح کھول دیا۔

رباعی

کہوں کہ نہ جاؤ؟
۱۔ آپ
۲۔ جس وقت جتا
فرمائیں۔

(ترجمہ اشعار)

۱۔ پہنچو
۲۔ نہیں کرے گا تو
۳۔ آزاد
۴۔ تیرے چہرے یعنی مظاہر
۵۔ اس تحریر
۶۔ اگر تو
۷۔ اندر ہی کے لئے
۸۔ اگر تو
۹۔ دنیا کو
۱۰۔ اگر کوئی
۱۱۔ دانی نہ ہو تو
۱۲۔ سلطان

۱۔ میرے دل کو اس کے تیرے نشانہ بنالیا۔ اور میں رسوائی کے ساتھ ہر جگہ
افسانہ بن گیا۔
۲۔ میں اس بے نشان کا نشان نہیں پاتا ہوں۔ باد صبا کی طرح ہر طرف بکھرا
ہوں۔

بادشاہ نے جمال و آراہ کو دیکھا اور آپ کی بات کو بغور سنا اور اپنی غفلت
زار زار روپا۔ اس کے بعد عبداللہ مذکور کو طلب کیا اور اسے شای خلعت اور کٹیہ اس
سے نوازا اور کہا: (ترجمہ اشعار)

۱۔ اللہ تمہیں جزائے خردے کو تو نے کیا ہی اچھا کام کیا ہے۔ اللہ تجھے معاف
کرے کہ تو نے کیا ہی اچھا کام کیا ہے۔
۲۔ کہ تو نے غصہ کو اس وادی میں پہنچایا ہے۔ اور مجھ کو غفلت کی تار کٹی ہے۔
۳۔ ربائی دلائی۔
۴۔ تو یہ گمان کرتا ہے کہ میں بادشاہ وقت ہوں لیکن درحقیقت ہم عمدہ امتہ
وجہ سے کامران ہوئے۔

الغرض بہترین اتفاق تیرا میر کی وجہ سے عبداللہ مذکور اور اس کے اہل و عیال
نے یہ نعمتیں پائیں۔ ایک دن آنجناب نے بادشاہ سے رخصت چاہی۔ اور آسمان
دلیہ بیت اللہ شریف کی سلامی کا ارادہ کیا۔ اگرچہ بادشاہ اپنے مرشد کی جدائی اچھا نہیں
سمجھتا تھا لیکن آنجناب کی مرضی کے خلاف بھی نہیں کر سکتا تھا۔ لہذا اس نے کہا

(ترجمہ اشعار)
۱۔ اگر میں کہوں کہ چلے جاؤ تو یہ کہتا میرے لئے مشکل ہے۔ اور اگر میں

ہوں کہ نہ جاؤ تو حکم بدوئی ونا راہنگی کا ذریعہ ہے۔

۲۔ آپ کا حکم باننا ضروری ہے اور خلاف رائے اوب سے دوری ہے۔

۳۔ وقت جناب والا اس بادشاہ سے الوداع ہوئے تو آپ نے کچھ ہدایات دی گئیں۔

سلطان روم کو ہدایات

(ترجمہ اشعار)

۱۔ پرہیزگاری اور ترک دنیا کی کوشش کر اور چائی اور صفائی کو اپنا۔ اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو یہ حضور سرور کائنات بنتی سے بناوت ہوگی۔

۲۔ آزاد اور اچھے لوگوں کا راستہ اختیار کر۔ جب تو کھڑا ہے تو گرے ہوئے کا ہاتھ پکڑ۔ یعنی مظلوم کی مدد کر۔ تجھے اسی لئے بادشاہ بنایا گیا ہے۔

۳۔ اس تخت پر تو اس لئے آیا ہے کہ تو مظلوم لوگوں کا مددگار رہے۔

۴۔ اگر تو چاہتا ہے کہ آسمان سے تجھ پر رحمت ہو۔ تو مخلوق کی ہمدردی اور ولہاری کے لئے انجائی کوشش کر۔

۵۔ اگر تو اپنے لئے آرام چاہے گا تو ہر کچھ پر غیب سے مصیبتیں آنے کا خطرہ ہے۔

۶۔ دنیا کو انصاف سے آباد رکھ۔ اپنے دوستوں کو اپنی طرف سے خوش رکھ۔

۷۔ اگر کوئی شخص لوگوں پر ظلم کرے۔ تو ایسے فرد کو کسی کام پر نہ لگا اسے کوئی ذمہ

داری نہ سونپ۔

سلطان نے آنجناب کے ارشادات کو بہت پسند کیا۔ اور اس پر عمل کرنے

کے لئے دلی طور پر سرگرم ہو گیا۔

ہاں سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا کہ

لھجست کر جو غرض سے خالی ہوتی ہے۔ وہ ایک تلخ دوا کی طرح ہے جو بیماری و دور کرنے والی ہے۔

الغرض آئینہ خجائب کے تشریف لے جانے کے بعد سلطان نے وزیروں سے کہا کہ آئینہ خجائب کی بدایات کے مطابق عمل کرنا چاہئے کیونکہ دونوں کے گھوڑے کی باگ اس بلند مقام جماعت (اولیاء) کے قبضے میں ہے۔ اور سلطان تو محض برائے نام ہے۔

۱۔ درویش کو قناعت کا خزانہ عطا کیا گیا ہے۔ (درویش شہرت رکھتا ہے اور بادشاہ ایک عام شے ہے) نام اس کا درویش ہے لیکن وہ ہوتا سلطان وقت ہے۔

۲۔ بادشاہ کی طاقت نہیں ہے کہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکے۔ لیکن درویش، دیکھو کہ وہ کہاں سے کہاں تک پرواز کرتا ہے۔

قصہ مختصر کہ آئینہ خجائب بیت اللہ شریف میں پہنچے۔ بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور مدینہ شریف کی طرف رخت سربانہ صلا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے ساقی! آ جا ہمارے خانہ تہائی میں آ جا۔ جو ہمارے محبوب سے منور ہو گیا ہے۔ اس گھر میں آ جا۔

۲۔ غیروں کی نگاہ سے چھپا کر ایک پیلا پلا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس حسین خواب سے آنکھ کھل جائے۔

پندرہواں تحفہ:

آنجناب کا ایک مجذوب کی خدمت میں پہنچنا

جب آنجناب نے بیت اللہ شریف سے روانگی اختیار کی۔ اور مدینہ منورہ منجی کی سعادت کی آرزو سے روانہ ہوئے۔ تو سرزمین حرمین شریفین کے درمیان پہلے مسجد مدینہ جو بہت بلند تھی۔ آپ نے چاہا کہ اس مسجد کے اندر تشریف لے جائیں۔ تمہارا سا وقت آرام فرمائیں۔ چنانچہ جس وقت اس کے دروازے پر پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ ایک درویش آپ کا انتظار کر رہا ہے۔ آنجناب اس کی خدمت میں ہمہ کی سے گئے۔ وہ معرفت کی واہی کا خضر تھا۔ اس نے شکایت کے لئے اپنے لب کھولے کہ جناب خادم علیؑ ہوا اللہ مرقدہ ہر روز آتے ہیں اور ہدایت کے طور پر مجھے لکھ لکھ فرماتے ہیں۔ پاس آئے باپ کی جان، آپ کے تشریف لانے کے انتظار میں ہوں عرصہ ہو گیا ہے اور آپ کے انتظار میں مجھ پر کیا کیا مصیبتیں آئیں۔

آپ کے انتظار نے شتر کا کام کیا، افسوس ہے، بلکہ بستر پر کانے کا کام کیا ہے۔ افسوس ہے۔

انتظار کرنے والا ہر لمحہ انتظار میں جھلا ہوتا ہے اور سانس دل میں خنجر کا کام کرتی ہے، افسوس ہے۔

ان غرض وہی بادشاہ کہ جو آپ کی مبارک ملاقات کا قید کی تھا۔ اس نے مسجد لمہ فرش پر آنجناب کے زانوئے مبارک پر اپنا سر رکھا اور ساتھ ہی اس جہان فانی سے لہو لگے۔ اور غلہ بریں میں پختی گئے۔ لہو آپ نے اپنے آپ کو اپنی حالت میں نہ لکھ لکھ کر ایک لمحہ کے بعد آنجناب ایک حال سے دوسرے حال کی طرف لوٹے۔

غزل

- ۱۔ آپ کو اپنے آپ کی کوئی خبر نہ رہی اور مدہوش ہو گئے کہ یارب یہ کیا نفوس
سنائی دیا۔
- ۲۔ جب آپ کے دل میں کشمکش خف نے جوش دیا تو ان کی غمش کے ساتھ ہر
آنکھوں سے۔
- ۳۔ اس کے خراب حال پر نظری۔ فرشتوں نے کہا کہ پریشان نہ ہو۔
- ۴۔ یہ مجذوب کے جذب کا طریق ہے۔ اس نے اپنا بوجھ اتار دیا ہے اور اپنے
فرض سے سبکدوش ہو گیا ہے۔
- ۵۔ یہ بوجھ جب اس کی گردن پر پڑا تو اس نے ایسا کیا جیسا تو نے دیکھا۔

رباعی

- ۱۔ محبوب جس وقت عشق اختیار کرنے والوں کی طرف رغبت کرتا ہے۔
عاشق دل شکستہ فوراً جان دے دیتا ہے۔
- ۲۔ معشوقوں کی کشش عاشقوں کو مست اور بے جان کر دیتی ہے۔ سیلاب
جب طغیانی پہنچتا ہے تو وہ طوفان بن جاتا ہے۔
- ۳۔ اس اتفاق کی کیفیت یوں ہے کہ وہاں کے باشندوں میں سے ایک شخص
وہاں آیا۔ اس نے اس حال کو حیرت سے دیکھا۔ فوراً شہر کی جانب لوٹا اور یہ واقعہ
کے حاکم کے گوش گزار کیا۔ وہ رئیس جو چپائی کے زیور سے آراستہ تھا۔ اس نے جہاں
سے اپنے شہریوں کو آگاہ کیا اور تجویز و تفسیر کا انتظام کیا۔ اور خود وہ فوراً اس مسجد میں

اور ان شہریوں کے اتفاق سے اس درویش کو فون کیا۔ جونہی وہ اس کام سے نہ سنے تو انتہائی عزت و احترام کے ساتھ آنجناب کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور رے آدمی اور رفیق افروزی کے لئے انتہائی ادب کے ساتھ اپنے ہاں مدعو کیا۔ آنجناب نے خود داری کی وجہ سے اس سے کنارہ کشی اختیار فرمائی۔ آپ اس دکان کی شراب کے نشے میں اس قدر مست تھے کہ اس کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دیا۔ اور جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کے اس حال کے بارے میں کوئی نہ اور تشریح نہیں کی جاسکتی۔

۱۸۔ ایسا جنگل جو بہت وسیع اور پر خوف تھا۔ اس میں ہر قدم پر سیکڑوں قسم کی جاندار تھیں۔

۱۹۔ اختر آنجناب اس جنگل میں قیام فرما ہوئے۔ اور یہ شعر پڑھتے تھے۔
 شعر (مسلمانوں اور آتش پرستوں کے شور سے تو نے فارغ کر دیا۔ اے جنوں سے ارادہ پھر لگاتا ہوں کہ تو نے مجھ پر کیا احسان کیا کہ میں اپنے آپ کو ہی نہ ماروں۔)

۲۰۔ حق یہ ہے کہ جنوں کے جنگل کو طے کرنے والوں کو شہر داروں اور بازاروں سے بے واسطہ نہیں ہوتا اور تکلیف برداشت کرنے والوں کو دشت غربت کے کیڑوں کی چھجن باغ کے پھولوں سے زیادہ بھلا لگتی ہے۔

۲۱۔ (شہر) ماسٹوں کا مقام جنگل ہے۔ شاخ و ٹہل ماسٹوں کے لئے بام کی حیثیت رکھتا ہے۔

آنجناب سلوک کے طریق پر دن عبادت میں گزارتے اور رات ریاضت

ت کے جال میں

۱

آنجناپ

ن کا زور کچھ کم ہو

دائیں آپ کے خیا

نص نے بریکسل تیز

ن جس جگہ مولا کلو

دائیں نہیں دیکھا

ن نے اس کے

نیاں ابھرا۔ جو

ن بھی دیکھا

دلی خواہش آپ کو

ن جہاں وہ کتر

ن اپنے کا خواہشمند

ن وہ آسمان پر

ن کے رشتہ آسٹری

ن چائیکس آنج

میں بسر فرماتے۔ قدمِ اطاعت کے معاملے پر کہتے تھے۔ اور اس قدر جذب کی شراب
میں مست و مہرشار ہو گئے کہ عقل کے اعتبار کے حلقے سے باہر نکل گئے۔

(ترجمہ شعر) جس جگہ عشق جنگ کرتا ہے وہاں سے عقل کا لشکر بھاگ جاتا ہے۔

آنجناب چند سال اپنے حال سے بے گانہ ہو کر بے خودی کے عالم میں

ڈوب گئے۔ اور بے خودی کے مدرسہ میں مدھوشی کا درس پڑھتے رہے۔ مخالف

غزل ہے:- (ترجمہ اشعار)

۱۔ جس جسم کو عشق نے وطن بنالیا ہو۔ وہاں سے جان پرواز کر جاتی ہے۔

مہمان کے حوالے کر کے میزبان ہو جاتا ہے۔

۲۔ جس کسی نے کمان جیسے ابرو کو دیکھا۔ اسے پوشیدہ تیر لگا اور اس کے منہ

چبچ نکلی۔

۳۔ جب عطار نے اپنی لکیش کو تار تار کر دیا۔ تو وہ عشق کی کان میں گر پڑا

دکان سے اٹھ گیا۔

۴۔ عشق کے جوش میں جب منصور نے سولی پر سڑھایا۔ دوست کی قید۔

طعنہ زنی دشمنوں کی قید میں چلا گیا۔

۵۔ خدا کے عشق میں کر بلا میں شہید ہونے والے اپنی جان سے گذر گئے

اپنے گمروں کو چھوڑ دیا۔

۶۔ جو شخص عشق نہیں رکھتا وہ حرم و ہوس کا قیدی ہوتا ہے۔ جب کنویں میں

اور آگک بن گئی تو حواں اٹھا۔

۷۔ شہید نے دین و دنیا سے ہاتھ جما ڈیئے۔ اس دنیا کی قید سے وہ گزر گیا

ت کے جاں میں بھنس گیا۔

آنجناب کے پیراللم میں پہنچنے

اور بنی جان سے ملاقات کا بیان

آنجناب کچھ دن اس جنگل بیان میں بھرتے رہے۔ انھیں جب جذب و
ن کا زور کچھ کم ہوا تو آپ دوسری طرف متوجہ ہوئے اور ملک شام کی سیاحت کی
واہش آپ کے خیال میں پختہ ہو گئی۔ آخر کار آپ اس ملک میں گئے۔ ایک دن ایک
لکھنے نے برہنیل تذکرہ بیان کیا کہ اس کے نزدیک ہی پیراللم کے نام کی ایک جگہ
ہے جس جگہ مواعلی کے سوا اہل اسلام میں سے آج تک کوئی نہیں پہنچا۔ اور کسی نے
وہاں نہیں دیکھا۔ جو شخص وہاں گیا وہاں نہیں آیا۔ ہر دیکھنے والے، بیان کرنے
والے نے اس کے بیان میں قدرے مبالغہ کیا۔ چنانچہ والا کے دل میں اس مقام کی
ہشیاں ابھرا۔ جو کہ زمانے کے عجائبات میں تصویر کی جاتی تھی۔ اور دل میں سوچا
کہ کوئی دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ اس کی تمنائیں ہر طرف بھڑے۔ بھرا چانک آپ
لی خواہش آپ کو وہاں تک لے گئی۔ (تہجد اشعار)

جہاں وہ کنواں ہے جو خوش کوثر کے پانی والا ہے۔ کہ سورج بھی برہنہ اس کا

ہینے کا خواہشمند ہے۔

وہ آسمان پر گردش میں تھا کہ اس نے اچانک دیکھا کہ آسمان بھی اس کو نہیں

شوق آب فوٹی میں اس کا چکر لگا رہا ہے۔

اچانک آنجناب اس کو نہیں پرآئے اور بھائی شوق کے ساتھ نیچے اترے۔

جہاں سے گذرے تو آپ نے وہاں ایک جانب ایک چھوٹا سا دروازہ
 دیکھا۔ جب آپ اس سے گزر گئے تو اس کے اندر دیکھنے میں محسوس ہوئے تو آپ نے اس
 میں ایک بادشاہ دیکھا۔ وہاں کے رہنے والے انتہائی خوشحال دیکھے۔ لیکن وہ جیتے نہ
 وہاں ٹھہرے ہوئے تھے وہ انسانوں میں سے نہ تھے۔ بلکہ وحشی لوگ تھے۔ ان میں
 سے کچھ نے جب آپ کو وہاں دیکھا تو وہ حیران ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ
 تعریف لانے کا ذکر ان کے بادشاہ شاہ عبدالرحمان کے پاس پہنچا جو جنات کا بادشاہ
 تھا۔ وہ درپردہ حیرت میں آگیا۔ اس حال کے معلوم ہونے کی وجہ سے فوراً اپنے عبداللہ
 نامی بھائی کو اس نے آپ کی خدمت میں بھیجا۔ جیسے ہی وہ آپ کی خدمت میں پہنچا
 آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر وہ پھول کی طرح مکمل اٹھا۔ اس نے ایک بار صعب
 جمال والے شیخ کی صورت دیکھی۔ واقفانہ خیال پاک کی آں کی شان آپ کی پیشانی
 سے ظاہر ہو رہی تھی۔ اور حیدر کرار کی شوکت آپ کے چہرہ اور سے دکھائی دے۔
 تھی۔ جو حور کے لئے بھی باعث رشک تھی۔ وہ حور کہ جواز سر تا پیرم پر اپنا نور ہے۔
 (ترجمہ شعر) اس نے ایک ایسا حسن و جمال والا چہرہ دیکھا جو مکمل طور پر بے مثال
 کمال تھا۔ وہ چودھویں رات کے چاند کے سامنے کہلی رات کے چاند کی مانند تھی۔
 اسلام کے طریقہ کے مطابق اس نے سلام کیا اور اپنی پیشانی آپ
 مبارک پاؤں پر رکھی۔
 (ترجمہ شعر) کہا کہ اے میرے قلبزدین و ایمان آپ کا آتما مبارک ہو یہ آپ
 ہے کہ آپ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔
 آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ اس شعر کے دیکھنے کے سوا میرا یہاں آنے کا کوئی مقصد نہیں
 ہے۔

پہلے مولا علی

پہلے مولا علی

پہلے مولا علی

پہلے مولا علی

پہلے مولا علی

پہلے مولا علی

پہلے مولا علی

اللہ مذکور نے دیکھنے اور سمجھنے کے مطابق آپ کا نام و نسب پوچھا۔ اور بادشاہ
 قہر خاں سے بیان کیا کہ ایک حسین و جمیل نوجوان بہترین عادتوں والا،
 کے خصال والا، عورتوں جیسے چہرے والا، مہتمم النور خداوندی، آل نبی، اولاد
 قہر خاں فرمایا ہوا ہے۔ اور ظاہری طور پر صرف اس شہر کی سیر کے لئے تشریف فرما
 ۔ ان کا آپ کے دربار میں آنا صرف اور صرف اس جن و بشر کے بادشاہ کی
 ہے کسی اور کی مدد اور یاری اس میں شامل نہیں۔ جو بھی یہ حال جنوں کے
 ۔ مانتا تو اس کے وجود پر کھنکھاری ہو گئی۔ ایک ڈراس کے دل میں پیدا ہوا اور
 ۔ کی جانب دوڑا۔

نہر جب دور سے اس جنوں کے بادشاہ نے آپ کو دیکھا تو اس نے آپ کی
 ۔ کے لئے اپنی زبان کھولی۔
 ۔ لہجہ بک کے قریب پہنچا تو اس نے یہ اشعار ترنم کے ساتھ پڑھے:-

غزل

آپ موراہلی کے باغ کے پھول کی خوشبو ہیں۔ شرق کے صاف آئینے کے
 پہا چہر کا نور باعث رنگ ہے۔
 نور جمال آنجناب کمال طور پر آپ کے رخ انور پر جلوہ گر ہے۔ اور آپ کی
 نہایت آنک کے خلق کے اختر کا ایک باب ہے۔
 موراہلی کے خاندان کے ساتھ آپ نسبت رکھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ
 جس کا نسب بھی رکھتے ہیں۔

- ۴۔ آپ کا دست مبارک جس پر سایہ کرتا ہے تو اس کی قسمت سکندر کے تخت جیسی ہو جاتی ہے۔
- ۵۔ ہمیشہ ہدایت کا پلار آپ کے ہاتھ میں رہے جب تک نیلگوں آسمان میں ہے۔

پھر اس کے بعد جناب والا کو انتہائی عزت اور احترام کے ساتھ آپ کے مقام میں اپنے ساتھ قیام کرنے کے لئے گئے۔ اور بہت ہی خاطر تواضع فرمایا۔ اور آپ کی نوازی کی۔ اور آپ کا بے حد شکر ادا کیا۔ قصہ مختصر وہ وقت تک آجنباب کو آپ سے جدا نہ کیا۔ چار روز تک آپ کی اطاعت میں وہ مشغول رہے۔ اس کے بعد کترین کیا حالات بیان کر سکتا ہے۔ آجنباب سے بیعت اختیار کرنا اور آپ اللہ شریف میں پہنچانے کے حالات کو تفصیل سے میں بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آپ اپنے اکثر رازوں کو ظاہر نہ کرنے کا سختی سے حکم فرماتے کہ ان باتوں کو میری اہل کے بغیر کسی کے سامنے ظاہر نہ کرو۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ اے دل جو شخص روشن دل رکھتا ہے۔ وہ اپنے رازوں کو کہنے کے لئے میں پوشیدہ رکھنا بہتر سمجھتا ہے۔
- ۲۔ تو نے نہیں سنا کہ راز تک دل کے اندر پوشیدہ ہوتا ہے۔ جیسے پتھر کے دل میں موتی پوشیدہ ہوتا ہے۔

الخصرا یک رات وہ بادشاہ آجنباب کو طواف حج کے لئے الوداع کر رہے تھے۔ راضی ہو گیا۔ آجنباب نے سحری کے وقت جب ایک لمبی چادر اپنے چہرہ والوں پر ڈالی۔ بیت اللہ شریف کے اندر اپنے آپ کو پایا۔ طواف سے فراغت کے بعد آجنباب

اور ادراغ کیا۔ اور ہاتھ دعا کے لئے اور زبان ان کی ہدایت کے لئے کھولی۔
 (اگر تو بزرگی چاہتا ہے تو ہمت اور کوشش کر۔

ملاوہ از یہ ارشاد فرمایا کہ چونکہ جنات کی اکثر قومیں دین اسلام سے نلی ہیں۔ ان سے استرا کرنا چاہئے۔ مگر اتنا غصہ اور تاجائز سلوک نہیں کرتا جس کی وجہ سے آپس میں خرابی واقع ہو۔ اور جنگ، جھگڑا اور فساد کا دروازہ کھلے۔ اور خدا تاقائم کرنا چاہئے کہ کفر اسلام پر غالب آجائے اور اہل اسلام کے اہل برائی واقع ہو جائے۔ جیسا کہ عقلمندوں کا کہنا ہے۔۔۔ (تہذیب اشعار)

جنگ اور صلح بے موقع کام نہیں آتیں۔ پھول کی جگہ پھول اور کانے کی جگہ

باد رکھ کہ صاحب قرآن سکندر (ذوالقرنین) باطنی طور پر صلح رکھتا تھا اور
 بے کرتا تھا۔ یعنی وہ جنگ بھی صلح کی خاطر کرتا تھا۔

شاہ جنات نے یہ تمام ہدایات دلی طور پر قبول کیں اور رخصت ہوا۔ اور ملن
 اور اندھ ہو گیا۔ اور کبھی کبھی آپ کی قدم بوسی کا وعدہ وقتہ رخصت کیا۔ چنانچہ

۔۔۔۔۔ اس وعدہ پر قائم ہے۔ (تہذیب اشعار)

آج، اے ساقی! آج۔ جو حور کے لئے باعث خیرت اور باعث رشک

۔۔۔۔۔ چہرہ انور کی وجہ سے سورج کا چرخ روشن ہے۔

ایسی شراب دے جو خورشید کی طرح روشن ہو۔ جیشید کے پیالے کو گردش

سوالہاں تحفہ: آنجناب کے حلم و حیا کے بیان میں

آنجناب کا حلم و حیا اس قدر تھا کہ اگر آپ کے طالبوں اور مریدوں میں ایک بھی ایسی حرکت ہو جاتی کہ جو موقع کے مناسب نہ ہوتی تو جناب والا اس پر واہ نہ کرتے۔ اور اگر کسی آدمی نے آنجناب کے سامنے غلطی کا ارتکاب کیا تو وہ نادیم ہو کر آئندہ کے لئے آپ کے سامنے ایسی غلطی سے پرہیز کرتا۔ اور صدقاً دل تو بہ کر کے صحیح طور پر باطن کی صفائی کے لئے اپنی زبان سے تائب ہو جاتا۔

مؤلف ہی کے اشعار ہیں:- (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ صاحب دل اپنے باطن کے زور سے کام کرتے ہیں۔ سینکڑوں ہوؤں کو اپنی نگاہ سے ہوشیار کر دیتے ہیں۔
- ۲۔ مخبر نہیں مارتے مگر جگر چاک کر دیتے ہیں۔ شکا نہیں کرتے مگر تین

شکا ڈال دیتے ہیں۔

آنجناب ہمیشہ تسلیم و رضا پر عمل کرتے۔ اور برے افعال میں ملوث نہ ہوئے۔ اور غضب و دنیاوی محبت و شہرت، جھوٹ، ریا کاری، کوئی ذکر و فکر و غبت اور رسد کے طور پر ہرگز نہ کرتے۔ اگر کوئی آدمی از خود پریشانی، بیکاری، تکلیف، عیال داری کی تکالیف بیان کرتا تو آپ کا پرزوا کست دل اس کی باتوں کو نہ مانتا۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ اگر تو گل ریحان کے کئی گلدستے بلبلی کے سامنے رکھے تو پھول کے سوا اس کا دل کسی اور چیز کو نہیں چاہتا ہے۔

اس کے لئے خزاں ہی ہوتا ہے اگرچہ بہار کا موسم ہی ہو۔ جیسے سرورِ وقت
جیسا ہی رہتا ہے۔

وہ دونوں جہانوں کے نگاروں سے آزاد ہوتے ہیں۔ پار کے وصل سے ان کا
موت ہوتا ہے۔

آجاء اے ساقی! آجاء اے محضوں کی جان آجا، کہ میں محبوب کے چہرے پر
وہ عاشق ہو گیا ہوں۔

مجھے جام دے تا کہ میں محبوب کی شکل و صورت کو دل سے دھو ڈالوں اور
جہانوں سے کنارہ کش ہو جاؤں۔

”تہواں تھقہ: بائیس سال کی عمر میں مجاہدہ کا راستہ اختیار

کرنے کے بیان میں

آنجناب مجاہدہ کی پابندی کی وجہ سے ہر قسم کے گوشت، دودھ، انڈے،
پیاز، ملتھیت، مہولی، پان وغیرہ سے پرہیز کرتے تھے اور حقہ پینے کی طرف
موجہ نہیں کرتے۔ اور چارپائی اور تخت پر آرام نہ فرماتے۔ اور مزید احتیاط یہ کہ
انڈیا شد ضرورت کے لئے بھی چوکی وغیرہ استعمال نہ فرماتے۔ کسی کے دل کا
پہنچنے سمجھتی کہ بلا وجہ ریل کے علاوہ جانور پر بھی سواری نہ فرماتے۔ صلیات کو
بہ اند فرماتے۔ آپ کے موعئے مبارک اور سرائق کو کبھی خشک نہ پایا گیا۔ آپ
فرماتے اور تہمتیں فرماتے۔ مہارت کو کبھی نہ چھوڑتے۔ ہر لمحہ ستر سے
دامع اپنے رکھتے۔ الغرض نبی پاک ﷺ کے عودہ طریقے یعنی سنتِ مطہرہ کو

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

نہیں دیکھ سکے

انہی کے لئے دل سے کوشش دینی فرماتے۔ بزرگوں کی حکایات اور قصے انتہائی

رفعت کے ساتھ سنتے۔ مخالف کے شکار:- (ترجمہ)

۱۔ دوست کا ذکر دوست کی گھر اور دوست کا عشق، یہی زخمی دل عاشقوں کا کام

ہے۔

۲۔ جو شخص محبوب کی زلف کا قیدی ہو گیا، تو ناگھوں کی نصیحت اور قید و بند اسے

کوئی کام نہیں دیتی۔

۳۔ اگر کوئی شکاری کسی شکار کو جال میں پھنسا لے، تو اس کی قید سے شکار یہ

آزاد ہو سکتا ہے۔

۴۔ عام شخص تو عشق کی آگ پر سر رکھتا ہے، لیکن عشاق آگ کی چنگاری

پڑتے ہیں۔

۵۔ عشق کو دیکھ کر خواب میں پسند نہ لگتا ہے، ہکٹتا ہو گئے۔

۶۔ جب شکار کی ہوا سر میں ماتی ہے تو معشوق خود عاشق کو مل جاتا ہے۔

۷۔ وارث کے لئے یا رکاوٹ مل نہیں ہے تا کہ معشوق عاشق کو شکار کر کے۔

جناب باری تعالیٰ عزاسمہ نے آپ کو گوشت کی لذات کے لئے

طریقوں سے استعمال سے آپ کو بچا کر رکھا یعنی گوشت میں گوشت اور گوشت

ساتھ گوشت اور گوشت پر گوشت اس کے باوجود ساری زندگی آپ نے جسمی حاجات

محموظ رکھا۔ اور ہمیشہ صراطِ مستقیم پر ریاضت، قناعت، صبر و حلم، زہد و ورع، چلبہ،

توکل، شکر میں اپنے آپ کو مضبوط اور مستحکم بنایا۔ اور پچاس سال کی عمر تک:

پیاروں کے لاحق ہونے کی وجہ سے جسمانی کمزوری نے راہِ نہ پائی۔ آنجناب

نہی نبی کے ساتھ بڑے اصرار کے بعد کامل اعتقاد والے سریدوں کی جماعت کو
نہی کمانے کی اجازت عطا فرمائی۔ اگر کوئی شخص آپ کی دعوت کرتا تو وہ ہر قسم کے
نہی کو اپنے دسترخوان کی زینت بناتا۔ آنجناب دعوت قبول فرماتے اور شامل
نہی اور میزبان کے پاس خاطر کے لئے اس کے شور بامیں ہاتھ رکھ لیتے۔ (ترجمہ)

جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر کمر بستہ ہو جاتا ہے۔ وہ دل کی پریشانی

اور احوال کو پسند نہیں کرتا ہے۔

توجہ کے ذریعہ سے حق تعالیٰ سے معافی مل سکتی ہے۔ لیکن نونے ہوئے دل کو
نہی نہیں جوڑا جاسکتا۔

آنجناب کی عادات مبارکہ کا مختصر سا بیان

آنجناب ہر وقت نگاہ اپنے قدم پر رکھتے یعنی نیچی رکھتے تھے اور محفل میں بھی
نہی۔ یعنی یاد اللہ میں محفل کی گہما گہمی سے کنارہ کش رہتے۔ سفر و وطن کی طرف،
نہی اوقات ایک رات کے سوا کہیں قیام نہیں کرتے۔ اور حقیقی آخر دی و وطن کی
نہی گامزن رہتے۔ حضور کی میلا و شریف کی محفل میں آنجنابی رغبت کے ساتھ شریک
نہی۔ قیام کے وقت ہمیشہ سب پر ہیبت کرتے۔ جلسہ کے اختتام تک منور بان
نہی بیٹھے۔ اور زیادہ تر بیچ آیات مقدسہ پسندیدہ قرات کے ساتھ پڑھتے۔ نبی
نہی کے فضائل بہترین علماء سے دل و جان سے سنتے۔ محرم کی پہلی تاریخ سے
نہی اور مرد سے اجتناب فرماتے۔ اور نوبی رات سے دسویں کی شام تک کوئی چیز نہ

دلی یا پائیند:
نے سے نہر
اتے کہ اس کا
بہ ایک دن ایسے
وشی کی میں۔
ہوں کے کر۔
ات کے آنسو

بڑے
وں میں گزرتی
آپ۔
ہے۔
اس شہر
تے ہاتھ دھو
زشتہ
ہاتھ سے اس
طیب۔
ہوں۔

کھاتے۔ درد شریف پڑنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں خوب کوشش فرماتے۔ عشرہ محرم گزرنے کے بعد اگر آنجناب کی رہائش گاہ پر مشہور و معروف گروہوں میں سے کوئی ایک گروہ انتہائی خوشی سے حاضری دیتا تو اجازت دے دیتے۔ محفل سماعی کرنے کی بناء پر نہ خواہش کرتے نہ منع فرماتے۔ وہ کاروباری لوگ، بازی گر آپ کو خوش کرنے کے لئے اپنے کھیل تماشے اور کتب دکھاتے۔ اس لئے اپنے لئے منفیہ اور بہتر خیال کرتے۔ مگر کسی کو بھی یہ واقفیت نہ ہوگی کہ آپ گویا کون سا کرب سار کرب پسند آیا اور نہ کسی کے گیت پر کان رکھتے اور نہ کسی کی آواز سے متاثر ہوتے۔ رباعی از مصنف (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ عاشق خانقاہ یا مندر سے کوئی غرض نہیں رکھتا، وہ قلب کی طرح کسی نیلے طرف توجہ نہیں رکھتا۔
- ۲۔ جب تک پھول باغ میں جلوہ گر نہیں ہوتا، پھل باغ کی طرف سیر کر رہا۔ خواہش نہیں رکھتی۔

اٹھارہواں تختہ: آنجناب کی صاف گوئی

اور کرشمہ رعنشق کا تھوڑا سا بیان

آنجناب بغیر سچائی کے کوئی بات نہ کرتے اور جھوٹوں کی باتوں کو غلط سمجھتے۔ فضول باتوں سے نفرت کرتے۔ ایسی بات کہ جو کسی پر بوجھ بنے وہ زبان گزرنے لگتے تھے۔ ایسے معاملے میں کہ جو شہرت کا سبب بنتا اور جس میں ذاتی ہوتا ہرگز اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ تعریفی کلمات اپنے حق میں پسند نہ فرماتے۔

وہی تاج ناپسندیدہ بات پہ کبھی نہ لاتے۔ کسی کا عیب تلاش نہ کرتے۔ کسی کو بات
نے سے نہ روکتے۔ سننے والوں کو دل نشیں کلمات کے ساتھ اس طرح فریفتہ
ماتے کہ اس کا لطف ان کے دل سے نہ جاتا۔ مثال کے طور پر کہانی بیان کی جاتی
ہے۔ ایک دان امین آباد کے مقام پر، جو کھنڈ کا محلہ ہے، ایک شخص نے آنجناب سے
طش کی کہ میں نے تمام عمر لغویات میں صنائع کر دی ہے۔ اور جوانی کے دنوں کو تاج باز
ہموں کے کرنے میں صنائع کر دیا ہے۔ اب گزشتہ زندگی پر افسوس کرتا ہوں اور
ہامت کے آنسو روتا ہوں۔ اور حسرت کے آنسو بہاتا ہوں۔

غزل

بڑے افسوس کی بات ہے کہ زندگی محرومی کی نیند میں گزر گئی۔ زندگی پریشان
لاہوں میں گزر گئی۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔
آپ کے رخ انور کا مصحف جب نظر آیا۔ تو دل زلف کی پیچیدگی میں الجھ گیا
ہوئی ہے۔

اس شوخ نے قتل کر دیا لیکن قتل ہونے والے کو نہ دیکھا۔ شائق قتل ہو گیا اپنی
ساتھ ہمو بیٹھا۔ افسوس کی بات ہے۔

گزشتہ رات میں سویا ہوا تھا اور وہ خواب میں آیا اور وہیں چلا گیا۔ چاکل
ہاتھ سے اس کا دامن چھوٹ گیا۔ افسوس ہے۔

طیب نے میرا علاج کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ میرا کام تمام ہو گیا اور علاج سے
بڑے افسوس ہے۔

عشق جس کو

عشق زور

کبھی خواب

کبھی کافروں کے

کبھی اہل دار

کبھی معشوق

کبھی جاتی بھی

اس کا حسن

تیرے دکھ سے

کبھی کبھی

اس کو دیکھتے

کبھی کبھی

۶۔ اس کا نازک مزاج بہت برہم ہو گیا۔ میری فریاد معشوق تک پہنچی۔ افسوس

ہے کہ اس پر کوئی اثر نہیں۔

۷۔ کئی بار ہمارے پاس موت آئی اور ہم کو اس نے نہ پایا۔ وارث کے

پریشان ہار کر چلی گئی۔ افسوس ہے۔

خدا را میری اہمیت کو درست فرمادیں۔ اور میری توجہ ہدایت کے راستے

طرف پھیر دیں۔ تاکہ میں آپ کے عشق میں جلا ہو کر باقی زندگی گزاروں اور ان

عشق میں ہی میں مشغول رہوں۔ اور کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ عشق کیا چیز ہے۔

عاشق کون ہے۔ اگر عشق محبت اختیار کرنے کی طرف اشارہ ہے عورتوں کے ساتھ،

بے ریش بچوں کے ساتھ تو میں کئی بار اس میں جھلا رہا ہوں۔ مگر صرف دنیا و آخرت

کے نقصان کے سوا کوئی شے حاصل نہیں ہوئی۔ آنجناب نے فرمایا اگر تو عشق کی حیثیت

نہیں جانتا ہے۔ تو پھر تو عشق کرنے کا طریقہ کیسے جان سکتا ہے۔ اس نے کہا یہی بات

ہے۔ اسی وجہ سے میں اپنے کام میں پریشان ہوں۔ اور اس کام کا طریقہ وہ نہیں

نہیں جانتا۔ تو آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ عشق تین حرفوں سے مرکب

ہے۔ ش۔ ق۔ عین۔ اشارہ کرتا ہے ظاہری اور باطنی عبادت کی طرف۔ اور ش تاکید

ہے شرح شریف کی شرائط کو ادا کرنے کی، انتہائی شوق کے ساتھ۔ اور ق ممانعت

کرتا ہے اور انتہائی ذوق کے ساتھ اپنے آپ کو قربان کرنے پر راضی کرتا ہے۔

یعنی عشق ایک بے مثل گواہ ہے اور محبوب کی محبت کے آثار میں سے ایک ایسا

ہے۔ کوئی جس کی کو معشوق بناتا ہے تو وہ اپنے آپ کو عشق کی زنجیروں میں جکڑ

ہے۔

اشعار

عشق جس جگہ اپنی شمع روشن کرتا ہے۔ پروانے کے پر کی طرح عاشق کو جلا

عشق نہ نور ہے اور نہ تاری ہے اور نہ ہی ایک چنگاری ہے۔ یہ ہر وقت اپنا نیا

نیا ظاہر کرتا ہے۔

کبھی خواب میں آتا ہے۔ اور عقل و ہوش کو لے جاتا ہے اور کبھی آواز کی

ت میں کانوں کے ذریعے باعث آزار جان بن جاتا ہے۔

کبھی اہل دل کے عقلی ظاہر ہوتا ہے اور کبھی پریشان دلوں میں اپنی منزل بنا

کبھی معشوقوں کے چہرے سے جلوہ نمائی کرتا ہے۔ میری اس بات کے گواہ

یہاں جاتی بھی ہیں۔

اشعار

اس کا حسن ہر جگہ ظاہر ہے۔ اور دنیا کے معشوقوں سے اس نے پردہ کر لیا

تیز نگاہ سے جو شے اچھی ہے اس کو دیکھ، کہ جو کچھ تو اچھائی دیکھے گا وہ اس

نہرو انور کا عکس ہے۔

اس کو دیکھنے کے لئے اس کا کوئی نشان سامنے نہیں ہے۔ پس وہ مابنا نہ طور

نہ پاتا ہے اپنا عاشق بنا لیتا ہے۔

مولانا جلال الدین روئی کہ جو پاک بازوں کے راستے کی رہنمائی کرنے والے ہیں۔

اور شان و شوکت والے مدہوش عاشقوں کے گروہ کے امام ہیں۔ انہوں نے مشق

شریف کے اوراق کو ہر ذوق کے نکات کے جواہرات سے مہر دیا ہے اور خصوصاً عشق

کی ابتدا میں بہت کچھ فرمایا ہے۔ جس کی مثال یہ ہے:-

۱۔ عشق کی پیاری تمام پیاریوں سے جدا ہے، عشق اللہ تعالیٰ کے اسرار کو مدعا

کرنے کا ایک آلہ ہے۔

۲۔ میں عشق کی وضاحت اور بیان کیا کروں، عاشقوں کے بغیر عشق کون جان

پہچان سکتا ہے۔

۳۔ عشق یہ نہیں ہوتا ہے کہ انسان لوگوں پر عاشق ہو، یہ گندم کے کھانے۔

نقد و پکار کرتا ہے۔

۴۔ وہ عشق جو رنگ کی وجہ سے ہوتا ہے، وہ عشق نہیں ہوتا آخر کار وہ پریشانی

باعث بن جاتا ہے۔

۵۔ عشق اس ذات کا پند اور اختیار کر کہ جسے تمام اولیائے کاملین نے اختیار

ہے، وہی عشق اختیار کر کہ اس کے فیض سے انہوں نے یہ شان و شوکت اور قرب الہی

حاصل کیا۔

۶۔ اگرچہ زبان کی تعمیر روشن ہے لیکن بے زبان عشق کی تعمیر اس سے زیادہ

روشن تر ہے۔

۷۔ آفتاب کی دلیل آفتاب خود ہی ہے۔ اگر تجھے دلیل کی ضرورت ہے۔

سورج سے منہ نہ موڑ۔

عشق اگر چہ حقیقی ہو یا مجازی بالآخر وہ ہماری رہنمائی کرنے والا ہے۔

حکایت حضرت رابعہ بصری

آنجناب نے اس سائل سے فرمایا کہ حضرت قطب الاقطاب مخدوم خوبہ
سید الدین، متحیر کارکنی کے ملفوظات کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ کہ رابعہ بصریؒ جو مقبول
۱۰۰ الہی تھیں۔ ایک دن عالی مرتبت حضرات خوبہ حسن بصریؒ، حضرت مالک
اور حضرت شفیق بلخیؒ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جناب موصوفہ کے
تصوف کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ جناب نے ان تینوں کی طرف دیکھا اور ان سے
کہا کہ عشق کیا ہے اور عشق میں کامل کون ہے۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اگر معشوق عاشق کو کسی معصیت کے ساتھ
کئے تو عاشق اپنی جان کی پرواہ نہ کرے یہ عشق ہے۔

۱۰۰ شعر) ہاں عاشق ہمیشہ اپنی جان فروخت کرنے والے ہوتے ہیں اور معشوق کی
ت میں بہت زیادہ کوشش کرتے ہیں۔

دوسرے نے کہا عاشق پر معشوق کی جفا کا کوئی اثر نہ ہو۔

۱۰۰ شعر) معشوق کی مہربانی کے مقابلے میں اس کا قلم مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ کہ
اپنی اور شفقت تو ہر کسی کے لئے ہے لیکن جفا صرف میرے لئے ہے۔

تیسرے نے کہا کہ اگر معشوق عاشق کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو بھی اپنے
۱۰۰ کو لے۔ اور حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ اور راہ عشق ترک نہ کرے۔ ملا

نے ج فرمایا ہے کہ: (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ عشق کے داغ سے جو بیمار تھا اس نے کیا ہی اچھی بات کہی کہ پھول
اس کا رنگ اور خوشبو تو جاسکتی ہے لیکن عاشق عشق سے باز نہیں رہ سکتا۔
۲۔ عاشق کے امکان سے یہ بات دور ہے کہ عاشق کی جان معشوق کو ترک
دے۔

جناب موصوف حضرت رابعہ مصریہؒ نے جب تینوں صاحبان کا بیان سنا تو
سر ہلایا یعنی تینوں کی یہ عشق کی تعریف آپ کو پسند نہ آئی۔ پس ان تینوں حضرات
جناہ رابعہ مصریہؒ سے اس معنی کا مل چاہا۔ اور اس راز کو ظاہر کرنے کے لئے در خواست
کی۔ آپ نے فرمایا کہ عاشق وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنے وجود کی ہستی سے پا
وے۔ اور اپنے آپ کو مردے کی حیثیت پر پہنچائے۔ خود کو اصلاً زندہ نہ جانے۔
کی ابتدا شرع شریف کی پیروی کرتا ہے اور نفس کی اتباع نہیں کرتی۔ عشق میں
سے پہلے حرف میں ہے۔ اور شرع کے آخر میں میں ہے۔ یعنی جو شخص شرع
کے مراتب کو اختیار تک نہیں پہنچاتا وہ عشق کی بارگاہ میں کامیابی حاصل نہیں
ہے۔ جب تک معرفت کی چادر کو نہیں اوڑھے گا تو وہ معشوق کا قرب حاصل
کے لائق نہیں ہوگا۔ یعنی بارگاہ اقدس میں قرب حاصل کرنے کے لائق ہی نہیں۔

رباعی

- ۱۔ عشق کی سلاج میں تکیوں کے سوا اور کی کو نہیں سمجھتے۔ کنز اور بزم
والے لوگوں کو اپنی طرف راہ نہیں دیتے یعنی اپنا قرب نہیں دیتے۔
۲۔ اگر سچا عاشق ہے تو قل ہو نے سے پرہیز نہ کرے۔ جس کو معشوق قتل نہ کرے۔

جاتا ہے۔

اور عشق کی انتہا یہ ہے کہ وہ عاشق سے معشوقی کے مرتبہ تک پہنچ جائے۔ یعنی معشوق کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے۔

۱۰۰۔ شعر) اگر مجھے عشق کا جذبہ ابھرے تو معشوق اس لائق ہے کہ وہ عاشق ہو

مقصود یہ ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ اے بھائی معشوق تو نیک لوگوں کے مرتبہ کے گائے کا تائب ہو گیا ہے۔ اس طرح اچھی صحبت، خراب اور بری

۱۰۱۔ اور آپ بتا دیتی ہے۔ (ترجمہ اشعار)

جیسے روشن خیر لوگوں کی صحبت انصوں کو بیٹا بنا دیتی ہے۔

اصل دل کی صحبت اگر ایک لمحہ بھی میسر آ جائے تو وہ سبکدوش تہا نیوں اور

۱۰۲۔ دل سے بہتر ہے۔

آنجناب کی کھانا کھانے کی حالت کا بیان

آنجناب چودہ سال کی عمر میں ایک ہفتہ کے بعد ایک مرتبہ کھانا کھانا پسند کرتے۔ اور چالیس سال کی عمر تک اسی طریقہ کا لٹا لٹا کیا۔ پھر اس کے بعد ۷۲ سال تک ان دن کے بعد ایک بار کھانا کھاتے تھے۔ اور دودھ پھل یا کوئی میٹھی چیز کھا کر آکر تے۔ جب آپ ۵۰ سال کے ہو گئے تو اتفاقاً قصیر شکوہ آباد میں آپ کافی ہو گئے۔ اور صحت یابی کے بعد ۷۲ ملحق جوانی کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور ۱۰۳ کی اور کروروری اور ضعف نے آپ کے جسم مبارک پر غلبہ اختیار کیا۔ اس حالت

۱۰۰

تھوڑا کھانا تو

آپ تمام

لہا رہے۔ رمضان شریف

میں، رخصت فرماتے۔

اللہ کا نور جب

۱۰۱

کھانا زندگی۔

اکرم ہم کھانے

۱۰۲

برے نفس کو

۱۰۳

آنجناب

آنجناب نے،

لہا، کھانا کھایا اور اس

۱۰۴

اللہ تعالیٰ نے آنجناب

میں، عز و اقارب کے اصرا پر یہ طریقہ کا اختیار فرمایا کہ ایک دن کے بعد کھانا تناول

فرماتے۔ اگرچہ عام طور پر ہر اوقات کے لئے اس نیکوکار جمع کی طرف سے غیر معہد

دعوتوں کے ساتھ ہی وابستہ رہے۔ مگر کبھی سو ذخروں اور ذخراؤں، لوگوں کے تاحق مال

کھانے والوں، ڈاکوؤں، پیشہوروں کے گھروں میں نہ جاتے اور ان کا ملکوک کھانا

نہ کھاتے۔ جب تک غیب کی طرف سے آواز نہ آئی کسی کی دعوت قبول نہ فرماتے۔

عوامی فرمائش پر کچھ کھانے پینے چھٹا توجہ نہ دیتے۔ آپ ہمیشہ چھوٹے چھوٹے

لیتے۔ اور کھانا تیزی سے کھاتے تو کیا کہ لڑوی دوائی اپنے گلے سے تیزی سے نیچے

رہے ہوں۔ اگر لہذا یہ اور پر تکلف کھانا چاہیں کیا جاتا تو کوئی مسکین جو کچھ موجود ہوتا آپ

کو پیش کرتا تو آپ کچھ نہ کہتے اور قبول فرما لیتے۔ نہ خوش ذائقہ کھانے پر خوشی کا اظہار

فرماتے اور نہ بد مزہ کھانے پر تاراض ہوتے۔ دعوت کرنے والوں کے کھانے میں

قدر برکت ہو جاتی کہ سوائے دمیوں کا کھانا دوسرے کے لئے کافی ہو جاتا۔ کسی وقت بھی

نے پیٹے بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ میزبان اگر ناراضہ طور پر کھانے میں تاخیر کی

خوبی دیا آپ یا مضائی وغیرہ پیش کرتا تو آنجناب اس کے بعد کھانا کھانے کی طرف

رجعت نہ فرماتے۔ میں جانتا ہوں کہ گیارہ سال تک یعنی طور پر آنجناب کا کھانا چٹا

ہاں رہا۔ آپ نے ساری زندگی آپس میں راجہ کھایا۔ تمام عمر توکل کے ساتھ دعوت

میں گزری کہ احباب کی دعوت ہوتی اور طعام بے حساب ہوتا۔ (تجزیہ اشعار)

۱۔ آنجناب نے اپنے درخوان سے تاج نہیں کھایا۔ سوائے تھوڑے سے

کے۔

۲۔ دعوت میں اگر کسی نے آپ کو پلایا۔ تو اس دعوت پر ہی آپ نے

فرمائی۔

تھوڑا کھانا تھوڑا کھانا اور تھوڑا سوٹا۔ اس دنیا میں آپ کی مثل کم ہی ہوگی۔

آپ تمام ماہ سیام اور کبھی کبھی روزے رکھتے۔ روزہ ترک کرنا پسند نہ آتے۔ رمضان شریف کے صیئیں میں بھی تھوڑا سا ایک بار تاول فرماتے۔ اور دیر تک اور ضال فرماتے۔ اسی طرح سارا وقت کرامات کے ساتھ گزارتے۔

مثنوی

اللہ کا نور جب کسی پر اپنا پڑا تو ڈالتا ہے تو اس کا پید تھوڑے طعام سے بھی بھر

جاتا ہے۔

کھانا زندگی کے لئے ہوتا ہے۔ اور زندگی مبادت کے لئے ہوتی ہے۔

اگر ہم کھانے اور سونے کے بغیر کچھ نہیں جانیں گے تو جانوروں پر کیا

امت ہوگی۔

ہرے لکڑے کو اگر تو بھوک سے توڑ دے گا۔ تو نبی پاک ﷺ پید پر پھر کیسے

جاتا ہے۔

آنجناب کا توکل اختیار کرنے کا بیان

آنجناب نے دودھ پینے سے لے کر دس سال کی عمر تک اپنے گھر کے دتر سناٹا کیا اور اس کے بعد تمام عمر دعوت کا کھانا تاول فرمایا۔ جس کا کوئی حساب نہ تھا۔ تعالیٰ نے آنجناب کو خدا استعمال کرنے کے لحاظ سے بہت کم کھانے والا سمجھا۔ آپ نے بہت کم غذا استعمال فرمائی۔ اور توکل کے مصلی پر بخشا دیا۔ آپ نے

ساری زندگی کھانے کا تعین ایک ہی جگہ نہ کئے رکھا بلکہ اس تعین کو توکل کے سمجھا۔

مثنوی

- ۱۔ جو کچھ سامنے آتا وہی کھانا استعمال فرما لیتے۔ علاوہ انہیں روٹی۔
- آپ نے کوئی پرواہ نہیں کی۔
- ۲۔ توکل پر اپنے دل کے قدم کو پختہ رکھا۔ کیونکہ اللہ کے دوست فانی۔
- حیثیت کو جانتے ہیں۔
- ۳۔ نہ آپ کو لباس کی کوئی غرض تھی نہ کھانے کی تمنا۔ اپنے آپ کو اللہ کے یقین کیا اور سلاحتی سے رہے۔
- ۴۔ اے خدا بخش! اگر توکل تجھ میں نہیں ہے تو، تو فخر کی لذت ہرگز نہیں پا۔

آنجناب کے استغنا کا بیان

اکثر سادہ اور باریب ہر قسم کے اراوت مند آپ کی خدمت القدس حاضر ہوتے۔ اور اپنی حیثیت کے مطابق پسندیدہ تجھے اور کافی نقدی نیاز مند بنی طور پر آپ کی خدمت میں نذر کرتے۔ ان میں سے کسی کی طرف آپ کوئی فرمائے۔ اگر تانہنگی میں کچھ زور و نقد پیش کرتے تو کہا جاتا ہے کہ آپ اس۔ قدر نفرت فرماتے کہ کافی و بریک آپ پر اس کے اثرات رہتے۔ اور ان کے اثرات کافی دیر لگتی۔ یہ اشعار بھی مصنف کے ہیں: (ترجمہ اشعار)

۱۔ دنیا والوں کے لئے زرد مال زیور ہے۔ جبکہ وہ جہنم کی آہک کی طرف

ہے ہیں۔

لیکن اللہ کے عاشقوں کے لئے یہ اس بھٹنے والی مٹی کی طرح ہے جس پر

نہ کچل جاتا ہے۔

اور فقر چاہتا ہے تو مال و دولت تلاش نہ کرے کیونکہ یہ نئی کریمہ کی ترک

دل میں سے ہے۔

آپ کا پاکیزہ دل غریبوں کو محنت کی طرف راغب ہے۔ اور امیر لوگوں کی
ن طرف توجہ بہت کم تھی۔ کیونکہ ان کا تعلق بے غرضی کے ساتھ وابستہ
ان کا تعلق امیدوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ مگر حضور کے اخلاق کے تقاضا کے
کوئی اسراء میں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آخر کار آپ اس کے
دل اور شکریہ کا اظہار فرماتے۔ تو گمان کرے گا کہ آپ کے دل کا دامن موتیوں
ہے۔

مصنف کے مزید اشعار

جو کچھ اہل دل کے سامنے آئے وہ یکساں ہے۔ اگرچہ وہ پھول کی پتی

ہو یا تنکا۔ یہ سب برابر ہیں۔

جس کا خواہشات سے ہاتھ کھنچا ہوا ہے۔ تو ایسا آدمی غریب اور امیر آدمیوں

میں ہے۔

آنجناب کو دنیا کے اسباب و اشیاء سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ تھا۔ رات کو جس

مصل ہوتا تو ضرورت کے مطابق مطلوب اسباب بخوبی مہیا ہو جاتے۔ اور صبح

سحری کے وقت اٹھتے ہی ہر شے کو ترک فرما دیتے۔ جس جگہ وہ اپنا قدم مبارک رکھتے تو پھول کی پتی کی خوشبو کی طرح ہر طرف خوشبوی خوشبو پھیل جاتی۔ آنجناب معزز آکا کا جد اود نیا کے ساز و سامان سے بہت کچھ فائدہ اٹھاتے تھے۔ امیر کی داماد سامان اور سرمایہ انہیں حاصل تھا۔ پختہ عمارات ظاہری اسباب کے لحاظ سے بے سرمایہ مایہ اور عربی فاری کی بہت تعداد میں کتابیں تھیں۔

رباعی

- ۱۔ دنیا کے اسباب کا سرمایہ انہیں حاصل تھا۔ اور دل کے اندر کی سداں بارے میں کوئی فکر نہیں تھی۔
- ۲۔ دونوں جہانوں کے نقص سے وہ بری تھے۔ چودھویں رات کے کھلے کمرے میں طرح ان کا دل نور سے بھرا ہوا تھا۔

جس وقت آنجناب نے تھری منزل میں پاؤں رکھا تو دنیا کے تمام مال و دولت سے توجہ ہٹا لی۔ پختہ مکانات وقف کر دیئے۔ اور وہاں ٹھہرنے کے بعد میں کوئی تعلق نہ رکھا۔ ساز و سامان کی حفاظت کرنے اور اسباب کی طرف باطن فرمایا۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ اپنی ملکیت میں کوئی شے نہیں رکھتے تھے۔ آپ کے لئے جانے پناہ ہیں۔ آپ نے دنیا کے اسباب سے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ اپنے اقربا کے ہاں سکونت اختیار نہ کی اور کبھی جگہ جگہ مسلسل نہ گزرا۔ (ترجمہ شعر) رات کو ایک جگہ جاتے اور دن کو دوسری جگہ تشریف لے جاتے۔ کورات کی کوئی خبر ہوتی نہ دن کی۔

مثنوی

استغنا کے اندر آپ کا کوئی ہم مثل نہیں کہ آپ کے سامنے بادشاہی تنکے

ہے۔

مال اور خزانے کی آپ کوئی پرواہ نہیں کرتے، موتی اور خشکری کو برابر سمجھتے

آپ کی طبیعت کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوتی۔ تجرد کا دروازہ آپ کے

کھول دیا گیا ہے۔

آپ نے دعا و بددعا سے کوئی تعلق نہیں رکھا اور آپ دنیا کے بازار کی رونق

نہایتے ہیں۔

انہما شہرت کے لئے کوئی نام و نشان نہیں چاہتے، نہ آپ کین ہیں اور کوئی

کہتے ہیں۔

اللہ کے سوا آپ کسی غیر سے تعلق رکھنے والے نہیں ہیں، خدا آپ کے دل

بہ لہو بھی جدا نہیں ہے۔

مشاق کے سینہ پر داغ ہوتا ہے اور اس داغ سے ان کو ایک لہو بھی فراغت

نہ باغ انہیں پسند آتا ہے نہ بہار، نہ وہ پھول چاہتے ہیں نہ مرغزار۔

اگر وہ چاہتے ہیں تو دوست کا وصال چاہتے ہیں، اگر وہ کہتے ہیں تو دوست

کہتے ہیں۔

۱۰۔ آجاء اے ساقی! آجاء، جان شیدا آجاء تو تک چھپا رہے گا، اب آجاء۔

۱۱۔

ایسا جام طلا کہ جو مجھ سے میری ہوٹ لے جائے اور تیری مست آنکھ کی طرح۔

میں بھی مست ہو جاؤں۔

آنجناب کی ظاہری کرامات کے متعلق مختصر سا بیان

۱۔ جو خرق عادات آپ سے واقع ہوئیں میں ان کا وصف کیا بیان کروں۔ آپ

کی کرامات ابر کرم کی طرح ظاہر ہوئیں۔

۲۔ پانی کے اوپر جیسے طبلے ظاہر ہوتے جائیں، اسی طرح یہ جنگلوں، صحرائوں اور

پہاڑوں کے اوپر بادلی کی طرح چھائی ہوئی ہیں۔

۳۔ اگر کسی کی طبیعت میں کوئی سوال پوشیدہ ہو تو اس کا جواب اس کو ہر فضا میں

زبان پر موجود ہوتا ہے۔

۴۔ ننگے پاؤں بے باکی کے ساتھ پھرتے، لیکن اس کے باوجود آپ کے پاؤں

مبارک کبھی گرد آلود نہ ہوتے۔

۵۔ میدان میں آپ کی رفتار بجلی سے زیادہ تیز تھی۔ کبھی آپ مغرب کی طرف

ہوتے اور کبھی مشرق میں۔

۶۔ جس وقت یہ محبوب کسی مرغوب مقام کی سیر کو نکلتے تو ایک زمانہ آپ

ساتھ ہو لیتا۔

۷۔ دور سے آپ کا سر مبارک سب سے بلند نظر آتا کیونکہ اس وقت آپ کی

وہ نہیں ہے۔

اس بادشاہ کے ہر جگہ مشتاق ہوتے۔ جو آپ کے عشق میں باہم گفتگو

تے۔

آنجناب کے دل مبارک کو جہاں اطمینان نہیں ہوتا تھا۔ وہاں زیادہ دیر نہیں

تے تھے۔

آپ کو خاک نشینی پسند ہے لہذا آپ کا بستر ہمیشہ خاک پر ہوتا۔

آپ اپنے سرائقہ کے نیچے کوئی عکیر سر ہاند نہ رکھتے تھے۔ اور اسے آپ

سور کی عادت کے خلاف سمجھتے تھے۔

جس محفل میں آپ محفل کا حسن بننے پر دل نہ دیا، اس طرح آپ پر نار

تے۔

میرادل آپ کے آکار کو اور نشانوں کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرتا ہے کہ آپ اس

نے کے ابدوں میں سے ایک ہیں۔

آپ ایسے بادشاہ ہیں کہ سبحان اللہ۔ آپ کی مثل اس دنیا میں اور کوئی نہیں

مہ جی کر امانت کی اور میں نہیں ہیں۔

سوال کے بعد بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایسا روشن ستارہ نہیں آیا۔

آپ دور حاضر کے شہنشاہ آفاق ہیں، وحید عصر ہیں، رزاقی حقیقی کے

ہیں۔

ملک ہندوستان سے آپ نے اپنا رخسوسفر باندھا اور جنت کی رونق کو

لیا۔

۱۸۔ ہندوستان کا شہر نور سے خالی ہو گیا۔ رحمت کا نور چھپا ہوا تھا وہ ظاہر ہو گیا۔

۱۹۔ عزت نآب بادشاہ کے جلوہ سے اب ہندوستان کا شہر (دیوبند شریف) مشہور ہو گیا۔

۲۰۔ خدا بخشنے والی سے یہی دعا کرتا ہے کہ جب تک آسمان پر چاند اور سورج چمکتے رہیں،

۲۱۔ وارث علی شاہ، شاہ جہاں کی کراستوں اور اعزاز کے ساتھ یہ شہر باعزت آباد رہے۔

۲۲۔ آجنگاہ کے شاہد حقیق کے بادہ عشق میں مدہوشی کی کیفیت کا مختصر سا بیان

۱۔ اے دل جس جگہ عشق آگ لگاتا ہے وہ عاشقوں کی متاع ہستی کو جلا دیتا ہے۔

۲۔ اپنے وجود کی بچان کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔ مہوش کیلین بن جا تا ہے۔

۳۔ عاشق مکان۔ مہوش کے چہرے کا نقاب خودی کے سوا اور کچھ نہیں۔ خدا عاشق سادہ سے جدا نہیں ہے۔

۴۔ لیلیٰ اور مجنون کے قصہ کو دیکھ کر اس میں عشق کی رمزیں شعروں میں لکھی ہوئی ہیں۔

۵۔ لیلیٰ ہے۔

۶۔ جب وہ مہوش۔ کب درست ہیں۔

۷۔ مولانا روم۔ جب مہوش۔

۸۔ شہا اور عاشق فنا ہو گیا۔ عشق کا دیر۔

۹۔ لیلیٰ ہے۔

لملی نے خون دینے کے لئے ایک نشتر لگایا۔ بھٹوں کے ہاتھ سے خون جاری

اگر معشوق اور عاشق ایک نہ ہوتے تو بھٹوں کا دل یہ نہ کہتا کہ میں ہی لملی

اگر خود بخود ہی کے عالم میں فریاد نہ کرتا تو منصور کیوں کر اتنا اُلٹی کہتا اور جان

ساقی۔

ایسے عاشق اور معشوق ایک ذات ہو جاتے ہیں تو کس کو طاقت ہے کہ وہ

ذات نزار ہے۔

ایسے دیوانے پر سیکڑوں عقل والے قربان ہو جائیں۔ کہ جو معشوق کے

دل سے کامیاب ہو گیا ہو۔

ریاضیت کا اس ذات پر دار و مدار ہوتا ہے کہ جس میں حسین و جمیل معشوق

نظارا ہے۔

جب وہ معشوق آگیا تو پھر عاشق کہاں رہ گیا۔ اور عاشق کے ہوش و حواس

بے درست ہیں۔

مولانا رومؒ کے بارے میں مجھے یاد آیا میں ان کے دو شعر یہاں لکھتا ہوں:

جب معشوق جلوہ گر ہوتا ہے تو عاشق پردہ میں چلا جاتا ہے۔ معشوق زندہ

اور عاشق فنا ہو گیا ہے۔

عشق کا دین تمام ادیان سے جدا ہے۔ عاشقوں کی ملت اور مذہب اللہ تعالیٰ

ذات ہے۔

- ۱۵۔ عبادت گزار جسمانی طور پر مالک کے اطاعت گزار ہیں۔ وہ معشوق۔
 راستے میں بہت تھوڑا سراغ لگاتے ہیں۔
 ۱۶۔ عاشق جان و دل سے گزر کر اس باغ میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور کلی مقصود۔
 اپنا دامن بھر لیتے ہیں۔
 ۱۷۔ زاہدوں کی نماز رکوع بکھو ہے۔ اور عاشقوں کی نماز ترک و جود ہے۔

آنجناب کا اسرار معرفت کو مخفی رکھنے کا بیان

آنجناب باتیں کرنے والے لوگوں کی طرح کہانیاں اور قصوں کے متعلق لب و لہجہ کرتے تھے۔ اور عواما خاموش رہتے۔ اور اپنی شہرت اور تعارف میں ہنر فرماتے۔ مگر طالبان صادق کے حق میں مروج میں آ جاتے۔ جیسا کہ مولانا روم فرمایا:-

- ۱۔ عقل مند آدمی معرفت خداوندی کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ اور جاہلی معرفت و بیان زبان پر لے آتا ہے۔
 ۲۔ عاشق کے دل پر اللہ والوں نے کئی موتیوں کی بارش کی۔ دیکھئے اور کہئے،
 بام طاریا۔ گویا وہ ظاہری حالت اور بات کو مد نظر نہیں رکھتے۔
 ۳۔ اے سوئی نگینوں کے آداب کچھ اور ہیں، نگینوں کے نزدیک سوختہ ہونا اور ہے۔
 ۴۔ ہم ظاہر کو دیکھ کر بات نہیں کرتے بلکہ ہم باطن اور حال پر نظر کرتے ہیں۔
 ۵۔ عشق کی آگ جان و روح میں بکڑکتی ہے مگر اور عبادت کو مکمل طور پر جلا دیتی ہے۔

میسوال تحفہ: آنجناب کے پایادہ چلنے

اور مستقل عدم قیام کے بارے میں

صحراؤں اور پہاڑوں میں آپ کی رفتار بہت تیز ہوتی۔ میاندروہی کے چلنے کے باوجود آپ کے ہمراہیوں میں کوئی بھی آپ کے ساتھ نہ چل سکا۔ اس بار کہ اکوڑوڑ کر آپ کی خدمت عالی میں پہنچتے تھے۔ اگرچہ آنجناب برہنہ پاؤں پہ لہراتے۔ لیکن قدرت خداوندی کہ آپ کے پاؤں کے نشان سفید اور شفاف نہ ظاہر نہ ہوتے۔ ہمیشہ آپ گردش میں رہتے۔ شہر ہو یا دیہات کسی بھی جگہ دو مقام مناسب خیال نہ فرماتے۔

ایات

ایک منزل پر آپ آرام نہیں کرتے تھے۔ سوائے گردش کے اور کوئی کام نہیں لیتے۔

آپ کا دل ایک جگہ قرار نہیں پاتا تھا۔ آپ ایک شہر سے دوسرے شہر کی ایک گردش میں رہتے۔

رات ہوئی تو اگلی منزل کی طرف متوجہ ہو گئے۔ جب دن ہوا تو دوسرے ہاتھ متوجہ ہو گئے۔

ہر دن جب نئی جمع ہوئی تو چاندنی طرح دوسری منزل میں پہنچ جاتے۔

عاشق ایک جگہ قیام نہیں کرتا۔ لہذا آپ دو تین دن کسی ایک جگہ قیام نہیں

کرتے۔

۶۔ جس جگہ کی طرف عاشق متوجہ ہوتا ہے تو عاشق ایک نیا ہی متاثرہ دکھاتا ہے۔

۷۔ وصل کی خوشبو کے ساتھ وہ ہر لمحہ راستہ طے کرتے ہیں۔ پانی میں پھل

طرح اور نئے اور تازہ پانی کے متلاشی رہتے ہیں۔

۸۔ وہ تھوڑے سے جلوہ سے سکون نہیں پاتے۔ معشوق کی خوشبو پانے کے

ہر طرف دوڑتے ہیں۔

۹۔ ہر رنگ میں اسی کا رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ کسی ایک رنگ کا پابند رہتا اس

لئے عجیب ہے۔

۱۰۔ معشوق کے چہرے کی تاب عاشقوں کا دل لے جاتی ہے۔ وہ کبھی پانی

ہے اور کبھی شراب۔

۱۱۔ کبھی وہ ظاہر ہوتا ہے اور کبھی پوشیدہ، کبھی وہ درد بردھاتا ہے اور کبھی غلام

بن جاتا ہے۔

۱۲۔ کبھی عقلمند کو دیوانہ بنا دیتا ہے اور کبھی آباد کو برباد کر دیتا ہے۔

۱۳۔ کبھی عاشقوں کی آنکھوں سے بارش پڑتا ہے اور کبھی اس کے زخم خستہ پڑتا ہے۔

پاشی کرتا ہے۔

۱۴۔ کاش پریشان حال خدا بخش کو کبھی دربار میں رسکے نوازی کے طور پر

حاصل ہو۔

ایسے سوال تھے: گلہائے مراد کے کھلنے کا شعور دینے والا
آنجناب کی دیوے شریف میں آمد سے بہار کی آمد

۱۳۶۶ھ

جس وقت جناب والا نے اپنے پسندیدہ وطن سے ہجرت فرمائی تو مغرب
نہال کی جانب متوجہ ہوئے۔ چنانچہ اس وقت سادات عظام، مشائخ والا جارا اور
معاہدے کے رؤسائے کرام پیچھے کوئی ٹھنڈے آپ کی طرح دکھائی نہیں دیتا تھا۔ بلکہ
نہ آدمی نے آپ سا کوئی سنا بھی نہیں۔ اس پریشان حال پر ملاں خیر سے صاحبان
ہفت پر بھی لرزہ طاری ہو گیا۔ اور یہ تحریر لکھنے والا فقیر پر تقصیر چاک گریباں بھی اس
مہمان کا یا را نہیں رکھتا۔

اختصار کو ترجیح دیتا ہے کہ جس وقت لنگا بخش چوہدری جو موضوع قاسم گنج کا
نہ ارادہ رہا تھی مکمل طور پر دنیا کے مال سے اس نے فائدہ حاصل کیا۔ دشمنی کی
نہ اس طرح چلی کہ اس نے ظلم کا ہاتھ رئیسوں کی ریاست پر دڑا کیا۔ اور وہاں
لوگوں کو ہلاک کرنے میں مشغول ہو گیا۔ مجبوراً وہاں کے رئیس اپنا وطن چھوڑنے
نہ پھر ہو گئے۔ اور اپنی جان کی سلامتی کے ساتھ وہاں سے نکل جانے کو غیبت
نہ ایک دن اس کے کچھ زمینداروں کو قیدی بنایا۔ میں کیا بیان کر سکتا ہوں کہ ان
نہ وجود کے تھے کو کس طرح اس نے زندگی کی زمین سے اکھاڑا۔ اس کا مطلب
نہ ایک بیلدار کو حکم دیا کہ اس نے اس مظلوموں کے سر پھاڑے کی ضرب سے جسم

۱۔ اور انہوں نے اپنا

الہام کی بابرکت آمد کے

دلی تفتیوں پر آپ کی فرما:

کی آمد اثر برحق ہے۔ اور

م۔ (ترجمہ)

جس جگہ ایمان کا

نہا جاتا ہے۔

جس جگہ موسم بہا

مہا جاتی ہے۔

جس جگہ صبح کا پرچ

۱۔

جس جگہ اس کی زلا

۱۔

جس جگہ شرب ے

۱۔

جس جگہ شرب ے

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۱۔

۔ اور انہوں نے اپنی ریاستوں پر دوبارہ غلبہ پایا۔ ان اعلیٰ مقاصد کا حاصل ہوتا ہے، سب کی ہدایت آمد کے باعث سمجھا گیا۔ سکھ کی سائنس لی گئی اور انہوں نے اپنے مائیتوں پر آپ کی فرمانبرداری کی تحریک کی۔ یہ حق بات ہے کہ اللہ کے نیک لوگوں کا اثر برحق ہے۔ اور خیر یوں کی شام کی بھی آخر کا سحر ہوتی ہی ہے۔ اشعار از

سب (ترجمہ)

جس جگہ ایمان کا چراغ روشن ہوتا ہے تو وہاں کفر پروانے کے پر کی طرح
سب باتا ہے۔

جس جگہ موسم بہار کی ہوا اٹھنا رنگ جھاتی ہے تو باؤ خزاں کی تباہی وہاں سے
جانی ہے۔

جس جگہ صبح کا پرچم بلند ہوتا ہے تو وہاں پر تاریک رات کا کوئی اثر باقی نہیں

جس جگہ اس کی زلف کی گرہ کلی تو وہاں سے مبر، متعل، ہوٹل اور دین کوچ کر

جس جگہ شراب کے نشہ نے سر بلند کیا تو وہاں سے عقلمندی اٹھنا ستر پیٹ لیتی

بائیسواں تختہ: آنجناب کی کرامات کا بیان

اس کے باوجود کہ وہ تمام کرامتیں پر وہ میں ہیں اور کبھی کبھی ظاہر ہوتی ہیں۔
ہم کہ ہے وہ لباس اظہار مکتبی ہیں مگر وہ چند داستانوں پر مشتمل ہیں۔ لیکن یہ بات

بھی جانی چاہئے کہ جس کی فطرت اچھی ہوتی ہے وہ نیک لوگوں کو نیک ہی بناتا ہے۔ یہ مصداق المرء یطہر علی نفسہ آدی ہر کسی کو اپنے اوپر ہی قیاس کرنا ہے۔ بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان کے حالات کے مطابق یہ اعتقاد ان کے اخلاص کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور ان کی طبعی محبت کے ساتھ شخص ہے۔ یہ حق ہے کہ جو کچھ دل بھرتا ہے آنکھ کو بھی وہی دکھائی دیتا ہے۔ شیخ سعدی شیرازی نے صحیح فرمایا کہ (ترجمہ قطعہ)

۱۔ اگر کوئی منکر نگاہ سے کسی کو دیکھتا ہے تو یوسف کی شکل کا انسان بھی اسے صورت ہی نظر آتا ہے۔

۲۔ اگر تو ارادت کی نگاہ سے شیطان کو بھی دیکھ لے تو پاک نگاہ کی وجہ سے تمہیں فرشتہ ہی نظر آئے گا۔

عالمی نظر کو چاہئے کہ اہل دل لوگوں کی معرفت حاصل کرے۔ اپنے خواص سے اپنی توجہ بٹالے۔ اور اولیاء کو کشف و کرامات کے میدان میں بہنے کے برابر سمجھے۔ (مجزوہ اور کرامت کے اعتبار سے) اپنی سوچ اور سمجھ کی سوارانہ وادی میں دوڑا۔ جیسا کہ عقل مند لوگوں نے فرمایا ہے: (ترجمہ اشعار)

۱۔ آدم سے لے کر نبی اکرم ﷺ تک رسولوں کا مسلسل دور رہا۔

۲۔ جب نبی پاک ﷺ پر نبوت ختم ہو گئی تو ان کی جگہ اولیاء مقرر ہو گئے۔

۳۔ اولیاء کے امام سوانی علی حیدر کرار ہو گئے۔ یہی سلسلہ آخر تک قائم ہے۔

۴۔ کوئی دور ولی کی ذات سے خالی نہیں ہے۔ لیکن یہ امر مخفی ہے۔ نہ واضح حکم نہیں ہے۔

اللہ کا ازبیدہ مسید عطا ہوتا ہے۔ جیسے موتی صدف کے اندر اور سونا خزانے

وہ ہے۔

واقعا تسبیح کے دانوں کو انہوں نے بنایا اور سونے ایک دھاگے میں پرو

یا۔ (بیعت کا سلسلہ الذہب، کٹری در کڑی)

اس کا دھاگا بھی ہے، امام بھی ہے اور دانے بھی ہیں۔ اسی طرح راز بھی

ہو لاطعی بھی ہیں اور اس کے اولیا بھی ہیں۔

ہر ولی رازوں سے بھر ہوا ہے۔ اسی طرح اس کا وجود ساری کی مانند ہے اور

لیہ کہیں اس کی تاریخیں ہیں اور اس سے جو صدا آتی ہے وہ یاری باتیں ہیں۔

ولی کو تو حق سے جدا نہ سمجھو۔ اس کی خدمت کی کوشش کر جتنی چاہتے

حکایت اول

آنجناب ضبط و اتقا کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ کہ خرق عادات واقعات یا

ت کے اظہار کرنے کو قطعاً مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ مگر جو بے ساختہ آپ کی

ہجاری ہو جاتا تھا وہ تیر بہدف ہوتا۔ چنانچہ سلطان واجد علی شاہ غفلت پناہ کے

میں جبکہ وہ ہندوستان جنت نشان کے تخت پر مستنشین تھا۔ ایک دن غلام محمد

جو برادر زادہ حسام الدین رسالدار تھا۔ وہ بیت السلطنت کھنڈے گھوڑے پر

خودش واقع موضع بروہی پر گئے سدھور کی جانب روانہ ہوا۔ راستے میں چند

ایکین گاہ سے کودے اور اس بے چارے کو قتل کر دیا۔ جس وقت مذکورہ بالا

نما کو گزری۔ چنا

باد اور اس کے نزد

بینی زیادہ گہرا بنیو

جیران ہو گیا۔ اور

(ترجمہ شعر) اس

ظاہر نہ ہوا۔

الخترو

محبوبہا و مود

اس کا ٹھہرنا ہے

الفاظ آپ اپنی

حسب حال اپنی

(ترجمہ شعر) ۱۱

باب والے د

مہر نا ہے۔

آہ

میا۔ آ پنجاب

ہانی آپ کے

نی نے آواز

ماشا

تھیل میں مشغول ہو گیا۔ منور علی نے انتہائی خوشی کے ساتھ ان مصائب سے خلاص

پائی۔ اور بغیر کسی مزاحمت کے اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس وقت وہ اپنے گھر

میں پہنچا تو اس نے آپ جتنی بیان کی اور ہر شخص نے اولیاء اللہ کی کرامت کا اقرار

کیا۔ اللہ کی پاکیزگی بیان کی اور اس کی قدرت کے متعلق باتیں کیں۔ (ترجمہ رباعی)

۱۔ ان سواروں کو جو اولیاء کا ملین ہیں ان کو پایا نہ سمجھ۔ آسمان کے گھوڑوں

کی گردن ان کی ران کے نیچے ہے۔

۲۔ ایک لمحہ میں اگر وہ چاہیں تو نابینا کو بینا کر دیں اور اگر چاہیں تو بے عقل کو عقلی

بیٹا بنا دیں۔

حکایت دوم

ہر کسی پر یہ ظاہر اور واضح ہے کہ گسا کر وہ دریا اور اس کے قرب و جوار کے قبا

جیشے بہت ہی گہرے ہیں۔ بلکہ یہ پیچھا اکٹھا ہیں۔ اور ان کی انتہائی گہرائی کسی کو معلوم

نہیں ہے۔ امیر خسرو دہلوی نے شعر اس کی تعریف میں کہا ہے کہ۔

(ترجمہ شعر) انوں آسمان زمین کے نیچے واقع ہے، کہ اس کی تہ میں زمین واقع نہیں

ہے، اسے دیکھ۔

ایک دن موسم ایسا تھا کہ اس دریا کو عبور کرنا مشکل تھا۔ وہ غور سے تحقیق اور

آشنائے دریائے طریقت اتفاقاً اس جگہ گئے۔ کشتی کی آمد کے انتظار میں وہاں بیٹھ

گئے۔ غلام حسین داروغہ میربحسن اتفاق سے حاضر نہ تھا۔ اس کے کارندے

بلانے کے باوجود کشتی حاضر کرنے میں دیر کر دی۔ یہ بات آنجناب کے پاکیزہ دل

گوار گزری۔ چنانچہ وہاں سے واپس آ گئے۔ اور خادم کو اشارہ کیا کہ اس جگہ سے لوٹ جاوے۔ اور اس کے نزدیک ایک کنارہ ہے جہاں پانی کی گہرائی پریشان کرنے سے خالی ہے۔ یہی زیادہ گہرائیوں اور ہر شخص اس راستہ سے گزر سکتا ہے۔ اس حال کو سننے سے ہر شخص نے ان ہو گیا۔ اور میر خزا کا رندہ ہنس پڑا اور کہنے لگا۔

(ترجمہ شعر) اس بھنور میں ہزاروں کشتیاں ڈوب گئی ہیں۔ کہ جن کا تختہ کنارے پر ظاہر نہ ہوا۔

الختقر وہ بادشاہ اس دریا سے بعد ساز و سامان آرام سے گزر گیا۔ بسم اللہ مدح و ثناء و مونسہا ان دہی لغفور رحیم ○ (اللہ کے نام سے ہی اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ہے اور بے شک میرا رب بہت معاف کرنے والا کر کے والا ہے۔) یہ الفاظ آپ اپنی زبان پر لائے۔ اور آپ کے پیچھے وہ خادم بھی روانہ ہو گیا۔ آپ یہ شعر حسب حال اپنی زبان پر لائے۔

(ترجمہ شعر) اس تاجدار کنار دریا کے اندر جس میں بہت طوفان آتے ہیں۔ اور اس سیلاب والے دریا کے اندر ہم نے اپنا دل ڈال دیا۔ اللہ کے نام سے ہی اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے۔

آہستہ آہستہ جب آنجناب دریا کے عین وسط میں پہنچے تو ہر شخص حیران ہو گیا۔ آنجناب خیریت کے ساتھ اپنے مقصد کے مطابق دریا کے پار چلے گئے۔ دریا کا پانی آپ کے زانو مبارک سے بلند نہ ہوا۔ تمام لوگوں کے دلوں میں شور برپا ہو گیا۔ ہر نے نے باوازا بلند ہے سناشتہ کہا کہ اے نظر والو! معجزات حاصل کرو۔

عاشقوں کے لئے سمندر اور برابری کا برابر ہے اور دونوں جہاں ان کے حکم کے

تخت ہیں۔ جو محض دوست کے علاوہ کسی اور کو نہیں جانتا۔ اس کی نگاہ میں جو کچھ بھی آئے سب کچھ اسی کا ہے۔

حکایت سوم

آنجناب کے دل کا آئینہ جو درحقیقت نوری نور ہے وہ عریض و شامی رکھتا ہے۔ جو کچھ شوق و ذوق رکھنے والے عشاق کے دلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ تمام تر بے خودی اور مدھوشی کے باوجود ہر شے کا کس ان کے آئینہ دل پہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ انشراح صدر سے آنجناب پہ جو کام بھی ظاہر ہوتا آپ اس کا انتظام فرما دیتے۔ چنانچہ عجلہ میں آبا، میں جو کہ شہر لکھنؤ کے محلوں میں سے ایک ہے، ایک رئیس جو بڑی عزت و شان والا تھا، آیا۔ تو انہیں زمانہ میں سے کسی دارا خان برادر مسو خان جو کہ دنیا کے مال و اسباب سے بہت لطف اندوز ہوتا تھا۔ کافی مال و دولت کے ساتھ عیش و عشرت میں مبتلا تھا۔ اور اپنی عزیز کو اجنبائی آرام اور سکون سے بسر کر رہا تھا۔ وہ ہمیشہ دل خوش کرنے والے ساتھیوں سے ہمکنار رہتا۔ اور زمانے کے غموں سے دور تھا۔ بزرگوں کے قول کے مطابق (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ اس کے پاؤں میں کبھی کوئی کانٹا نہ چبھتا تھا۔ نہ ہی غم کی وجہ سے اس کے دل نے کوئی بوجھ اٹھایا تھا۔
- ۲۔ وہ ایک پھول تھا جو جوانی کے باغ میں زندگانی کے پانی سے تر و تازہ تھا۔
- ۳۔ رات دن اس کے اسی طریقے سے گزرتے تھے۔ ایک بال کے برابر بھی اس راہ سے نہ گھبراتا تھا۔

- اکثر
- آئے اور مجھے
- دکھائے۔ تاکہ
- طور پر شرف ما
- بخش محال اگر
- کرامت ظاہر
- بغیر بیعت کے
- مشہور بزرگ
- ہے۔ مگر دارا
- کسی کی بات
- دیکھا کہ وہ کسی
- دوستوں کا قتل
- ۱۔ اچھا
- ۲۔ وہ
- مائل دکھائے کہ
- ۳۔ انہو
- لئے ہیں۔
- ۴۔ بھور

اکثر دوستوں کی مجلس میں بیٹھتا اور کئی دفعہ کہتا رہے افسوس کہ کوئی نیک آدمی آئے اور مجھے حضور اکرم ﷺ کا جمال، جو تمام کائنات کو راستہ و حریں کرنے والا ہے، دکھائے تاکہ ہم اس کے حلقہ ارادت میں آجائیں اور اس نیک آدمی کی بیعت کامل طور پر شرف حاصل ہو۔ سب کہتے تھے کہ پہلے اس مرتبہ سے تو کہاں سے کہاں پہنچا۔ بعض محال اگر کوئی ان مفتوں سے متصف ہو بھی تو اسے کیا پرواہ کہ وہ تیرے سامنے کرامت ظاہر کرے اور تجھے مرید بنائے۔ بہر حال بیعت طریقت ضروری ہے۔ اور بغیر بیعت کے رہنا یہ بہتری کے خلاف ہے۔ بلکہ کئی قسم کی تباہیوں کا سبب ہے۔ ایک مشہور بزرگ کے حکم کے مطابق کہ ”جس کسی کا کوئی حیرت نہ ہو اس کا حیر شیطان ہوتا ہے۔“ مگر دارا خان نے کہا کہ کسی کو قبول نہیں کرتا اور نہ ہی میرے دل کی گنجی پر کسی کی بات اثر کرتی ہے۔ ایک رات خواب کی حالت میں اس نے اپنے آپ کو دیکھا کہ وہ کسی جگہ سویا ہوا ہے۔ اور اس کی آنکھ دینا کے تعلقات سے بند ہو گئی ہے اور دوستوں کا تعلق بھی نوٹ گیا ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اچانک اس کے سر پر ایک جوان آیا۔ میں کیا کہوں وہ ایک جوان تھا یا اس کے جسم کی روح تھی۔

۲۔ وہ مبارک جسم والا تھا اور نورانی جمال والا تھا۔ وہ بیٹھنے کے بارغ میں حور کو بھی ہلکے دکھائے کرنے والا تھا۔

۳۔ انہوں نے اسے کہا کہ اے خوش نصیب جوان شاہ ابراہیمؒ تیرے سامنے آ گئے ہیں۔

۴۔ نبوت کے نزول کو راستہ کرنے والے شہنشاہؒ تیرے سامنے ہیں۔ جو سر

تاپا اللہ کے نور میں اور جو انوردی کی جان میں۔

۵ اس کے سامنے آسمان صبح کھلا ہے۔ اور آپ کی خوشبو پا کر فرشتے صل

علیٰ پڑھتے ہیں۔

۶ کون وہ مکان کا ایک و خالق اس کا عاشق ہے۔ دونوں جہانوں کا بادشاہ اس

کے سوا اور کون ہے۔

اس وجہ سے کہ وہ ذہنی دل نبی پاک سیدالابرار

ہونے والا تھا۔ جو نبی یہ روح کو تازہ کرنے والی خوشخبری سنی، ساری دنیا کو اپنے مقصد

کے مطابق دیکھنے والا آپ کے قدموں میں نور آ کر پڑا۔ اور انتہائی ادب کے ساتھ

ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ ہر طرف دیکھتا تھا۔ اور زار و قطار روتا تھا۔ اچانک اس نے

بہت سے عجائبات کا مشاہدہ کیا تو وہ بے خودی اور مدہوشی میں مشغول ہو گیا۔

(ترجمہ اشعار)

۱ اچانک آسمان کی طرف سے ایک حور نازل ہوئی۔ حسن بے مثال کے ساتھ

سارے جہان کو منور کرنے والی۔

۲ اپنے بالوں کا اس نے مجناؤ بنایا۔ اور اس راہ پہ لگایا کہ جس پہ آپ آئے

تھے۔

۳ اس کے بعد اچانک غلامان آنے شروع ہو گئے۔ جو کہ گویا نور و سورج کے

لئے بھی باعث رشک تھے۔

۴ گلاب اور صحر کا انہوں نے اس راہ پر چھڑکا دیا کہ وہ سارے کا سارا راستہ

عطر پیچھے والے کا گھر بن گیا۔

۵۔ وہاں کی زمین اس طرح گلاب سے معطر ہو گئی کہ دیواریں اور دروازے مکمل طور پر خوشبودار بن گئے۔

۶۔ ایک صد اس کے کان میں آئی کہ جو جان کو جسم سے اور عقل و ہوش کو سر سے چھین کر لے گئی۔

الغرض پریشان حال دارا خان نے جب یہ تمام ماجرا دیکھا تو اس کی حیرانگی مزید بڑھ گئی۔ اچانک اس نے دیکھا کہ حضرت سرور کائنات خرموجودات محمد مصطفیٰ ﷺ ہزاروں جلوں اور خویوں کے ساتھ خراں خراں تشریف لارہے ہیں۔ اور آپ سید الاخیار ﷺ کے دائیں بائیں دو شخص آپ کے ہمراہ تھے۔ دارا خان نے چاہا کہ اپنا سر آپ کے مبارک پاؤں میں ڈال دے۔ اور اپنے آپ کو آپ کے خطین پاک کو بوسہ دے کر مشرف و معزز کر لے۔ اسی دوران اس کی آنکھ کھل گئی۔ حیرت زدہ لوگوں کی طرح وہ ہر طرف دیکھ رہا تھا۔ اور اس نے درد بھرے دل سے ایک ٹھنڈی آہ کھینی۔

(ترجمہ اشعار)

۱۔ گزشتہ کل والے پھول جیسے چہرے کا اس نے کوئی نشان نہ پایا۔ اور وہ

پھول اچانک غائب ہو گیا۔

۲۔ وہ تر و تازہ سروم کی وجہ سے اس حال میں ہو گیا کہ اس نے اپنے گریبان کو

پھول کی طرح چاک کر لیا۔

رہات کا تھوڑا سا حصہ باقی تھا جو بہت مشکل سے انجام کو پہنچا۔ صبح سویرے

وہ مسجد میں پہنچا اور فجر کی نماز ادا کی۔ صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد انتہائی عاجزی کے ساتھ فرش کے کنارے پر اس تصویر میں جو اسے خواب میں دکھائی دیا تھا بیٹھ گیا۔ کہ

اچانک آنجناب کرامت احتساب حاجی الحرمین شریفین سید وارث علی شاہ دام افذاہ و عم نوالہ وہاں تشریف لائے۔ جب دارا خان نے آنجناب کا دیکھا انتہائی بے چینی کے ساتھ دوڑا۔ اور جناب کے مبارک قدموں پر بوسہ دیا۔ اور عرض کی جناب والا اگر شیش شب جو مجھے خواب آیا وہ مجھے یاد ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ اور حکم کو جناب والا کے قدموں کو بوسہ دینے کا اشارہ آپ ہی فرما رہے تھے۔ آنجناب نے فرمایا کہ بس دارا خان بس۔ اس کے بعد جوش میں نہ آتا۔ اور کم ظرف والوں کی طرح شور نہ کرتا۔ جو کچھ تو نے خواب میں دیکھا اس کو ایک خیال گمان کر۔ اور قطعاً زبان سے اس کا ذکر نہ کر۔ دارا خان نے خاموشی اختیار کر لی۔ وہ پیکر تصویر کی طرح خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد کہا کہ مجھے یقین کامل کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔ کہ میری رسانی نبی پاک ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں صرف آپ کے عقل ہوئی ہے۔ اب میں پکا وعدہ کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو آپ کے خادموں کے گروہ میں شامل کر لوں۔ الغرض اسی مجلس میں جبکہ گیارہ ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ قمری کے آپ نے آپ سے بیعت کا شرف حاصل کر لیا۔ اس نے کرم اور سخاوت کا ہاتھ کھولا اور آپ کی دعوت کے انتظامات کئے۔ اور دوست احباب کی بھی دعوت کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اگلے سال بھی اپنے مرشد پاک سے اجازت طلب کی اور بیت اللہ شریف کی طرف روانہ ہو گیا۔ مصنف کے

اشعار (ترجمہ)

- ۱۔ اس سے بڑھ کر کوئی آدمی خوش نصیب نہیں ہے کہ جو اپنے مقصد کی منزل کی طرف سفر کرتا ہے۔
- ۲۔ دانہ پوتا ہے اور درخت پیدا ہوتا ہے۔ اور اس سے ٹہنیاں، پھول اور پتے

- نمودار ہوتے ہیں۔
- ۳۔ دریائے بلختر میں پاؤں رکھتا ہے اور مرداریہ سے اپنا دامن لہریز کر لیتا ہے۔
- ۴۔ جلانے والی آگ کے درمیان بیٹھ جاتا ہے۔ اور اس سے ابراہیم کی طرح بچوں چٹا ہے۔
- ۵۔ اسے دل اس گفتگو سے علیحدہ ہو جا۔ اگر موقع ملے تو اپنے بھری ہر ای کو اختیار کر۔

حکایت چہارم

اکثر ایسا اتفاق واقع ہوتا کہ آنجناب سائل کے سوال کرنے سے پہلے ہی جواب دے دیجئے۔ اور دل کی بے چینی کو اپنی گفتگو سے دور کر دیجئے تھے۔ چنانچہ فرخ خاندان مرتضوی سید عبدالعلی رضوی زبدہ سادات عظام زمیندار و خبردار قصبہ گرام تحصیل موہن محل گنج ضلع کھنوی جو ہم نسب اور قرابت دار، تعلیم یافتہ اور صحبت یافتہ، عابد صادق اور زاہد، عاشق اور پیشوا، ارباب ذوق اور مقتدرائے اصحاب شوق ہمزاد موہنی تعلیم حضرت قاضی عبدالکریم بریلوی نور اللہ مرقدہ تھے۔ حسن ارادت اور کمال جوش و جذبہ سے ہر سال ربیع الاول کے مہینہ میں محفل میلاد شریف آراستہ کرتے تھے۔ اور مذکورہ بالا قاضی صاحب کے طریقہ کے مطابق ذکر میلاد شریف کا اہتمام کرتے۔ اور وہ قصبہ کفرے ہو جاتے تھے۔ لیکن شیخ عبدالعلی صاحب جو قصبہ مذکور کے باشندے ہیں، وہاں ایک حافظ قرآن بھی تھے اور عالم علوم لطیف و نکتہ دان بھی

۲۔ اگر معشوق کہے

کاری میں فرماؤ کھڑا ہو:

۳۔ اگر یار کا نام نہ

شیل جائے۔

تپ نے رہنمائی کے لے

صاحب کے ذہن نشین کر

(ترجمہ شعر) عاشقان ص

نی طرح ہے۔

الغرض سید ص

کے موقع پر کھڑے ہو جا

پر ارشاد فرمایا کہ اے۔

درباریوں کے طریقہ کو

نہ ہے۔ اگرچہ علم کی فہم

حاصل کرنے پر سختی سے

جاتا ہے۔ نیز ارشاد فر

ماشتوں کے حق میں ز

ے سامنے قیامت نہ

الہام کی حکایت میں

۱۔ جس وقت

تھے وہ اکثر کہتے تھے کہ یوں محفل میں کھڑا نہ ہونا چاہئے کہ یہ مشرکین کا طریقہ ہے اور شریعت اور ایمان کے اصول کے خلاف ہے۔ اس با عمل عالم کے ارشاد نے سید عبدالحی کو عجیب کشاکش میں مبتلا کر دیا۔ قاضی صاحب مدد و مغفور کے معانات سے قنن نظر آکر وصلیائے امت کے عمل کی بنا پر کھڑا ہونے کا عمل اور تائید صاف صاف ملتی ہے۔ اور علما کی جانب سے اس کے خلاف ہے۔ یہ عجیب واقعہ اور طرز قیاس ہے۔ اسی حالت میں سید صاحب موصوف بے حد پریشان ہو گئے اور سوچا کہ اس پوشیدہ راز کو کسی صاحب دل سے پوچھ لینا چاہئے۔ چنانچہ اتفاقاً اس دن لکھنؤ شہر میں ماہ ربیع الاول ۱۲۸۳ھ کے شروع میں آنجناب (القیات کتاب سے) دارا خان کے مکان میں ٹھہرے۔ اس سے قبل کہ سید صاحب مذکورہ سوال کے لئے لب کشا ہوتے۔ آپ نے پہلی ہی جواب کے روشنی موتی اس کی تمنا کے واسطے ڈال دیئے۔ اور عجیب، غریب عنوان کے ساتھ بیان کر دیا اور فرمایا کہ اے سید صاحب جو کچھ عاشق اپنے معشوق کے حق میں عرض کرتا ہے وہ بالکل درست ہے۔ اور جس قسم کی وہ عزت و تعظیم کے طریقے بجالاتا ہے وہ سب سراسر خوشنما ہوتے ہیں۔ یہ ایک بزرگ کو قول ہے۔ (ترجمہ) اے جنوں میں تیرے ارد گرد پھرنے والوں تیرے اطواف کروں کہ تو نے مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھے کفر و مسلمانی کے چنگل سے آزاد کر دیا۔

”سید صاحب جو کچھ کہتے ہو کئے جانے اور ہر ایرے غیرے سے ہاتھ اٹھا لو اور کسی کی بات نہ سنو۔“ (ترجمہ اشعار)

۱۔ وہ عاشق بہت ہی اچھا ہے کہ جو اپنے دوست کی دولت بن جاتا ہے کہ جو اپنے معشوق کی فضا ہر غرض کی ارد گرد پھرنے لگا تا ہے۔

۲۔ اگر معشوق کہے کہ کڑا ہو جاؤ تو اسرار پاتا ہو جا تا ہے۔ اور اس کی خدمت

کاری میں خوراک کھکڑا ہوتا ہے۔

۳۔ اگر پیار کا نام زبان پر آ جائے تو عاشق کے لئے جائز ہے کہ وہ داغی جان پر

ھیل جائے۔

آپ نے رہنمائی کے لئے وہ ارشاد فرمایا کہ جس کی بنیاد پر اتنا مسعد تھا وہ فوری طور پر سید

صاحب کے ذہن نشین کر دیا۔ اور انہوں نے اپنے مدعا کو پایا۔

(ترجمہ شعر) عاشقان صادق کا راز پھیدہ رہتا ہے۔ وہ خاکی جسم کے درمیان روح

کی طرح ہے۔

الغرض سید صاحب موصوف اس دن سے بغیر سوچ و بچار کے سیلا در شریف

کے موقع پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور جناب قاضی صاحب موصوف کے مراسم کی بناء

پر ارشاد فرمایا کہ اے سید صاحب جو کوئی اپنے آپ کو دربار میں نہیں پہنچاتا ہے وہ

درباریوں کے طریقہ کو نہیں جان سکتا ہے۔ اشیاء کا علم کوئی اور چیز ہے۔ اور عشق کوئی اور

چیز ہے۔ اگرچہ علم کی فعلیات اس طرح ہے کہ آنحضرت خاتم النبیین نے علم کے

حاصل کرنے پر سختی سے تاکید فرمائی ہے۔ لیکن عشق کی منزل میں وہی علم حجاب اکبر بن

جاتا ہے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ اکثر عالموں کے ارشاد جاہلوں کے حق میں شہد ہیں اور

ماستوں کے حق میں زہر ہیں۔ اور جو کچھ عاشقوں کے سامنے تعریف ہے وہ عالموں

کے سامنے قہاحت ہے۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں۔ یہ اشعار حضرت موسیٰ علیہ

السلام کی حکایت میں سے ہیں۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جس وقت حضرت موسیٰ نے اس چراغ کو سمجھایا تو اللہ کی طرف سے خطاب

۴۔ تیر

یہ باتیں کر رہے

۵۔ ہرگز

۶۔ عاذا

نہیں رکھتا ہے

۷۔ اے

جوش میں نہ آ

۲

اپنی نظر کو قند

دالوں سے

چار ہو جا تیر

دجتا۔ اور صحر

علی صاحب

کے مکان پر

نئی صاحب

حاضر ہیں

اتفاقاً وہاں

نازل ہوا۔

۲۔ اے موسیٰ (لباس، دامن، پیر، کمر، گونڈی) دامن کر چکی کے آداب الگ

ہیں۔ جن کی جان اور روح جلی ہوئی ہے وہ اور ہیں۔

۳۔ تو وصل کرنے کے لئے آیا ہے نہ کہ جھوٹی ڈالنے کے لئے۔

۴۔ اس کے حق میں تو یہ تعریف تھی اور تیرے نزدیک یہ مذمت تھی۔ اس کے حق

میں یہ شہوت اور تیرے حق میں یہ نہ ہر تھا۔

۵۔ اس کے حق میں تو یہ تھا اور تیرے حق میں وہ آگ تھی۔ اس کے حق میں تو یہ

کلاب کا پھول تھا اور تیرے حق میں یہ خار تھا۔

جو کچھ عاشق لوگ بیان کرتے ہیں وہ دوسروں کی طاقات اور برداشت سے باہر ہیں۔

(ترجمہ شعر) جس جگہ حضرت عشق رزق افروز ہوتا ہے علم و عقل وہاں سے کوچ کر

جاتے ہیں۔ عشق اسے ایک طرف لے جاتا ہے۔

جس جگہ عشق کا بادشاہ آکھیا تو پھر تیقویٰ رہا نہ زور بازو۔ یہ شعر بھی مصنف

کے ہیں۔ (ترجمہ)

۱۔ مر جا اے میرے موسیٰ برسانے والے عشق! دونوں جہانوں میں تو ہی میرا

دوست ہے۔

۲۔ خوش آمدید بیہوشوں پر پردہ ڈالنے والے کے عشق! اے گناہوں کو معاف

کرنے والے کے عشق مر جا۔

۳۔ اے عالی و عاقل میری ہر قسم کی گفت و شنید سے دور ہو جا۔ میں نے تجھے

اچھا سمجھا ہے اور تیری طرح میرا کوئی یا نہیں ہے۔

- ۴۔ تیرے آنے سے میں ہر مطلب سے دور ہو گیا۔ تیرا شکر یہ ہے میں کب تک یہ باتیں کروں گا۔
- ۵۔ ہرگز کسی سے یہ کام نہیں ہو سکتا ہے۔ آخر کا عشق ہی فائدہ دیتا ہے۔
- ۶۔ عاشقوں کو معشوق کی فکر ہے اور یہی کافی ہے۔ عاشق زبردقویٰ کی خواہش نہیں رکھتا ہے۔
- ۷۔ اے خدا بخش! جو کچھ تو رکھتا ہے بھگن لے۔ چپ رہ اور میخواروں کی طرح جوش میں نہ آ۔

حکایت پنجم

آنجناب کا دائمی معمول ایسا تھا کہ کبھی اپنا سر مبارک اوپر نہیں کرتے تھے اور اپنی نظر کو قدم پر رکھتے اور کسی کی جانب اپنی چشمِ اطہر نہ کھولتے۔ اسی طرح بات کرنے والوں سے بھی آنکھیں چار نہ کرتے۔ اگر کسی وقت بھولے سے بھی کسی سے آنکھیں چار ہو جاتیں تو فوراً جان کو چیرنے والا تیر نظر اس کے دل پر لگتا۔ وہ گریبانِ پاک کر دیتا۔ اور صحرائی جانب بھاگ جاتا۔ چنانچہ محمد امین آبادی محلات لکھنؤ چودھری ہدایت علی صاحب تعلقہ اردھورہ تحصیل موہن لال گنج ضلع لکھنؤ، بتاریخ ۵ ذوالحجہ ۱۲۸۵ھ، کے مکان پر آنجناب ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور ہدایت کے دروازے چودھری ہدایت علی صاحب اور چودھری سرفراز احمد صاحب تعلقہ اسیچھو ضلع بارہ بنگلی اور دیگر حاضرین محفل کے لئے کھولے۔ اچانک بردن صاحب سرفتر محکمہ کشنری بہرائچ کا اتفاقا وہاں سے گزر رہا تھا۔ اور اس کی آنکھیں آنجناب کے ساتھ چار ہو گئیں۔ مگر کو

تو نہ شرف ہوا
ساتھ دیکھنے لگا۔ آ
حسن ایک دن ہو
سے کھانک ہو گیا۔
کر مجھے یہ نعمت غی

- ۱۔ اللہ کی
- ۲۔ مجھے زیارت ہو کر
- ۳۔ میں کہ
- ۴۔ میں نے گریبان
- ۵۔ میرا
- ۶۔ منی پڑی ہوئی تو
- ۷۔ ہر را
- ۸۔ میں
- ۹۔ والوں کو میں را
- ۱۰۔ اسے
- ۱۱۔ ملی ہے۔

مفت

چیرنے والا شمشق اس طرح اس کے دل پہ لگا کہ آکا دھواں اس کے دل سے نکلا
اور وہ بے خود ہو ہوش ہو گیا۔ درآشا ہو گیا۔ اور اٹھار جاڑی کرنے لگا۔ بڑکوں کا
قول درست ہے۔
(ترجمہ شعر) لگا ہ آکھوں سے پڑی اور دل سے آواز بلند ہوئی۔ تیر کہاں لگا اور غبار
کہاں سے اٹھا۔

پس کھوڑے سے نیچے اتر اور اپنے اختیار کی باگ آ بختاب کے ہاتھوں میں

دے دی۔ یہ اشعار بھی مخالف ہی کے ہیں۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ چلنے کی جو طاقت اور رفتار پہلے تھی وہ آپ کو دیکھ کر نہ رہی۔ بات کی طاقت

اور صحت جو پہلے تھی پھر نہ رہی۔

۲۔ نہ دل میں صبر رہا نہ جسم میں جان رہی۔ نہ عقل باقی رہا نہ اس کے دین کا

نشان باقی رہا۔ سب کچھ چاٹا رہا۔

۳۔ جب اس کی آنکھوں سے تازہ خون کے آنسو گرے۔ اس نے اپنے چہرے

پر ان کی سرخی مل لی۔

۴۔ اس کے باطن کے درد نے اس طرح جوش مارا کہ زمین پر گر پڑا اور اس کی

ہوش جاتی رہی۔

۵۔ نہ اس نے سرویکھنا نہ پاؤں دیکھے نہ جگہ دیکھی۔ بے جان جسم کی طرح اٹلی

جگہ سے نہ ہلا۔

۶۔ اپنے عہدہ دار جو ان کو بھلا دیا۔ اور بلائے ناگہانی میں جتنا ہو گیا۔

الغرض کچھ دیر کے بعد اسے ہوش آ گیا۔ اور آ بختاب کی قدم بوی کے شرف

سے وہ شرف ہوا۔ اور زار زار رونے لگا۔ آپ کے جمال با کمال کو انتہائی تعجب کے ساتھ دیکھنے لگا۔ آخر عرض کی گزشتہ سال میں نے اس پوری دنیا کو آراستہ کرنے والا یہ حسن ایک دن بہرائج قصبہ میں دیکھا اور اسی دن سے میں آنجناب کی بلند مرتبہ نگاہ سے کھانک ہو گیا۔ آج میری قسمت نے یادری کی اور میرے نصیب نے میری مدد کی کہ مجھے نعمت غیر مترقبہ حاصل ہوئی اور میں نے اپنا دلی مقصد پایا۔

اشعار

- ۱۔ اللہ کی حمد و ثناء کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچ گیا ہوں اور دوبارہ آنجناب کی نچے زیارت ہو گئی۔
- ۲۔ میں کیا بیان کروں کہ میں نے کیا کیا تکلیفیں برداشت کیں۔ صبح کی طرح میں نے گریبان چاک کیا۔
- ۳۔ میرا دل آپ کی جدائی سے سینکڑوں جگہ سے چاک تھا۔ سینہ پر پتھر اور سر پر مٹی پڑی ہوئی تھی۔
- ۴۔ ہر رات میں تارے گنتا اور دن کو انگھارا بھرتا تھا۔
- ۵۔ میں اس جان تا تو اس کے درد کو کیا بیان کروں۔ اگر میں بیان کروں گا تو دنیا والوں کو کہیں زللا دوں گا۔
- ۶۔ اب میری طرح دنیا میں کون کا میاب ہے۔ دکھ کے بعد انہی کا میابی کسی کو ملی ہے۔

مقصود حاصل ہونے کے بعد اسی دن انتہائی خوشی کے ساتھ وہ مسلمان ہو گیا۔

اور ہیئت کی سعادت حاصل کر کے خوش نصیب بن گیا۔ دین متین کے اصولوں پہ عمل کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اور ماضی کے طریقہ کفعل طوط پر چھوڑ دیا۔ جیسا کہ مکتبہ دوس کا کہنا ہے کہ طوائف کو جب اور مدینہ طیبہ کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد ان کے مساکینان پر ہزاروں سلام ہوں۔ اب وہ ایسے درجے پر فائز ہوا کہ بہت سے بزرگوں کی اس نے رہنمائی کی۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جو آدمی سچائی کے ساتھ قدم رکھتا ہے۔ عاشقوں کے لشکر میں جھنڈا گاڑ دیتا ہے۔

۲۔ اگر تو چاہتا ہے کہ قیامت کے دن تو مطمئن ہو تو اہل دل کی خدمت میں توجہ کرنا۔

۳۔ لوہا کہ جو پارس سے کس ہو جاتا ہے۔ وہ ذرا سونا بن جاتا ہے۔

حکایت ششم

آنجناب ایسے کام کو کہ جو موسوم و مصلوۃ کی ادا سنگی میں خنجر ڈالے عموماً اسے پسند نہ کرتے۔ اور ایسا کام کہ جو محض عزیز قرآن مجید کی عبادت کے اوقات میں اور درود شریف کے وظیفہ کے دوران خرابی کا باعث بنتا، پسند نہ فرماتے۔ نیز اپنے مریدوں کے حق میں مصلحت نہ دیکھتے۔ چنانچہ ۱۸۶۸ء بمطابق ۱۲۸۳ھ انگریزی حکومت کے حکم سے ایک اشتہار اس حکم کے مطابق جاری ہوا کہ اگر کوئی ملازم برہمنی شدہ قانون کو یا دھنیں کرے گا تو اسے ملازمت کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس لیے اسے باعتبار لوگوں کے بھی رنگ اڑ گئے۔ اور دوسرے قانون کو یاد کئے بغیر اپنے۔

کوئی چارہ نہ

صاحب بہادر

تھے ان میں۔

موضع سہارہ

چاہتے تھے کہ

یہ مشکل کیسے

مہربان کو بھارت

پرستی میں مشہور

کہہ سکتا ہوں

کہ دینا اپنے

ہے۔ لیکن شکر

اور مشہور ہوا

جہاں حاجی و

لڑائیں تو بے

نہتا ہوں اور

بہ آنجناب،

لہذا آدھس و

چاند کے اور

نہ ہو گئے ہیں

کوئی چارہ نہ جاتا۔ ایک دن اتفاق سے چند با اختیار لوگ قیصر باغ ریلوے چل حسین خاں صاحب بہادر تعلقہ دارۃ خواصو کے مکان پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہر قسم کی باتیں کرتے رہے تھے ان میں سے ایک برگزیدہ بارگاہ خداوندہ کی علمی محراب پر قائم صاحب زمیندار و خبردار مونس سہارہ پرگنہ دہلی سے شریف ضلع بارہ بکلی بھی تھے جو عتاکرگری کے بیٹے کو اختیار کرتا چاہتے تھے کہ وہ کیا اور پوچھا کہ اے بھائی اب کیا کرتا چاہیے۔ یہ مرحلہ کیسے طے ہوا اور یہ مشکل کیسے حل ہو۔ یہ تو ایک آفت ناگہانی ہے جو ہمارے سر پہ آن پڑی ہے اور ہم سب کو بحر انتشار میں غرق کر رہی ہے۔ اس وجہ سے کہ نئی صاحب موصوف جو بیرونی میں مشہور تھے اور اسی وصف سے معروف تھے انہوں نے کہا کہ اے بھائی میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ قانون کے یاد کئے بغیر میں کیا تدبیر کر سکتا ہوں کہ پیشہ عتاکرگری کو مضاف کر دینا اپنے آپ کو بے کار کر دینا ہے۔ اور یہ حماقت ہے۔ اور دانشمندی سے دور ہے۔ لیکن میں خود ذاتی طور پر اپنے لئے کوئی فیصلہ نہیں کرتا بلکہ یہ مہم کرتا ہوں کہ اگر دیگر مشہور برحق قبلہ و مطلق و عظیم خاصان رہنمائے گمراہان عالم جاہد و سنگاہ ہتھاب حاکمی وارث علی شاہ صاحب دام اللہ کالہ و وسط اللہ کل علا لہ اجازت مرحمت فرمائیں تو بے شک ہم قانون کو یاد کرنے کی کوشش کریں گے۔ ورنہ میں اسے ہلاکت بناتے ہوں اور اس وادی میں قدم نہیں رکھوں گا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ اسی مہینے پہر عزت و بہر آغختاب، چودھری ہدایت علی کے مکان پر رونق افروز ہوئے۔ جو کھنڈ شجر کے غلط لگن آباد میں واقع ہے۔ کافی مخلوق آپ کی زیارت کرنے کے لئے آئی۔ جس طرح کہ چاند کے ارد گرد دائرہ ہوتا ہے۔ اگرچہ منشی صاحب بھی آغختاب کی خدمت میں حاضر ہو گئے لیکن وہ بات جو پوچھتی تھی بالکل پوچھنا بھول گئے۔ مجلس میں بیٹھنے کے

۱۔ تراز ہو گیا۔

۲۔ جو شخص ح

پناہ بت قدم نہیں رو

آخر کار

نے کہا آج کے دور

قانون ہے۔ چنانچہ

یہ کہنے پر کمر بستہ

کے وظائف اور ارا

میں مقبول تھا، ایک

حکم فرمایا کہ اے ق

ہی ہے کہ تو چٹائی۔

ویا ہے۔ اپنے دل کو

اشعار)

۱۔ ہوش کرا

کا نتیجہ نہ ہو۔

۲۔ اللہ کے

نہیں سامان کرتا۔

جہنمی یہ حک

تو فون کی کتابیں پا

دوران ہر قسم کی باتیں ہوئیں یہاں تک کہ رات کا تہائی حصہ گزر گیا۔ مٹی صاحب انھیں اور رخصت کی اجازت چاہی تو آنجناب نے باطنی روشنی سے دریافت فرمایا کہ اس آدمی نے وہ مطلب کہ جو اس نے اپنے دل میں پوشیدہ رکھا ہوا ہے وہ بھول گیا ہے۔ آخر آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ بات ابھی باقی ہے۔ اس کو سننا چاہئے۔ الغرض مجھے مطلب کہ جو مٹی صاحب کے دل میں تھا اس کو بریکسل داستان واضح کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص شہر میں بہت اچھے انداز سے رہ رہا تھا۔ جو مختلف مناصب سے متصف تھا اور دن کو باری تعالیٰ کی اطاعت کرتا اور رات کو بیداری اور انگاری میں گزارتا۔ اور بے حساب درود شریف کا تہذیبی پاک پیٹھ کی بارگاہ میں پیش کرتا۔ اچانک ایک دوست جو مٹی کے لحاظ سے مثل شیطان بہت برا تھا اس کے پاس آیا اور اس کا معمول دیکھ کر اسے دنیاوی اعتبار سے بے کار رہنے پر پشیمان کر دیا۔ اس نے کہا کہ اے بھائی اگر تو بھی کسی کام میں مصروف ہوتا تو اپنے وقت عزیز کو نعمت سمجھ کر گزارتا۔ اس شریہ صفت انسان نے اس فرشتہ سیرت کو اس انداز سے یہ بات کہی کہ اس کے سر میں کامیابی کی خواہش جکڑ پائی۔

اشعار

- ۱۔ حوصل اور خواہش کا گھر برباد ہو جائے، کہ زمانے کے بادشاہ کو کہہ کر دیتا ہے۔
- ۲۔ نہ وہ ایک ملک کے ساتھ قناعت کرتا ہے اور نہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔
- ۳۔ جو کوئی حرص اور خواہش کے اندر جھکا ہو گیا۔ وہ شیطان کا ساتھی ہو گیا اور اس

۵۔ نماز ہو گیا۔

۴۔ جو شخص دھوکے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ فرشتہ بھی ہو تو وہ صراطِ مستقیم پہ ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔

آخر کار اس نیک آدمی نے اس شیطان آدمی سے آنے کا مقصد پوچھا۔ اس نے کہا آج کے دور میں تمام تدبیریں افسانہ اور افسوں ہیں۔ درجاء کا ترقی بخش عمل قانون ہے۔ چنانچہ وہ سادہ لوح انسان اکیلا رہے پر تیار ہو گیا۔ اور دن رات قانون یاد کرنے پر کمر بستہ باعھلی۔ اس قدر وہ قانون یاد کرنے میں مصروف ہو گیا کہ اس کے وظائف اور اشغال میں نقصان ہونے لگا۔ اس لحاظ سے کہ وہ آدمی اللہ کی بارگاہ میں مقبول تھا، ایک نئی پاک بیٹھنے نے اس کے سامنے رحمت کا دروازہ کھولا۔ اور حکم فرمایا کہ اے خدا پرست و نیاز دار ہے اور اس کا طالب کتاب ہے۔ یہ بات تو نے نہیں سنی ہے کہ تو سچائی کے راستے سے ہٹ گیا ہے اور اپنے دل کے گھر کو لالچ میں مبتلا کر دیا ہے۔ اپنے دل کو لالچ سے پاک کر اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف ہو جا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ ہوش کر اے مردانہ ہوش کر۔ اس بات کو سمجھ اور کہنے لوگوں کی طرح برائی کا بیج نہ بوی۔

۲۔ اللہ کے سوا اور کون ہے جو مخلوق کی کرتا ہے۔ اپنی ذلت و رسوائی کا تو انسان خودی سامان کرتا ہے۔

جو یہی حکم جس کی بنیاد ہدایت پر تھی سنا تو فوراً اس راستے سے ہٹ گیا اور قانون کی کتابیں پارہ پارہ کر دیں۔ اور انہیں کنوئیں کے اندر ڈال دیا۔ اپنی پیشانی

کے ساتھ۔ منشی صاحب بہت جلد سرکار بارہ ریکس نامہ اور مہاراجہ سرنجیت سنگھ صاحب تعلقات پر گز سینگ ضلع بارہ بکلی کے ہاں آئی تھیں روپیہ پر ملازم ہو گئے اور شاہی اخراجات حاصل کرنے کے لئے مسلسل کامیاب ہو گئے۔ یہ شعر بھی مصنف کے ہیں:

- ۱۔ راہ تسلیم درضا پر چلنے والے اللہ کے حکم کے سوا وہ کوئی بات ہی نہیں کرتے۔
- ۲۔ جو کچھ صنایع مطلق اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے اگرچہ وہ پسند ہے یا ناپسند ہے،
- ۳۔ وہی اولیائے کرام کے پیش نظر ہوتا ہے۔ پوشیدہ راز ان کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔

ولی بغیر کسی شک کے اللہ کا راز دار ہوتا ہے۔ لیکن وہ اللہ کے حکم کو ظاہر کیا جان نہیں کرتا۔ مشتاقانِ حق دوست سے کب جدا ہوتے ہیں۔ ان کی کھال، مغز، اور گدھے و بچے سب کچھ اسی سے ہے۔

حکایت ہفتم

آنجناب معمول کے مطابق اس طرح کرتے کہ ظاہر زبان حال سے دعاء بدعا فرماتے۔ آپ کا مہربان دل کسی ایک آدمی کا بھی مصیبت میں مبتلا ہوتا گوارا نہ کرتا۔ ظاہر آپ سوال کرنے والوں کو جواب دے دیتے تھے۔ اور باطنی طور پر اس کے مقصد کو پورا ہونے کے لئے مالک کائنات سے التجا کرتے تھے۔ چنانچہ مخزنِ خلق فقیم منشی عبدالرحیم صاحب الزآبادی لازمِ محکمہ ہندوستان ضلع کھنڈ کہ جو انگریزی حکومت سے صرف پندرہ روپیہ ماہوار حاصل کرتے تھے۔ اوقاتِ شب و روز بہر کیف

بہر کرتے اور کسی قسم کی شکایت زبان پر نہ لائے تھے۔

(ترجمہ شعر) غلام آسمان کا گھر ہمیشہ ہمیشہ برباد ہو جائے کہ اس کے اندر سورج کو ہمیشہ گہن ہی رہتا ہے۔

نیز چل چلے والے آسمان نے ان کی معاشی تنگی کو بھی پسند نہ کیا اور اچانک ڈنڈی دھوکل پر شاد اسٹنٹ بندوبست نے ان کو معزول کر دیا۔ جب وہ معزول ہونے کی جگہ پر آئے تو گویا ان کی روح قفسِ معصری سے پرواز کر گئی۔ اور اس کے بعد بہت چارہ جوئی کے بعد آخر کار انہوں نے اپنے کام کی تدبیر سوائے کامل ولی کی توجہ کے اور کوئی نہ پائی۔ کسی نے ان کو کہا کہ دیوبے شریف کے قصبہ میں ایک صاحبِ دل عالی وقار نیکوکار اور راست گفتار فرشتہ سیرت ہیں۔ منووی امام علی ان کا نام ہے۔ سادات روزانہ صبح و شام ان کے آستانہ کو بوسہ دیتے ہیں۔ خضر والیاس ان کے چشمہ فیض سے سیراب ہوتے ہیں۔ ان کے اوصاف بیان سے باہر ہیں۔ اور وہ زبانی تعارف سے بالاتر ہیں۔ (ترجمہ قطعہ)

۱۔ وہ نچی پاک کے دوست ہیں اور بے نیاز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت مقبول ہیں۔ سورج بھی اس چشمہ نور پر رشک کرتا ہے۔

۲۔ اولیاءِ کرام کی کرامتیں اس کے سامنے بچے ہیں۔ جیسے قرآن مجید کے سامنے زبور کا حکم ہو۔

تیرے مقصد کی کامیابی اس اکل روزگار منووی امام علی صاحبِ خلیفہ خاص

برگزیدہ بارگاہِ ملکِ انسان مولانا عبدالرحمن صاحب نور اللہ مرقدہ کی توجہ کی مرہون

منت ہے۔ دیگر کی طرف راغب ہونے سے اس کا مل ہوتا مشکل ہے۔ وہ افلاس کے

پھر سے پہاڑ

طرف عازم۔

اکرام صاحب

پریشان حالی

طرح مہمانرا

نے اپنی کالی

سب سے پر

کیا۔ یعنی اس

حقیقت آگاہ

مقصود حاصل

۱۔ اگر

چاہے تو سرخ

۲۔ پتہ

۳۔ اگر

۴۔ خزا

بنادیتا ہے۔

۵۔ ۲۱

۲۱

آپ کی خدم

چتر سے پیدا ہوا اور مایوسی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا۔ جس طریقہ سے بھی ہوا اس تہذیب کی طرف غلام سر ہو۔ اور جلدی سے تعلقہ ارضی اختیار و باوقار حاتم روزگار خاص محمد اکرام صاحب کے مکان جنت نشان پر مولوی صاحب مذکورہ کے پاس پہنچا۔ اور اپنی پریشان حالی کا ذکر کیا۔ اس فرشتہ سیرت برگزیدہ صورت ہستی نے ان کی بہت اچھی طرح مہمانداری کی اور اس کی اچھے طریقے سے دلجوئی کی۔ جب وہ دن گزرا اور رات نے اپنی کالی زلفوں کو دن کے چہرے پر لٹکایا۔ تو اس بزرگی کے آسمان نے تنہائی میں سب سے پہلے پریشانی کو ختم کیا اور اس کے بعد ہدایت کا چراغ اس کی راہ میں روشن کیا۔ یعنی اس نے حکم دیا کہ اے عزیز تیرے کام کی گرہ جنت حاجی وارت علی شاہ حقیقت آگاہ کے ہاتھوں ہی کھلی گی۔ ان کی خدمت میں جلدی جلدی جا اور اپنا گوبر مقصود حاصل کر لے۔ (زجرہ اشعار)

- ۱۔ اگر اللہ کا بندہ چاہے کہ تار نور ہو جائے تو وہ نور ہو جاتی ہے۔ اور کانٹے کو وہ چاہے تو سرخ گلاب بنا دیتا ہے۔
- ۲۔ چتر کو اصل بدخشاہی بنا دیتا ہے۔ اور شیکری و کان کا موتی بنا دیتا ہے۔
- ۳۔ اگر اس کا سورج ذرہ پر چمکے تو سورج اس کے سامنے کو نکالے گی نکلے نظر آتا ہے۔
- ۴۔ خوش باش آدمی کو ایک لمے میں ٹھگین کر دیتا ہے۔ خستہ حال کو صاحب حکین بنا دیتا ہے۔

- ۵۔ اس کو کلاہت سرمدی حاصل ہیں۔ وہ نپی پاک بیٹے کا محبوب ہے۔
- اس وجہ سے کہ وہ عالی خاندان مانند سیلاب ایک جگہ نہیں ٹھہرتے۔ اور تیرا آپ کی خدمت میں پہنچنا جو سراپا برکت ہے وہ مشکل معلوم ہوتا ہے اور تیرا کام محال

نظر آتا ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ آپ کی گردش رات دن چرخ و دار کی طرح ہے۔ کبھی جنگل میں ہوتے

ہیں اور کبھی پہاڑوں پر۔

۲۔ کبھی شہر میں ہوتے ہیں اور کبھی بازاری طرف چلے جاتے ہیں۔ اللہ کے سوا

کسی اور آدمی کو اس کا راز معلوم نہیں ہے۔

اس بے چارے کو بہت پریشانی لاحق ہو گئی کہ اس حال میں کس طرح آپ

کی خدمت میں پہنچ سکتا ہوں۔ الغرض اگلے ہی روز وہ کسی ضرورت سے ایک طرف جا

رہا تھا اور سید ساہو کے روضہ انور کے ارد گرد پھر رہا تھا کہ اچانک ایک طرف اس نے

لوگوں کو جاتے ہوئے دیکھا۔ بڑے کمال شوق کے ساتھ اس نے اپنے آپ کو اس جم

غیر تک پہنچایا۔ اور ان کی اضطرابی کیفیت کی وجہ ان سے پوچھی۔ تو ان لوگوں نے

اس سے کہا کہ گزشتہ رات سے مولانا، مرشدنا حاجی سید وارث علی شاہ صاحب

چودھری عبد اللہ کے گھر میں رفق افروز ہیں۔ غالباً اس وقت کی دوسری جگہ تشریف

لے جا رہے ہیں۔ اگر قدم بڑی کا خیال ہو تو ہمارے ساتھ آجائیے۔ (ترجمہ قطعہ)

۱۔ جب یہ خوشخبری اس کے کان میں پڑی تو سعادت اس کی ساتھی بن گئی اور

راحت جان اسے تریب محسوس ہونے لگی۔

۲۔ اس خوشخبری سے اس پر شادی مرگ کی کیفیت طاری ہو گئی اور تمام نہیں

فتوحات اس کے تصور میں آ گئیں۔

بہر حال وہ منزل مقصود تک جا پہنچا۔ جب وہ وہاں پہنچا آنحضرت باہر نکل

رہے تھے۔ الغرض آنجناب کے ساتھ کئی اور آدمی بھی چل رہے تھے۔ ان کے چہرے

پہ آنسو دار

عبدالرحیم ان

ہیں۔ اس کو

آخر کار اس

رخصت فر

ہو گیا۔ اس

آپ کو سنا

سائل کی کو

پھنسا ہوا

مہینے ڈھٹی

منگے بندو

ترتیب د

موجودہ ا

مختصر

بے چار

طور پر د

دیا۔ جا

کہا کہ

سے او

پہ آسورواں تھے۔ تھوڑا سا فاصلہ انہوں نے طے کیا تھا کہ آنجناب نے فرمایا اے عبدالرحیم اللہ تعالیٰ جو بڑا کریم ہے وہ بڑی قدرت والا ہے اور اس کی قدر تمہیں کئی قسم کی تیب۔ اس کی رنگا رنگ صفات ہیں۔ جب وہ کسی کو عہدے سے ہٹ کر دیتی ہیں تو آخر کار اس کی قدرت خود اس کو پاؤں پر کھڑا کر دیتی ہے۔ اتنا فرما کر عہدہ الرحم کو رخصت فرما دیا۔ عبدالرحیم کو فوراً تقویت حاصل ہو گئی۔ اور اس کا دل خود بخود تلی میں ہو گیا۔ اس کے بعد مولوی صاحب آنجناب کی خدمت میں پہنچے اور ساری سرگزشت آپ کو سنائی۔ جو ٹہمی یہ بات آپ نے سنی۔ تو آپ نے اپنی مبارک زبان کھولی اور سناں کی کامیابی کی خوشخبری سنائی۔ چنانچہ وہ حاجت مند کہ جو مصائب کے جال میں پھنسا ہوا تھا بڑی خوشی کے ساتھ واپس لوٹا اور لکھنؤ شہر میں پہنچا۔ اللہ کی مدد سے اسی مہینے کی پہلی نوکروہ نے اسے طلب کیا اور اسے بتایا کہ صاحب فاضل کشر بہادر اسلہ محکمہ بندوبست ضلع لکھنؤ اس کو پندرہ دن کے اندر اندر طلب فرما رہے ہیں۔ اور محل کی ترتیب دی کی صورت میں محکمہ بندوبست کی سزا ختم کر دی جائے گی۔ یہ پوچھنا کہ کام موجودہ اراکین سے ممکن نہیں ہو سکتا۔ علاوہ انہیں اس کام کا بندوبست تیری واپسی پر منحصر ہے۔ اگر تو ہمت کرے تو ہم سب کو اس معطلی کے بھنور سے باہر لاسکتا ہے۔ وہ بے چارہ عذر کے لئے زبان نہ کھول سکا اور قبول کر لیا یعنی دلی طور پر قبول کر لیا اور دلی طور پر دفتر کی ترتیب میں مصروف ہو گیا۔ اور چندہ تاریخ تک تمام رکھارڈ مرتب کر دیا۔ حاکم اعلیٰ اس پر اس سے بہت خوش ہوا اور اس کو عہدہ محافظ دفتر پر تقرری کر دی اور کہا کہ اسی وقت اسے چالیس روپیہ ماہانہ پر ملازم کرکھا جائے۔ یوں اس کا کام پہلے سے اور زیادہ بہتر ہو گیا۔

مؤلف کے اشعار

۱۔ کام اللہ کی مہربانی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہ اور وہ تمام حیلے کے لئے ہیں۔

۲۔ اگر اللہ کی حکمت حلیہ جو ہو جائے تو سیکڑوں تہوں کے نیچے بھی مٹک کی

خوشبو موجود ہوتی ہے۔

۳۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حلقہ قیادت کے جان دیتا ہے وہ یقینی طور پر ہر بشر کو رزق مہیا دیتا ہے۔

حکایت ہشتم

اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ عزاسمہ نے آنجناب کو اپنے محبوب کے طور پر چن

لیا۔ تو یقینی طور پر آپ کو دیگر مخلوق کا محبوب بھی بنادیا۔ بہت سالکان طریقہ امامیہ دلی

طور پر آپ سے ارادت رکھتے ہیں۔ اور بہت سے ہندو و برہمنوں نے آپ کی محبت کا

شیخ اپنے دل کی کھتی میں بزرگما ہے۔ تمام عجمان مہم اور قوی ارادت رکھنے والوں کو اگر

کسی وقت غبار و دوسرے کی خرابی دامن عقیدت پہ واقع ہوتی تو فوراً آپ کے قلب انور

کے آئینہ پر اس کا عکس واضح ہو جاتا اور آنجناب اس کو دور فرما دیتے۔

چنانچہ قرب و جوار کے نامی گرامی رئیسوں میں سے ایک رئیس، جو بارگاہ

ایزدی میں پسندیدہ تھے، چند مرتبہ عبداللہ صاحب جو رئیس قصبہ ستر کھ تھے۔ وہ آنجناب

پاکیزہ صفات کی خدمت میں دلی طور پر سرگرم رہے۔ آپ کی محبت و ارادت کے نقوش

ان کے دل کی کھتی پر نقش تھے۔ ایک دن ان کے دل میں یہ خدشہ ظاہر ہوا کہ اگر

آنجناب نماز ظاہری کو وقت معینہ پر ادا کرتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ اسی رات صا

خراب میں انہوں نے اپنے آپ کو مسجد بیت الحرام میں پایا۔ جس وقت وہاں نماز کی

ادا ہو گئی کے لئے صلیب بٹائی گئیں تو آنجناب اس جماعت کے امام بن گئے۔ چودھری صاحب جماعت میں شامل ہونے کی خواہش سے ہر طرف دوڑے لیکن وضو کرنے کے لئے پانی کا لونٹا ان کو نہ ملا۔ اسی دوران ان کی آنکھ کھل گئی۔ اور انتہائی افسوس کے ساتھ اپنے آپ کو حسرت کے آنسو گراتے ہوئے پایا۔ اور آہ کا جھنڈا ناکامی کے صحرا میں گاڑتے ہوئے پایا۔ چاکلک صبح کے وقت آنجناب عزت تاب حاجی سید وارث علی شاہ صاحب رحمہ اللہ جلالہ وکمالہ ان کے ہاں رونق افروز ہوئے۔ اور قسم فرماتے ہوئے پوچھا کہ اے عبداللہ شاہ! تجھے پانی حاصل نہیں ہوا اور تو نے نماز نہیں پڑھی۔ چودھری صاحب موصوف کو فوراً اس رم کو کن کر گزشتہ رات کی کیفیت یاد آگئی تو جناب والا کے قدموں پر اپنی چٹائی رکھ دی۔ اور کہا: کسی کا راز آپ کے دل و دانا سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ آپ کی محبت اور پیار وہاں پہنچ گیا ہے کہ آپ اللہ کے برگزیدہ بندے ہو گئے ہیں۔ یہ اشعار بھی مصنف کے ہیں:

- ۱۔ تجھی محبت والا عشق اثر رکھتا ہے۔ پار کے درد کی خبر رکھتا ہے۔
- ۲۔ جو کچھ معشوق کے دل میں ہوتا ہے۔ وہ عاشق کے کام آتا ہے۔
- ۳۔ ایسا عاشق کہ جس کو خود معشوق چن لے۔ وہ بغیر اسباب کے اسے اپنی طرف طلب کر لیتا ہے۔
- ۴۔ ایسا عاشق کہ جس نے دوست تک رسائی حاصل نہ کی۔ ممکن ہے کہ دوست نے اسے اپنی طرف بلایا ہی نہ ہو۔
- ۵۔ جس کسی نے عشق میں اپنی جان کو ہلا دیا۔ معشوق کی محفل میں اسی نے شمع روشن کی۔

اس وجہ سے تکو

۱۔ اگر

۲۔ تو

۳۔ کے دیدار میں

۴۔ اپنا

کرتا پھرتا ہوا۔

۵۔

۶۔ نیچے تو ایک

۷۔

۸۔ اسے اچھا سمجھ

۱۔

نہایت وحید

تاریخ دار

مقبول سرا

طلب کیا۔

۱۔

ہو گئے کہ۔

حکایت نہم

مولوی قاسم علی صاحب رئیس قصبہ فتح پور ضلع سیتا پور پرے سمجھدار اور
باشعور انسان تھے۔ اس قصبہ کے اندر اپنے فضل و کمال کی وجہ سے مشہور تھے۔ ہر روز
بجھور مطلع نور جناب وارث عالم نواز حاضر ہوتے تھے۔ ایک روز ان کے دل میں یہ
خیال پیدا ہوا کہ آنجناب سے نمازوں کی ادائیگی میں عدم پابندی کی وجہ پوچھیں
چاہئے۔ اسی دن حسب ضرورت ہرام پور جانے کا ارادہ ہوا۔ لیکن وہ اسی جگہ ایسے
میل ہو گئے کہ وصال کے قریب ہو گئے۔ غفلت اور بے خبری کی حالت میں دیکھا کہ
آنجناب رونق افروز ہیں اور کہتے ہیں کہ اے مولوی تو صحرا میں میرے کرنے کی طرف
متوجہ کیوں نہیں ہوتا۔ اس وقت جب کہ تو بیمار بھی نہیں ہے۔ جب میں نے یہ خوشخبری
سنی تو اپنے آپ پر غور کیا اور درحقیقت خود کو صحت مند پایا۔ انہوں نے آنکھ کھولی اور فوراً
خوشی سے کھڑے ہو گئے۔ گویا بیماری آئی ہی نہیں اور سلامتی کے ساتھ وہاں سے روانہ
ہوئے۔ اور مقام گونڈہ پہنچے۔ حسن اتفاق سے اسی دن آنجناب بھی قصبہ گونڈہ میں
رونق افروز ہوئے۔ جب مولوی صاحب آنجناب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ
بہت خوش ہوئے۔ خوشی سے جاے میں بھولے نہ ساتے تھے۔ آپ کے حلقہٴ ارادت
میں جگوش ہوش شامل ہوئے اور اپنے مگن دل کو خلک و شہات سے پاک کیا۔
بالآخر شرف بیعت سے شرف ہوئے۔ مریدان خاص کے زمرہ میں شامل ہو گئے اور
اعلیٰ مرتبے تک پہنچے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ نیک دل آدمی کو اگر کوئی بات ناپسند ہو تو بھی تو ان کے سامنے بات نہ کر کہ

۱۔ اس وجہ سے تکلیف میں مبتلا نہ ہو۔

۲۔ اگر تو راز کو پانے والی چم نہیں رکھتا ہے تو بھر بھی ہے کہ خاموشی اختیار کر۔

۳۔ تو کیا جانے کہ عاشق لوگ کس کام میں مصروف ہیں اور وہ کس طرح محبوب

کے دیدار میں مصروف ہیں۔

۴۔ اپنا کام کرنے کے لئے تو نے کیا انتظام کیا ہے کہ تو دوسروں کا مقام تلاش

کر تا کھر رہا ہے۔

۵۔ دوسروں کی ذات میں عیب تلاش نہ کر۔ اگر سیکڑوں عیب بھی تو ان میں

دیکھے تو ایک بھی بیان نہ کر۔

۶۔ اگر تیرا بخت یاوری کرے تو اچھی بات کر اور اچھائی تلاش کر اور جو تو دیکھے

اسے اچھا سمجھ۔

حکایت دہم

ایک دن زبدۃ الصلحی، عمدۃ العلماء، مابہر اسرار مخفی، وحلی مولوی امام علی صاحب
ظلیفہ و حیدر اشرافان مولانا عبدالرحمن صاحب علیہ الغفران کو شیخ جلال الدین صاحب
تقریق دار و زمیندار موضع چندولی پرگنہ پر تاج مہر صلیح بارہ بکھی نے رفیع الشان
مقبول سرمد قاضی اکرام احمد صاحب تعلقہ ارطلاق سترکھ صلیح بارہ بکھی کے مکان پر
طلب کیا۔ جب وہ ان کی خدمت میں پہنچے تو مولوی صاحب کو دیکھا کہ غمگین اور
ہیٹان ہیں اور ان کے چہرہ کا رنگ تھل تھل ہو چکا تھا۔ تو یہ دیکھ کر جلال الدین حیران
ہو گئے کہ یہ انہیں کیا ہو گیا ہے۔ ابھی انہوں نے حقیقت حال نہ پوچھی تھی کہ انہوں نے

خود ہی بتایا کہ میں نے عالم رویہ میں ایک کیفیت دیکھی کہ جو میں بیان نہیں کر سکتا۔ مختصر یہ کہ میں نے خود کو بارگاہ حضور رسالت آتب یتلے میں حاضر پایا۔ اور میں نے سیدالابرار کے بہارستان انوار سے کامرانی کے پھول پنے۔ اچانک چمن نبوی کے سرو اور باغ مرتضوی کے شجر جماعت اولیاء کے سردار جناب سید وارث علی شاہ صاحب حاجی الحرمین الشریفین دور سے ظاہر ہوئے۔ اور تازکی سے خراماں خراماں چلتے ہوئے حضور لامع النور کی بارگاہ میں پہنچے۔ اور آنحضرت کے پائے دل آرا کو بوسہ دیا اور اپنے سر کو آپ کے پائے اقدس پر رکھا اور رونے لگے۔ آنحضرت نے امتحانی شفقت کے ساتھ آپ کے سر کو اٹھایا اور کچھ ارشاد فرمایا تو جناب شبیر (حضرت امام حسین) تیزی سے اٹھے اور سیاہ رنگ کی ربیعی چادر اس امام الاولیاء کے کندھے پر ڈالی۔ پس میں نے چاہا کہ اگر اس چادر کا ایک کٹرا میرے ہاتھ آ جائے تو۔ مصرع جب تک میں زندہ ہوں تو میرے ہاتھ سے اسے کوئی آدمی چھین نہ پائے۔ اور میں اس کو قبر میں ساتھ لے جاؤں اور اسے اپنی نجات کا ذریعہ بناؤں۔

اے عزیز جب تجھ کو حاجی صاحب کی خدمت میں، جو بڑے معزز اکابر میں سے ہیں، ان کی بارگاہ میں جتھے رسوخ حاصل ہے تو اگر تو ہمت کر لے تو ان کی چادر کا ایک کٹرا حاصل کر لے تو بقایا عمر اس کے فیضان سے باہر نہیں آئے گا۔ اور دائمی زندگی میں ترقی کی دعا پالے گا۔ جلال الدین نے کہا یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے۔ میں اسی وقت جاتا ہوں اور آپ کا ادب بجالاتا ہوں۔ وہ دونوں صاحبان ابھی اسی گفتگو میں مصروف تھے کہ فوراً آنجناب حاجی وارث علی شاہ صاحب دور سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ گویا سارے پھول کل پڑے۔ انتہائی خوشی سے دونوں ہوتے ہوئے وہ آپ کے

استقبال

اعزاز۔

آپ۔

جو کہ بچ

ہوئے

اور نعم

۱۔

۲۔

سکتا۔

سمجھو

اسرار

دوسر

چپ

۱۔

۲۔

استقبال میں مشغول ہو گئے۔ اور آنجناب کو باعزت طریقہ سے لاکر بطور صدارت اعزاز کے ساتھ بٹھایا۔ جلال الدین موصوف نے پہلے تو ہزاروں منتوں کے ساتھ آپ کے سامنے اپنی گستاخیں کا غدر پیش کیا اور اس کے بعد جو کچھ دل میں اسرار تھے جو کہ پیچھے بیان کئے گئے ہیں وہ عرض کئے۔ آنجناب نے تجاہل مار فائدہ سے کام لیتے ہوئے فرمایا کہ اے مولوی صاحب خواب پر اعتبار کرنا اور خیال کو مستتر سمجھنا عقل و دانش اور فہم و فراست کے خلاف ہے۔ جس طرح کہ عقلمندوں نے کہا ہے۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ اگر خواب میں کوئی خیال ظاہر ہو تو وہ صحیح ہونے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔
- ۲۔ خواب میں اگرچہ باغ نظر آئیں لیکن ان کے پھول کوئی ہرگز نہیں چن سکتا۔

اے مولوی صاحب آپ نے جو کچھ خواب میں دیکھا ہے اسے صرف خیال سمجھو اور ان کا ظاہر ہونا محال ہے۔ اسرار کے معلوم ہونے کی وجہ سے کہ کون سے اسرار ظاہر کرنے چاہئیں اور کون سے نہیں۔ اس کے بعد دونوں بزرگ اٹھے اور ایک دوسرے کو بٹگیڑ ہوئے اور اس کے بعد آنجناب رخصت ہوئے اور مولوی صاحب چپ چاپ ہو کر وہیں بیٹھے رہے۔

(ترجمہ) اشعار موقوف

- ۱۔ عاشقوں کی رحیم کون جانتا ہے۔ درد کی نہیں کو دوسرا کوئی کب جان سکتا ہے۔
- ۲۔ میں نہیں جانتا کہ عشق نے کہاں سے جوش مارا کہ وہ عاشقوں کے سر سے

۶۔ باطن

شعبہ قربان کر

۷۔ یا اللہ

۸۔ آجا

مرغ تسلی کی طر

۹۔ ایسا

ذوال

لڑم کی برکت

اخلاق برگزیدہ

خان صاحب :

جناب والا کی ذ

صاحب کی حال

کے تحت وہاں تو

مائی بے آب کو

۱۔ انسا

عقل کا پرندہ اڑ

۲۔ نہ

بوش لے کیا۔

۳۔ میں نہیں جانتا کہ اس بے خودی کا سبب کیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ

شور و غل کیا ہے۔

۴۔ میں محبوب کے ٹھکانے کو ہرگز نہیں جانتا۔ میں کسی سے پوچھوں کہ جو مجھے

اس کا کوئی نشان بتائے۔

۵۔ اے اللہ تعالیٰ تو ہی رہنمائی کرنے والا ہے۔ کہ میں اس غم کی قید سے نجات

پا جاؤں۔

۶۔ خدا بخش یہ سب وہم و خیال ہیں۔ دوست کا دصال بغیر مرشد مشکل ہے۔

(ترجمہ) مزید اشعار

۱۔ اے اللہ تعالیٰ اس مجاہد مند میں تیرا عشق ہی میری چارہ سازی کر سکتا

ہے۔

۲۔ اے اللہ تعالیٰ اس غمگین دل کو اپنے عشق سے بجلی کی طرح کر دے۔

۳۔ مجھ کو رونے والی آنکھ اور زرد رنگ دے۔ اس کے علاوہ دل کا سوز اور سراو

عطا فرما دے۔

۴۔ ایسا درد دے کہ جو عقل کو لوٹ کے لے جائے۔ علاوہ ازیں محشر کا سوز مسلسل

عطا فرما دے۔

۵۔ قیاس کی طرح ہم کو دل کی بے تابی و بے چینی عطا فرما۔ ایسی بے خودی اور

مدہوشی عطا فرما کہ ہم اپنے ہاتھ پاؤں کو بھی نہ پہچان پائیں۔

- ۶۔ باطن کا ایسا سوز عطا فرما کہ میں پروانہ کی طرح ہو جاؤں۔ میں اپنے آپ کو شمع پہ تیرا بن کر دوں۔
- ۷۔ یا اللہ میرے اس ٹھگنیں دل کو زبان شمع کی طرح جلنے والا بنا دے۔
- ۸۔ آجاءے ساقی! آجاء، کہ یہ دل تیرا شکار ہو چکا ہے۔ تیرے انتظار میں، میں مرغِ بھلی کی طرح توپ رہا ہوں۔
- ۹۔ ایسا جام دے کہ میں فورا آہوئے صحرای کی چشم مست کا قیدی ہو جاؤں۔

گیا رہو میں حکایت

ذوالحجہ ۱۲۸۸ھ میں گونڈہ ضلع بہرائچ کی قبیچ فضا آجنگاب کے قدم مہمنت لزوم کی برکت سے از سر نو تروتازہ ہو گئی۔ اتفاق سے ماہرِ وفاء وفاق جامعِ خلق و اخلاق برگزیدہ بارگاہِ قادری علی الاطلاق پسندیدہ افسانہ و آفاکِ رامی زرد پٹی صفدر حسین خان صاحب بہادر اسٹنٹ کشن شمع بہرائچ بھی اس جگہ تشریف لے آئے۔ اور جناب والا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انتہائی محبت اور حسنِ عقیدت کے حامل ڈپٹی صاحب کی حالت و کیفیت بیان کرنا طاقت سے باہر ہے۔ ڈپٹی صاحب کسی ضرورت کے تحت وہاں تشریف لائے تھے۔ لہذا ایک دن بھی وہاں نہ ٹھہر سکے۔ جب دیوگئی تو مائی بے آب کی طرح تر پنے لگے۔ (ترجمہ شمار)

- ۱۔ انسان کا دل اس کے عشق میں موافقت کرتا ہے تو اس کے سر سے اس کے عقل کا پرندہ اڑ جاتا ہے۔
- ۲۔ نہ اس کے دل میں صبر ہوتا ہے اور نہ ہی آنکھوں میں نیند ہوتی ہے۔ گویا

آنسو دار تھے۔

۲۔ اگر تیر

کہ میری قبر ہے؛

۳۔ اس طرح

آنکھ میں آنسو نہیں

ڈپٹی

عزت و جلالت

گمیا۔ اور آنجناب

سے اور آنجناب

انگلین سرور کو

ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ روز

اور زائغ ایک ج

۲۔ اگر

طرح اچھی آوا

۳۔ اور

جائی ہے۔

۴۔ طوطا

کے ساتھ خزا

مجنوں جیسا ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس کا دل کام کرنے سے اٹھ جاتا ہے۔ وہ اپنی ذات کی تسلی مشکل گمان کرتا

ہے۔

یعنی طور پر محرم الاحرام ۱۷۸۹ھ کے عشرہ کی چھٹیوں میں کسی وجہ سے آنجناب

لکھنؤ شہر میں پہنچے۔ جس وقت آپ کی تشریف آوری کی خوشخبری گولہ بج محلہ میں گئی تو

اس قدر خوشی اور مسرت ہوئی کہ جو میرے دل میں نہ ساسکتی تھی۔ اسی دن انتہائی خوشی

کی حالت میں شام کے وقت داروغہ سید واجد علی شاہ رحس لکھنؤ شہر اور دیگر دوسرے

شہر آنجناب کی خدمت میں بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ پہنچے اور بیعت سے شرف

ہونے۔ اگرچہ ان کا دل آنجناب کی بارگاہ سے خوب فیض یاب ہونے کا کہتا تھا مگر

کفر طے کار اور اس پائیدار دنیا کے افکار کی وجہ سے چند ہی دنوں کے بعد رخصت

چلی۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اس طرح گریبان کو چاک کیا کہ سینے سے لے کر دامن تک وہ تار تار ہو گیا۔

۲۔ بہت ہی کم فرصت ہے۔ دنیا کی زندگی میں، صبح اسی وجہ سے اپنا گریبان چاک

رکھتی ہے۔

الغرض آپ کی انتہائی شفقت و مہربانی سے ایک محض تک صحبت فیض قائم

رہی۔ اور اس کے بعد آنجناب نے مثنوی شریف کے چند اشعار پڑھے۔ گویا جواہر

آبدار اور شاہوار آپ نے بکھرے۔ اس کے بعد انتہائی آداب کے ساتھ رخصت کر

دیا اور کہا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ محبوب کے فراق میں، میں نے آنسو بہائے، مورد کے پر کی طرح میرے

آنسو اُغدار تھے۔

۲۔ اگر تیرے پھول جیسے رخساروں کی یاد میں میرے آنسو بہیں تو، تو تجب نہ کر

کہ میری قبر سے پھول اکس کے۔

۳۔ اس طرح تیری جدائی کی آگ سے میرا جسم جل گیا ہے کہ میں خشکی کی طرح

آنکھ میں آنسو نہیں رکھتا ہوں۔

ڈنچی صاحب بہادر کی خوش قسمتی کہ انتخابی کثیر مال و منال، ساز و سامان اور

عزت و مقامات کے باوجود ان کے دل کا کمال اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب سے بھر

گیا۔ اور انتخاب کی خدمت میں حاضری کی سعادت اور محبت سے فیض یابی کی وجہ

سے اور انتخاب ہادی آگاہ وارث عالم پناہ کی بیعت کی وجہ سے ان کو حضور اکرم رسول

الطہین سرور کو نمین بیٹھنے کی بارگاہ میں حاضری کا اعجاز نصیب ہو گیا بزرگوں کا قول حق

ہے۔ (زہرا شہار)

۱۔ روح پاک ہے لیکن نفس چلے بہانوں سے بھرا ہوا ہے۔ کہاوت میں طوطی

اور زاغ ایک جگہ اکٹھے ہو گئے۔

۲۔ اگر اس طوطی کے ساتھ تیرا دل موافقت کرنے والا ہو جائے تو وہ اس کی

طرح اچھی آواز والا ہو جائے۔

۳۔ اور اگر کوئے کی نیرنگی آواز پر کان لگ جائیں تو عقل مہر کی متاع ضائع ہو

جاتی ہے۔

۴۔ طوطی کے کام کوئے سے نہیں ہو سکتے۔ ایتھے کے ساتھ اچھا ہے اور خراب

کے ساتھ خراب ہے۔

ہے۔ بصدائق

(ترجمہ شعر) میں امتیازی جا

خاموشی کی مہر رکھتا ہوں۔

پس ان تمام مجھ

محبت کی طرف ناکل نہ ہواو

اگر چکاؤ کی ٹکا

ہے۔

تیسو الہامیہ:

حقیر نے آنجناب

پیرا یہ میں بیان کہ

اگر جناب سید

اللہ برکاتہ و ازادہ و کمالہ

الک اعداؤ نکالیں۔ اس۔

قاعدہ کی رو سے اسم ذرا

مطابق ۲۰ عدد لئے جائیں

جزئیات رکھتے ہیں۔ اور

رکھتے۔ اگر چہ ان چند

اے عظیمہ، مشکل پسند کرنے والوں اور اے مجید جاننے والوں! یہ غور کرنے کا مقام ہے اور انصاف کرنے کی جگہ ہے۔ قلب الاقطاب حقیقت اشتیاق برگزیدہ انفس و آفاق حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی کے رحلت فرمانے کے وقت جو ایک کان کی طرح تھے اور آپ کے پختہ ہونے کی بنیاد پانی کی سطح جیسی گہری تھی۔ آپ ایک ایسے عارف تھے کہ جن کو اس زمانے کا مرکز سمجھا اور پہچانا جاتا تھا۔ اب اس ملک میں ایسی ہستی موجود نہیں رہی۔ وہ ایسے کامل تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے صادر ہونے کے نشانات سمجھ جاتے تھے۔ ان کا کوئی مثل نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ بے مثل پر قربان ہونے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رنگا رنگ معنوں پر قربان ہونے والے وہ باغ کو جس میں خزاں آجکی تھی۔ اس میں قدم ہیمنت لڑم جناب کرامات ملک دستگاہ حقیقت نہاہ الحرمین شریفین سید وارث علی شاہ صاحب دام برکاتہ آپ کی وجہ سے اسے تازہ رنگ اور چمک اور بے اندازہ زینت ملی۔ آنجناب کو چند صفات کے ساتھ مصنف کیا گیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کثیرہ کے نزول کا سبب بنے۔ سب سے پہلی یہ ہے کہ آپ اپنے زمانے کے بے مثل ہیں۔ اور شاہ مرواں شیراز داں مولانا علی رحم اللہ جہد المکرم کی آل سے ہیں۔ اور دوسرا قرآن پاک کے حافظ ہیں۔ اور تیسرا یہ کہ آپ معزز حاجی الحرمین الشریفین ہیں۔ چوتھا یہ کہ نبی پاک کی پسندیدہ احادیث اور اخلاق یعنی سنن سے متصف ہیں۔ اور چارچاں یہ کہ یہ متوکل و بے نیاز ہیں۔ اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ کرنے والے نہیں ہیں۔ چھٹا یہ کہ کعبہ جانا باز مشفق کی جماعت کے سردار ہیں۔ آپ کی باطنی صفات کا سراغ لگانا نیک صاحب دلائل اصحاب کا کام ہے۔ یہ ہم جیسے کم ظرف کم فہم کم مایہ لوگوں کا کام نہیں

ہے۔ بعد ازاں

(ترجمہ شعر) میں انتہائی جذبہ کے ساتھ اس خیال کو چھوڑ دیتا ہوں۔ اور اپنی زبان پر خاموشی کی ہر رکھتا ہوں۔

پس ان تمام عجیب و غریب صفات کے باوجود یہ سیاہ بختی ہے کہ آپ کی محبت کی طرف مائل نہ ہوا و آپ کی ارادت کے حلقے میں نہ آئے۔ بقول سعدی:

اگر چکا در کی نگاہ سورج کو نہ دیکھ سکے تو اس میں سورج کے چشمہ کا کیا گناہ

ہے۔

تیسواں تحفہ: بزرگوں کی ان حکایات کا ذکر کہ جو اس

حقیر نے آنجناب کی مجالس میں سنیں اور ان کو نظم کے

پیرایہ میں بیان کیا اور قاعدہ تجنیس الاعداد وغیرہ کا بیان

اگر جناب سید وارث علی شاہ حاجی الحرمین الشریفین رضوی نیشاپوری دام

اللہ برکاتہ و زاداتہ و کمالہ کے بڑی طور پر یا آپ کے نام نامی اسم گرامی کے الگ

الگ اعداد نکالیں۔ اس کے بعد ضرب دیں یا تقسیم کریں یا کئی گنا کریں اور نئے مرتبہ

قاعدہ کی رو سے اسم ذات کے اعداد کے مطابق کہ اسم ذات سے مراد اللہ ہے، کے

مطابق ۲۰ عدد لئے جائیں تو کہتا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کے اسم ذات کے ساتھ باہمی

توزیعت رکھتے ہیں۔ اور عددوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے غیریت یا علیحدگی نہیں

رکھتے۔ اگرچہ ان چند روشن اشعار سے ترکیب تجنیس الاعداد سے آپ کے اوصاف

ظاہر ہوتے ہیں لیکن میں حقیر نے اس کو آسان انداز سے سمجھانے کے لئے سہولت کی بنا پر ضرب اور یہیم کا قاعدہ تحریر کر دیا ہے۔

قاعدہ تینس الاعداد

- ۱۔ ہمارے مجموع، ذات خداوند کا نکات کے ساتھ اس طرح نحو ہیں جس طرح کر لغات میں معانی ہوتے ہیں۔
- ۲۔ شاہ صاحب کا نام نامی اسم گرامی یعنی آپ کے اسم کے اعداد کو پہلے دو نہ کر۔ اس کے بعد ایک اس میں بڑھادے۔ اسے اچھی صفات والے۔
- ۳۔ اور ان سب کو میرے بھائی ضرب دے تین کے ساتھ۔ پھر اسے نکات کو جاننے والے اسے چھ کے ساتھ تقسیم کر۔
- ۴۔ باقی جو کچھ بچے اس کو بائیس کے ساتھ ضرب دے تاکہ اسم ذات کے اعداد معلوم ہو جائیں۔
- ۵۔ یہ قاعدہ خدا بخشنے لکھا ہے اس طور پر کہ سارے عالم میں اس کی یادگار رہے۔

اسی طور پر یہ بھی قاعدہ ہے

- ۱۔ اللہ وارث کے ساتھ ہے اور وارث اللہ کے ساتھ ہے۔
- ۲۔ جیسے چاند سورج کے ساتھ ہے اور سورج چاند کے ساتھ ہے۔
- ۳۔ شاہ صاحب کے نام کے اعداد لے۔ پھر اسی طریقہ کے مطابق سوچ بچار کر۔
- ۴۔ شاہ صاحب کا نام اسم ذات کے ہمزوں آئے گئے اور پوشیدہ اسرار ظاہر ہو جائیں گے۔

مثال کے طور پر

اللہ

۶۶

وارث علی

۸۱۷

۳۷

۱۶۳۳

۱۰

۱۶۳۵

۳۷

۸۱۷

۳۷

۱۰

۶

۳۷

۳

۲۲۷

۶۶

وارث

۷۷

۳۷

۱۶۱۲

۱۰

۱۶۱۵

۳۷

۷۷

۳۷

۳۷

۳

۲۲۷

۶۶

علی بن ابی طالب آپ کے نام کے ہر جزو پر دو حاکم ان تمام سے بھی مدد فرما رہے ہیں۔

سید وارث علی حاجی وارث علی

۸۹۱

۱۱۳۵

ترکیب ایضاً (ایسی ہی ایک اور ترکیب)

- ۱۔ اے خداوند! میں اس امر سے حیران ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا اسرار و رموز ہیں۔
- ۲۔ خواہ زمین ہو یا چرخ آسمانی، چاند سورج ہوں یا کوئی اور سیارے۔
- ۳۔ وہ جنگل ہو، صحرا ہو یا پہاڑ، اسمائے خداوندی ہوں یا حضور نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارک۔
- ۴۔ ہر اک شے میں وارث کا جلوہ پوشیدہ ہے۔ مگر سمجھنے کے لئے جذبہ جنون و عشق کا ہونا شرط ہے۔
- ۵۔ کسی بھی قسم کے اعداد و گنا کر کے پہلے کی طرح عمل کرو اور پانچ سے ضرب دے کر سابقہ عمل کو دہراؤ۔
- ۶۔ اگر یہ بات عقل و فہم میں نہ ساری ہو تو جس طرح میں نے کہا اسی طرح کر کے دیجو۔

مثال کے طور پر

وارث علی

محمد

۸۷

۹۲

۲۴

۲۴

۱۶۳۳

۱۸۳

+

+

۱۶۳۵

۱۸۵

×

×

۵۷۷۷۷۷

۹۲۵۹۲

۷۱

۹۰

۷۱

۲۵

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

۷۱

قاعدہ اظہار اسعمر شہ وارش علی تطلب زمن (ترجمہ قطعہ)

۱۔ اگر تو نور تلاش کرنا چاہے تو شرع پر عمل پیرا ہوا۔ اور اپنے آپ کو تو کو دشمن سے منقطع کر دے۔ یعنی جنت (جس کے آئندہ دروازے ہیں) کی خواہش کو چھوڑ

دے۔

۲۔ پھلوں میں سے عجیب پھل انکور ہے کہ اس کی لکڑی کسی کام کی نہیں نہ ہی اس سے حکم بن سکتی ہے۔ نہ ہی خوشنما کہنے کے لئے، قند بنانے کے لئے اس کی لکڑی کی زبان کاٹی جاسکتی ہے۔

اسی صنف میں مزید

وارث علی کی صفت میں کیا بیان کروں

- ۱۔ ثابت (دہنما سیارہ مرشد) میرے دل میں صبا کی طرف سے یوں بس گیا ہے، کہ اب تیرے ثمرات کے فیض کو بھلا بد کیا بیان کرے گی۔
- ۲۔ مجھے کوئی شخص کیسے مکر ہو سکتا ہے۔ کسی کے عجیب کو بیدل کیا بیان کرے، بس یہی کافی ہے۔

آنجناب کے اسم مبارک کے حروف کی صفات کا بیان

- ۱۔ زمانے کے شہنشاہ کا نام واہ واہ کیا خوب ہے۔ کیا ہی اچھا ہے۔ ہر طرف سے وہ خوبی اور صفات کا ایک نشان ظاہر کرتا ہے
- ۲۔ آپ کے نام مبارک کی پہلی واؤ اس رمز کی کہانی بیان کرتی ہے کہ آپ کے

- ۱- سر پر ولایت کا تاج ہوگا۔
- ۲- ولایت کو اس کے نام پر لکھ دیں گے۔ دوسروں کے نام پر قلم نوٹ جانے لگی۔
- ۳- اس گہر بار کے نام پر الف آیا۔ یہ نبی پاک شاہ ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں نشانہ نبی کرتا ہے۔
- ۴- راہل ایمان کو بشارت دیتی ہے کہ اللہ کی رحمت آئے گی جس زمانے میں آپ آئیں گے۔
- ۵- راہ کے بارے میں نہ پوچھ کہ اس کا راز ظاہر ہے۔ یہ اللہ کی رحمت کا نشان ہے۔
- ۶- جو نام میں ٹا ہے وہ سر بلندی کا مہابی کا نشان ہے۔ کہ وہ تمام عمر عشق کی راہ میں ثابت قدم رہیں گے۔
- ۷- اس دنیا کے قصر میں فلک نے نہیں دیکھا کہ فخر کی منزل میں آپ جیسا کوئی ثابت ہو۔
- ۸- اسی طرح آپ کے نام کی عین اخلاص کا پتہ دیتی ہے، کہ حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار کی آل اولاد عارف خاص ہیں۔
- ۹- آپ کے نام پاک میں عین سے میرا خیال تازہ ہو گیا کہ آپ کی وجہ سے عشق کو بہت بلند شہرت حاصل ہوئی۔
- ۱۰- آپ کے نام نامی اسم گرامی کے لام سے یہ راز ظاہر ہوا کہ لباس فقر آپ کے جسم کو آراستہ کرنے والا ہے۔

۱۲۔ مگر وہ فقر کہ جو اللہ کے رسول کو پسند ہے۔ آپ نے اس کو دوسرے فرمایا کہ

مجھے فقر پر فخر ہے۔

۱۳۔ یا آپ کے کلمات کی نشاندہی کرتی ہے کہ آپ اس زمانہ کی یادگار ہیں۔

۱۴۔ اے خدا بخش اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگ کہ جب تک یہ زمین اور

آسمان قائم ہیں،

۱۵۔ مچلی سے لے کر چاند تک ہمیشہ ہر شے آپ کی تابع رہے۔ حضرت

وارث علی شاہ کے عشق کے ساتھ۔

۱۶۔ واہ واہ آپ عشق کے ملک کے تخت شاہی کی زینت ہیں۔ لکھنؤ کو فتح

کئے والا جھنڈا آپ ہیں۔

۱۷۔ عاشق ہی کو صرف آپ کی وجہ سے رونق حاصل نہیں ہے بلکہ حسن کی زلف کو

بھی آپ نے آب و تاب دی ہے۔

۱۸۔ آپ کی بارگاہ کی مٹی بھی اکسیر ہو گئی ہے۔ آپ کے راستے کا غبار بھی

جزا ہرات والے سر سے بہتر ہے۔

۱۹۔ آپ کی زلف کے قیدی بلبلی اور پھول دونوں ہیں۔ آپ کے عشق میں جزو

سے کل تک مبتلا ہیں۔

پہلی منظوم حکایت

۱۔ میں نے سنا کہ ایک دیندار بادشاہ تھا جو انصاف کرنے والا اور حکم ختم کرنے

والا تھا۔

- ۱۳۔ آپ
۱۴۔ سے اس مقصد
۱۵۔ از خود اپنے آپ
۱۶۔ مجھے
۱۷۔ ہوئے ہیں
۱۸۔ راستے کا گر
۱۹۔ اگر
۲۰۔ کہ
۲۱۔ یعنی خود ہی سر
۲۲۔ اس پر نہ چکے
۲۳۔ نہ جانے
۲۴۔

- ۲۔ اچانک اس کے دل میں خیال آیا کہ اللہ کا قرب حاصل کرنا بہت محال کام
۳۔ ہے۔
۴۔ خصوصاً ربحِ حتم کے شراب نوشوں کے لئے کہ جو نبی پاک ﷺ کے حکم کے
۵۔ باغی ہیں،
۶۔ میں نہیں جانتا کہ تباہ کا شراب نوش، جو شاہ و امرا پرستی کی راہ سے دور ہیں،
۷۔ یہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے راستہ کو کیسے پہچان سکتے ہیں کہ یہ سچائی کا راستہ ہی
۸۔ ہرگز نہیں جانتے۔
۹۔ اسی وقت خاص لوگوں میں سے ایک نے ربیعائی کی کہ ہوا کی طرح شہر کی
۱۰۔ طرف دوڑ کر جانا چاہیے۔
۱۱۔ سب سے پہلے جس فقیر کو پائے، اس کی پاگاہِ اقدس میں حاضر ہو۔
۱۲۔ تیر کی طرح وہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ تو ایک بوڑھے سے اچانک اس کی
۱۳۔ ملاقات ہوئی۔
۱۴۔ اس بزرگ نے اسے اس درویش تک بچھنے کا راستہ دکھایا، تا کہ وہ اس فقیر کی
۱۵۔ بارگاہ میں حاضر ہو سکے۔
۱۶۔ بادشاہ نے اس سے انتہائی عزت و تکریم کے ساتھ ابتدا تا انتہا تمام بات
۱۷۔ بیان کی۔
۱۸۔ وہ فقیر خنداوار اس نے کہا کہ اے بادشاہ میں اس راہ کو نہیں جانتا۔
۱۹۔ تو نے جب خود چاہا تو میں تیرے سامنے پہنچ گیا ہوں، میں نے راستے میں
۲۰۔ دربان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی۔

- ۱۳۔ آپ کے دربار تک پہنچنے کا کوئی وسیلہ میں نہیں رکھتا تھا۔ میں نے کسی حیلہ سے اس مقصد کے لئے کوئی تدبیر نہیں کی۔
- ۱۴۔ مجھ کو بادشاہ کے ساتھ ملاقات کرنے کا مکان بھی نہ تھا۔ میرے راتے میں تو از خود اپنے آپ کو لے آیا ہے۔
- ۱۵۔ تو نے خود کم کو اپنے سامنے بلایا ہے۔ بادشاہ کے ساتھ ایک گدرا کر کو کیا نسبت ہو سکتی ہے۔
- ۱۶۔ مجھے اور اپنے شاہی محل کو دیکھ۔ اب ذرا دیکھ کہ میں اور بادشاہ کچا بیٹھے ہوئے ہیں۔
- ۱۷۔ اے جواں مرد مجھے آپ کے ساتھ کیا نسبت ہے۔ کہاں چمکنے والا سورج اور یہ راتے کا کردار۔ یہ کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔
- ۱۸۔ اے بادشاہ اگر بادشاہ ہر دو عالم اپنی بارگاہِ معظم میں طلب کرے۔
- ۱۹۔ اگر جہان کا بادشاہ چارہ سازی کرے یہ تو بندہ وازی ہے۔
- ۲۰۔ کوئی آدمی یہ طاقت نہیں رکھتا کہ وہ اپنا راستہ اپنے پاؤں سے طے کرے۔
- یعنی خود ہی ساری منازل طے کر لے۔
- ۲۱۔ پھر کے محل اور موتی نہیں بن سکتے ہیں۔ جب تک مشرق کا بادشاہ سورج اس پر نہ چمکے۔
- ۲۲۔ صدف کی خالی آنکھ موتی سے پر نہیں ہو سکتی کہ جب تک آبِ نیسان سے بھر نہ جائے۔
- ۲۳۔ اے خدا بخش اس راستہ میں قدم نہ رکھ کہ بغیر طلب کے بارگاہِ اقدس میں

نہیں پہنچي جا سکتا۔

۲۴۔ آسانی اور شراب کا مسلسل دور چلا کہ میں سیر عالم کی خواہش رکھتا ہوں۔

۲۵۔ تاکہ بے خودی کی محفل میں، میں ہوشیار ہو جاؤں اور یار کے خیال کے

ساتھ ہم آغوش ہو جاؤں۔

دوسری حکایت

۱۔ میں نے سنا کہ ایک بے دین آدمی شراب نوش دونوں جہانوں کے کاموں

سے اس نے اپنا ہاتھ جھانڑ رکھا تھا۔

۲۔ اسلام کا رسم و رواج نہیں جانتا تھا۔ بلکہ جام و سہو کے سوا اور کچھ نہیں جانتا

تھا۔

۳۔ وہ اس طریقے سے زندگی گزارتا تھا کہ اپنے دل پسند طریقے سے عیش و

عشرت والی زندگی بسر کرتا تھا۔

۴۔ جب موت آئی اور مرنے سے مجبور ہو گیا تو حسرت سے اس کے دل میں

سینکڑوں کانٹے بچھے۔

۵۔ آنجناب عزت آتاب کی بارگاہ اقدس میں لوگ اسے لے گئے، مکمل ذلت

اور سوائی کے ساتھ۔

۶۔ اللہ کے حکم سے مالک کے پاس لے گئے۔ اس بے حیا کو دوزخ کی طرف

لے جاؤ۔

۷۔ اے رویہ دار مالک نے اسے آواز دی، تو نے سنا کہ تجھ پر کون سے احکام الٰہی کو

تھے۔

۸۔ آجا اور وزخ کی طرف قدم رکھ کیونکہ تمہاروں کی جگہ انجام کے لحاظ سے

آگ ہے۔

۹۔ یہ حکم اس نے بنا اور جلدی جلا گیا۔ جانوروں کی طرح جنگل کی طرف

روانہ ہو گیا۔

۱۰۔ اس تیز چلنے پر مالک نے تعجب کیا۔ اور اس سے اس کا سبب دریافت کیا۔

۱۱۔ جب اس نے یہ سوال سنا تو وہ زار و قنارہ کرنے لگا۔ جب تک میں دنیا میں

زندہ رہا۔

۱۲۔ بے فائدہ راستے کے سوا میں کسی اور راستے پر نہ چلا۔ گناہ کے جال سے میں

نے باہر قدم نہیں رکھا۔

۱۳۔ اب میں یقین نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ آخرت کے حکم پر میں نے تاخیر کی۔

۱۴۔ مگر ایک حکم میں نے پورا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں نے ایک ہی

حکم کی اطاعت کی ہے۔

۱۵۔ اس طرح اس نے کہا اور حسرت سے ایک آہ بھری کہ اچانک رحمت کے

دریا میں جوش آ گیا۔

۱۶۔ آواز آئی اللہ کی بارگاہ سے کہ اے مالک اس شخص سے ہاتھ اٹھا لے۔

۱۷۔ اسے رضوانِ جنت کی طرف لے آئے۔ خاص لوگوں کے مقام پر اسے جگہ

دے۔

۱۸۔ کہ ہم کو یہ بات بہت اچھی لگی۔ معافی مانگنے کی آواز ہمیں دلکش لگی۔

- ۱۹۔ کوئی شخص اس سے زیادہ بہتر کام نہیں کرے گا کہ خوشی سے وہ دوزخ کا راستہ اختیار کرے۔
- ۲۰۔ یہ ایسا شخص ہے کہ جس نے میرا حکم پسند کیا اور خوشی سے جہنم کی طرف گیا۔
- ۲۱۔ میں نے اس کے تمام گناہ اور قصور معاف کر دیئے اور فروں بریں میں اس کو ٹھکانہ دے دیا۔
- ۲۲۔ واہ واہ! رحمت کا ظہور اور واہ واہ! شانِ خداوندی۔ شان اور عظمت والی اس ذات کی قدرت پر سبحان اللہ۔
- ۲۳۔ واہ واہ! کیا ہی قدرت ہے اور کیا ہی اس کی بندہ نوازی ہے۔ اور کیا ہی اس کی خلاق پروری ہے اور کیا ہی چارہ سازی ہے۔
- ۲۴۔ کیا ہی خوب بخشش ہے اس کے لئے کہ جس نے گناہ کی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ کون اس ذات کے سوا یہ مشکل کشائی کر سکتا ہے۔
- ۲۵۔ اے خدا بخش کس وجہ سے توبہ قرار ہے۔ کیا تو اس بے دین رند کے حال سے واقف نہیں ہے۔
- ۲۶۔ اے ساتی! آ جا اور لبالب جام دے۔ کہ میں اپنے دوست کو آج کی رات ہی اپنے سامنے پالوں۔
- ۲۷۔ شاید میں اس جام سے نورانی حال والا بن جاؤں اور زندگی کی بساط کو طے کر لوں۔

تیسری حکایت

- ۱۔ میں نے سنا کہ گزرے ہوئے زمانہ میں ایک حسین و جمیل عورت تھی جو لوگوں کے دل موہ لیتی تھی۔
- ۲۔ باپ نے جب اسے اس طرح دیکھا تو بڑی عزت کے ساتھ اس کا نام سوتا داس رکھ دیا۔
- ۳۔ اگرچہ اس کی عمر میں سال ہو چکی تھی، لیکن نکاح سے ابھی تک وہ فارغ اہل تھی۔
- ۴۔ جس جگہ فقراء کا مجمع سنتا تو دلی طور پر اس کی خدمت و دید کے لئے دوڑتے۔
- ۵۔ اتفاقاً ایک دن اس نے ایک مجمع دیکھا کہ کسی داس کا بھی اس جگہ سے گزر ہوا۔
- ۶۔ اس نے جموں کوئی اور اس کی طرف رغبت کی، تا کہ اس سرور کو اپنی آغوش میں لے لے۔
- ۷۔ جب تسلی داس نے بے باکی سے اسے دیکھا تو وہ انتہائی شرمندگی سے محجوب ہو گیا۔
- ۸۔ خوبصورت عورت کہ جو ترکستان کے ہر فرخا کو بھی شرمندہ کرنے والی تھی۔ اس حرکت پر اس نے بہت تعجب کیا۔
- ۹۔ تسلی داس نے کہا میں فقیری میں اگرچہ بہت مشہور ہوں لیکن میں اس وقت

برای عادت کہ

۶۔ تو

سوال و جواب

۷۔ تو

سکھانے والا

۸۔ لا

۹۔ عا

۱۰۔ عا

فریب کرتے

۱۱۔ د

۱۲۔ و

دولت کے

۱۳۔ ا

پوشیدہ جال

۱۴۔ ؛

پینے والے

۱۵۔ .

تک نظر میں نہ ہوں۔

۱۰۔ عورت نے کہا وحدت کے متعلق تو نے کوئی سراغ نہیں لگایا ہے۔ اپنے

آپ کو مرد سمجھا اور ہم کو عورت شمار کیا۔

۱۱۔ توحید کے شہر میں رہنے والوں کی نگاہ میں دونی کو ایک ہونے کے ساتھ کیسے

دُش حاصل ہو سکتا ہے۔

۱۲۔ تہی داس اس عورت سے بہت خرسار ہوا۔ اس پاک عورت کے پاؤں

میں اپنا سر رکھ دیا۔

۱۳۔ اے خدا بخش وحدت کے مقام پر محض پہنچ گیا تو اس کی نگاہ میں مرد اور

عورت کیساں ہیں۔

چوتھی حکایت

۱۔ ایک عارف پہاڑ سے اتر کر جنگل سے گزرا تو جنگل کے دامن میں شیطان کو

دیکھا۔

۲۔ دل غم دوسرے بھر اہوا تھا۔ آنکھ بھانبات سے خالی ہو چکی تھی۔

۳۔ اس صحرا نور و عارف نے شیطان سے کہا کہ اس جنگل میں تو کیوں فصول

کھڑا ہے؟

۴۔ تمہاری طبیعت و سواں سے کیسے آزاد ہو گئی ہے، یہ الماس کو چیرنے والی

قدرت کو حرم گئی؟

۵۔ تمہاری شعلہ انگیزی کی عادت کہاں گئی، تیری ہر کسی سے لڑائی جھگڑنے کی

بری عادت کہاں گئی؟

۶۔ تو ہر بے چارے بوڑھے اور جوان کے لئے ڈاکو ہے۔ تو تو طعنہ زنوں کو

سوال و جواب کرنے والا ہے۔

۷۔ تو نے مجھے اس کوشش سے روک رکھا ہے۔ زمانے کے فقیر کو تو خیلے بہانے

سکھانے والا ہے۔

۸۔ لاپچی کروہ اور حقوق کی گسراہی کے لئے بس تو اکیلا ہی کافی ہے۔

۹۔ عالم وہی ہے جو عالم بھی ہے۔ در نہ وہ تمام جاہلوں سے بدتر ہے۔

یہ بھی اسی بزرگ کا بیان ہے

۱۔ علم والوں نے بتایا ہے کہ مال حاصل کرنے کے لئے وہ کس قدر راستے داؤ

فریب کرتے ہیں۔

۲۔ دین کا علم ان کے حصے میں نہیں ہے جو دنیا کے لئے ان کا کفار کرتے ہیں۔

۳۔ وعظ کی مجلس اور پر شوق حکایتیں صرف ایک دوسرے پر برتری اور مال و

دولت کے حصول کے لئے سنا کی جاتی ہیں۔

۴۔ ان کی عاجزی فریب سے بھری ہوئی ہے۔ لوگوں کے لئے انہوں نے

پوشیدہ جال بچھا رکھا ہے۔

۵۔ یہ برباد ہونے والی جماعت۔ عجیب و غریب شکاری ہیں۔ یہ فقط جسم پر جامہ

پہننے والے اور نفل میں کتاب رکھنے والے ہیں۔

۶۔ آدمی کو ہمیشہ محتار رہنا چاہئے۔ تاکہ ان کی آواز سے ان کے جال میں نہ

بھٹس جائے۔

۷۔ اے خدا، بخش اس راستے میں ہوش سے چل۔ اپنے آپ کا لٹا کر، خاموش

رہ، کوئی بات نہ کر۔

پانچویں حکایت

۱۔ پاییزگی کے بادشاہ کی کہانی مجھے یاد ہے۔ جو کہ نظام الدین خنر والا دلیا،

تھیں۔

۲۔ آپ کئی مرتبہ فرماتے کہ ضرورت کی یہ حالت کیا ہی اچھی ہے کہ دیکھ

چھپے پر ہوا اور اس کے اندر گوشت نہ ہو۔

۳۔ اگر بغیر گوشت کوئی شخص شور باپکائے تو اس کا نام جھوٹا شور بارکتے ہیں۔

۴۔ ایک دن ایک مرید نے کہا اے میرے شیخ کامل اس معاشے سے آپ خودی

پر وہاں خادیں۔

۵۔ اس پاک باز ولی نے جواب دیا ان جوانی کے لئے تو دردِ کت نماز ہے۔

۶۔ دنیا ترک کرنا، شہوت اور لالچ کا چھوڑ دینا، یہ کام مشکل و اور انداز سے فریاد

مشکل ہے۔

۷۔ جب تک دنیا تیرے دل میں بسی ہوئی ہے تو یہ جھوٹی اور بے کار نماز ہے۔

۸۔ اپنے دل کو لالچ سے پاک رکھ، نہ کہ تو ظاہری طور پر چیلنے والے والا ہو۔

۹۔ دنیا کے ساز و سامان کو خار و شر مساری کچھ تو کسی کے ساتھ قطعاً کوئی آس

امید اور تعلق نہ رکھ۔

۱۰۔ اگر تو رزق کے فکر کے جال میں پھنسا ہوا ہے تو یہ خاموشی تجھے کیا لطف د

فاکر دے گی۔

۱۱۔ اہل و عیال، رزق اور لباس کی فکر ہلٹی سفر سے روک دیتی ہے۔

چھٹی حکایت

۱۔ ایک خود پرست نے نکلی کو خراب میں دیکھا۔ جو شراب نوش تامل و دستوں

کے ساتھ تھا۔

۲۔ وہ سر تا بقدم حیرانگی کے سمندر میں گم ہو چکا تھا۔ حیرت میں ڈوبا ہوا تھا اور

اس نے اپنے آپ کو کہا۔

۳۔ میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے اندر حیران ہوں۔ شیخ کو دین لوگوں کی

صحبت کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

۴۔ اس کا دل اس وجہ سے بے قرار ہو گیا، آخر کار وہ زمانے کے شیخ کے سامنے

پیش ہوا۔

۵۔ اس نے اپنے خواب کا حال ان کے سامنے واضح طور پر بیان کیا۔ شیخ

مسکرائے اور فرمایا ہاں یہ درست ہے۔

۶۔ جو کچھ تو نے کہا ہے یقیناً تو نے سچ کہا ہے۔ لیکن اے مہربان یہ آپ کی

شفقت ہے۔

۷۔ اگر تو سونے کا ارادہ کرے تو اپنے بچے کو جلدی سے سیاہ کر لے۔

۸۔ اس محفل میں اگر تو مجھے پالے۔ تو پھر تو میرے چہرے پر بر ملا تھپڑ مار۔

جائے۔

۲۲۔ کامل

کرنا چاہئے۔

۲۳۔ اگر کو

کہ سراپا جائز نہ

۲۴۔ حضر

میں میرے حال

۲۵۔ اگر

کرے وہ عجیب

۲۶۔ اے

حقیقت وہ اس

۱۔ ایک

۲۔ ایک

۳۔ اس

۴۔ کیا

یہ آواز دہی۔

۵۔ اے

۹۔ تاکہ اس تدبیر سے میں اس خراب محفل سے اپنے آپ کو بچاؤں اور ان سے اجتناب کروں۔

۱۰۔ اے جوان جب توبہ دار ہو جائے۔ تو سب سے پہلے تو میرے پاس آ۔

۱۱۔ پس اس کام کے بعد اگر تو چاہتا ہے کہ میں وہ کام کروں۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اس کا میرے ساتھ وعدہ کر۔

۱۲۔ اس نے شیخ کی کہی ہوئی بات مان لی۔ جب وہ عالم خواب میں پہنچا تو اس نے ان کے چہرے پر ملنا پھر مارا۔

۱۳۔ صبح جب وہ خواب سے بیدار ہوا۔ تو فوراً اس شیخ کی خدمت میں پہنچا۔

۱۴۔ جب شیخ نے اس کے چہرے کو سیاہ دیکھا تو شیخ نے اسے آئینہ دیا تاکہ وہ اس میں اپنا چہرہ دیکھے۔

۱۵۔ اس نے جب اس آئینہ میں دیکھا تو اس نے اس سیاہی کو اپنے چہرہ پر پایا۔

۱۶۔ اے زمانے کے شیخ میں حیران ہوں کہ میرے رخصت کار تک سیاہ کیوں ہو گیا ہے۔

۱۷۔ شیخ نے اس کو کہا کہ اے بھلے انسان۔ مجھے تو آئینہ کی مانند جان۔

۱۸۔ جو کچھ اچھا یا برا خواب میں نظر آئے۔ شاید وہ دیکھنے والے کے ہی چہرے کا عکس ہے۔

۱۹۔ اولیاء اللہ مکر اور ریا سے پاک ہیں۔ اللہ کا بندہ کیسے ریا کاری کر سکتا ہے۔

۲۰۔ ملائی کامل اپنی بدنامی کے لئے اکثر اوقات غلط راستہ اختیار کرتے ہیں۔

۲۱۔ ناقص اپنی شہرت چاہتے ہیں تاکہ اس دھوکا بازی سے کچھ مال و زر تو ان کو ملے۔

- جائے۔
- ۲۲۔ کامل اگر اپنے آپ کو عیب میں مبتلا کرے۔ تو اس کی اس غلطی کو مصلحت شمار کرنا چاہئے۔
- ۲۳۔ اگر کسی صاحب دل کی کوئی حرکت ناجائز ہو مگر اللہ اس کو پسند کرے تو یہ سمجھ کر سراپا جائز ہے۔
- ۲۴۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی جو عاشقوں کے راز دار ہیں۔ انہوں نے گلستان میں میرے حال کے مطابق ارشاد فرمایا ہے۔
- ۲۵۔ اگرچہ تمام عیب اس بندہ کے اندر موجود ہیں۔ برعکس کہ جو بادشاہ پسند کرے وہ عیب نہیں بلکہ خوبی ہے۔
- ۲۶۔ اے خدا بخش نیک لوگوں کے اندر جو عیب ہوتا ہے۔ وہ اگر کوئی دیکھے تو درحقیقت وہ اس کا اپنا ہی عیب ہے۔

ساتویں حکایت

- ۱۔ ایک خوش نویس نے پسندیدہ خط کے ساتھ اپنے بادشاہ کو ایک مکتوب لکھا۔
- ۲۔ ایک کھمی، بے چین، جس کا پرٹا ہوا تھا۔ چاک اس کے خط پر گزری۔
- ۳۔ اس نے سمجھا کہ کھمی پیاسی ہے لہذا اس نے کچھ لکھ اپنے ہاتھ کو روکے رکھا۔
- ۴۔ پیاسی کھمی جب اس ترسیلی سے سیر ہو گئی تو غیر سے الہام کرنے والے نے یہ آواز دی۔
- ۵۔ اے لکھنے والے تو نے اپنا کام تو کر دیا۔ تو ابھی نسل کا انسان ہے اور بہت

۱۸۔ کنز و غوثیو

۱۹۔ حافظ شیرازی

۲۰۔ شیخ بے پناہ

دل کو آرام پہنچا، مگر

چوبیسواں تحفہ

۱

اللہ تعالیٰ

پاک بھٹو کی اور آسمان

۲۔ اللہ کے

۳۔ آپ کا

نے دیکھا اس

۴۔ آپ کا

باعث ہے آرم

۵۔ اس

آپ کا مرکزِ نبی

۶۔ سب

ہی اچھا آدمی ہے۔

۶۔ اللہ نے تجھے شہنشاہی عطا فرمادی۔ چاند سے لکر مچلی تک تجھے تعریف عطا

فرمادیا۔ لہذا اب اپنے نام کا سکھ چلا۔

۷۔ اس نے شکر یہ ادا کیا اور فارغ ہو گیا۔ اور اپنے وقت کے انتہا میں بیٹھ

گیا۔

۸۔ دوسال کے بعد اسے بادشاہی مل گئی۔ اپنے نام کا خطبہ جاری کیا۔

۹۔ اپنے سر کو خرقہ ان کے ساتھ گھسا۔ اس کا نام خالد تھا۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں اس کے موافق ہو گئیں۔ واہ واہ وہ کیا ہی نکتہ دان

بادشاہ تھا۔

۱۱۔ اس کی خوشنودی اس کی اطاعت میں ہے۔ مخلوق کا آرام اس کا آرام ہے۔

۱۲۔ اللہ کی خوشنودی اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ تو کسی زخمی دل پر مرم رکھے۔

۱۳۔ اگر کسی دل کو دکھ پہنچے تو اللہ کو بھی اس کا دکھ ہوتا ہے۔

۱۴۔ کسی کے پاؤں کا کاٹنا ٹالنا، ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

۱۵۔ جب تک تجھ سے ہو سکے کسی دل کو نہ ستاتا کہ تجھ پر اللہ باری تعالیٰ کی رحمت

ہو۔

۱۶۔ اے بھائی بھی راستہ اختیار کر۔ اپنا آرام نہ تلاش کر بلکہ مخلوق کی راحت

چاہ۔

۱۷۔ تو نے نہ کہ اللہ پاک نے، حضرت سلیمان کو جب کہ وہ آرہے تھے، کیا

کہا؟

- ۱۸۔ کمزور حیوانوں پر نگاہ رکھتا کہ تو چوٹی کا بھی دل نہ دکھائے۔
- ۱۹۔ حافظ شیرازی نے مجھے داد دی۔ اس لئے کہ وہ ہراز کے واقف تھے۔
- ۲۰۔ شیخ بے پناہ قوتوں کے حامل ہیں لیکن ان کی ایک ہی بات کافی ہے کہ کسی کے دل کو آرام پہنچا، یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور تیری بخشش کے لئے یہی کافی ہے۔

چوبیسواں تحفہ: اس رسالہ کے خاتمہ کے بارے میں اور

اس مقالہ کے مطابق کچھ اشعار

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کہ یہ شاندار رسالہ کہ جو دلوں کو خوش کرنے والا ہے۔ نبی پاک ﷺ کی آپ کی آقا کی تعریف میں کہ جنہوں نے دین میں اعلیٰ شان حاصل کی ہے۔
- ۲۔ اللہ کے نور اور نبی پاک ﷺ کے دل کے سرور محبوب بارگاہ شہنشاہِ مصلاتی

- مولائی ہیں۔
- ۳۔ آپ کا وجود دنیا میں موجود تمام وجودوں سے افضل ہے۔ آپ کی مثل کس نے دیکھا۔ اس عالم ہر دو میں۔
- ۴۔ آپ کو جو قرب خداوندی حاصل ہے وہ فرشتوں کے لئے بھی حیرانی کا باعث ہے۔ آپ کی نگاہ آسمان پر ستارے دیکھنے والی ہے۔
- ۵۔ اس جہان کے انتظام و انصرام کرنے کے لئے بڑے جوش والے ہیں۔ کبھی آپ کا مرکز نقیب میں ہے اور کبھی بلندی پر۔
- ۶۔ کبھی مغرب کی طرف جاتے ہیں اور کبھی مغرب کی طرف۔ اور آپ سے

شرم کی باعث برقی بادل میں پوشیدہ ہے۔

۷۔ سورج کی طرح ہر لحاظ سے تیز رفتار ہیں۔ سیاہ چادر کے اندر جو رات کی

طرح تاریک ہے اس میں پوشیدہ ہیں۔

۸۔ جس قدر آپ کی صفت کو بیان کرنے میں، میں نے قلم کو بلند کیا۔ آخر کار

اس کی عاجزی کے طور پر سرم خم کر دیا۔

۹۔ کہاں شائق اور کہاں شہنشاہ دین کی تعریف۔ بہتر یہی ہے کہ میں اپنے

ہاتھوں کو دعا کے لئے اٹھاؤں۔

۱۰۔ یا اللہ عقار کائنات احمد مرسل بیٹھے کے صدمتے۔ یا اللہ جناب علی حیدر کرار

والی شش جہات کے صدمتے۔

۱۱۔ یا اللہ جملہ رسولان پاکباز کے طہل۔ یا اللہ اپنے عزت والے کلام کے

صدمتے۔

۱۲۔ یا اللہ شاہ شہیدان کر بلا کے صدمتے۔ یا اللہ میدان جنگ کے کشیدگیوں کے

صدمتے۔

۱۳۔ یا اللہ شاہ انام رسول مقبول کی آت کے صدمتے۔ یا اللہ نیک نام اصحاب کی

عظمت کے صدمتے۔

۱۶۔ نبی کی مسند کی زینت کو ہمیشہ قائم و دائم رکھ۔ جو دار علی شاہ، اللہ تعالیٰ کے

محبوب ہیں۔

غزل

- ۱۔ اس کے ہونٹوں نے بڑھکھک کا خط پہنا گویا کہ سیاہی کے اندر آب حیات ہو۔
- ۲۔ میرا اگر بیان اور دامن حاضر ہے۔ اے جنوں تو اس کے علاوہ اور کیا چاہتا ہے؟
- ۳۔ اے میرے ساتھیو! میں کوئی اختیار نہیں رکھتا ہوں، وقت سحر کے نالہ و فریاد سے بچ۔
- ۴۔ اس کے وصل کی محفل سے میں کب تک جدا پڑا رہوں گا۔ جس طرح پانی کے بغیر پھلی تر پتی ہے اس طرح میں اس کے بغیر کب تک تر پتا رہوں گا۔
- ۵۔ وارث کے عشق کی گدائی کر، ان سے مانگ، کہ ان کی درویشی ہی بادشاہی ہے۔

منتخب غزلیات مصنفہ حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب

مدظلہ العالی

غزل اول (فارسی)

کرد خدا شائے او صل علی محمد
جانِ جہان فدائے او صل علی محمد
قدر بلند شاہ دین هست ردیف یا قدر
جست قضا رضائے او صل علی محمد
رفت بطور چمن یکم یو بخت و جوی او
دیند مگر نیائے او صل علی محمد
تا لک چاری بہر چرا کج رفت
داشت بسر ہوئے او صل علی محمد
وارث عاشق رسول بہر چنابہ بخت
باد ز دلہائے او صل علی محمد

ترجمہ غزل اول۔ فارسی (نعت)

- ۱۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حمد و ثناء کرتا ہے۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔ سارا جہان آپ پر فدا ہے۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔
- ۲۔ اے قدر والے! تو نے دین کے بادشاہ کی قدر اور عزت بہت بلند کی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی رضا چاہتا ہے۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔

۳۔ جب موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام طور پر گئے، اللہ کی تجویس، تو انہوں نے وہاں

روشنی آپ ہی کی پائی۔ اللہ کی رحمتیں آپ پر نازل ہوں۔

۴۔ چوتھے آسمان تک کس لئے حضرت مسیح علیہ السلام گئے؟ مگر آپ کے دیدار

کی خواہش رکھتے ہوئے۔ آپ پر اللہ کی بے حساب رحمتیں ہوں۔

۵۔ وارث جو رسول اللہ ﷺ کے عاشق ہیں۔ جتنا بڑا ہو چل سلام اللہ علیہا کے

واسطے۔ وہ ہمیشہ آپ کے دلربا ہیں۔ آپ پر اللہ کی بے حساب رحمتیں ہوں۔

غزل دوم (فارسی)

خوش از باغ ارم گلزار کعبہ	کہ باشد منزل دلدار کعبہ
ہوائے سایہ طوبیٰ عدارم	مرا بس سایہ دیوار کعبہ
سلامی خود ستود دارالسلام	شوم گر سماع زوار کعبہ
چہا گنجینہ با کردند عقی	ندانم ہچکس اسرار کعبہ
اگر باری دہد بخت بلندم	بچشم خویش چشیم غار کعبہ
نمائیم گوہر جان را نثارش	چہ یابم بار دو دربار کعبہ
از ان بیت الحرم آمد دور	کہ حق شد مرکز پر کار کعبہ
نہ تنہا مہر و مدد خدمت دوست	بود گردون نگار و بار کعبہ
دو چشم انگبار شاہ وارث	منور باد از انوار کعبہ

ترجمہ غزل دوم۔ فارسی (حمد)

- ۱۔ کعبہ شریف کا گھر بار باغ ادم سے بہت اچھا ہے۔ چونکہ کعبہ دلداری منزل ہے۔
- ۲۔ طوبیٰ کے سایہ کی خواہش میں نہیں رکھتا ہوں۔ میرے لئے کعبہ شریف کی دیوار کا سایہ ہی کافی ہے۔
- ۳۔ سلام خود میرے دارالسلام کی تعریف کرتا ہے۔ اگر میں ایک لمحہ کے لئے کعبہ شریف کی زیارت کرنے والا بن جاؤں۔ تو میں اس دارالسلام کی اپنی سلامیوں کے ساتھ تعریف کروں۔
- ۴۔ کتنے خزانے اللہ والوں نے اس میں پوشیدہ کر دیئے ہیں۔ کعبہ کے اسرار کو کوئی شخص نہیں جانتا۔
- ۵۔ اگر قسمت کی بلندی میری یاوری کرے تو میں کعبہ کے کانٹے اپنی نگاہوں سے چٹوں۔
- ۶۔ میں اپنی جان کے گہر کو اس پر قربان کر دوں۔ اگر کعبہ کے دربار میں کوئی بوجھ محسوس کر دوں۔
- ۷۔ کعبہ کے پرکا کا مرکز اگرتی ہو جائے تو اس سے عزت ملا کر غرور کو منکج جاے۔
- ۸۔ چاند اور سورج ہی صرف اس کی خدمت میں نہیں ہیں بلکہ آسمان بھی کعبہ شریف کے کاموں میں لگا ہوا ہے۔
- ۹۔ شہزادہ کی آنسو برسانے والی دونوں آنکھیں۔ کعبہ کے انوار سے ہمیشہ روشن رہیں۔

غزل سوم در اردو

ظہور نور رحمت ہے تمام اطراف کعبہ میں
 قلم کیا خاک اٹھائے گا کوئی اوصاف کعبہ میں
 اگر رضوان کو یکدم بھی خدا کر دے تماشائی
 اہم کو بھول جائے بھول جائے پھر نزاری لاف کعبہ میں
 غبار آستان ہر روز جھاڑے مہر مہرگان سے
 بجھائے ماہ ہر شب چادر شفاف کعبہ میں
 نہیں ہوتا ہے ناف ہر مقام ناف میں پیدا
 غزال ارض کی حق نے بنائی ناف کعبہ میں
 مرے لاشے کو بھی پیوند خاک کعبہ کر دینا
 ملایا تو نے یا رب جس طرح سے کاف کعبہ میں
 گناہان صغیرہ صاف دھل جاتے ہیں زائر کے
 کبیرہ کیلئے بھی ہے کچھ استغفار کعبہ میں
 نصیب زائران پیٹک کرامات و بزرگی ہے
 ہمیشہ سے شرف پاتے رہے اسلاف کعبہ میں
 زہے عزت زہے توقیر خدا مان آنجا کے
 یہ از اشرف ہیں رہتے ہیں جو اعلا ف کعبہ میں
 صلہ اس وصف کوئی کا نہیں ملنے کا کچھ تجھ کو

- ۷۔ کعبہ میں بزرگ
۸۔ دہا
۹۔ دودگر اشرف
۱۰۔ بچے اس وصف
۱۱۔ تو
۱۲۔ والے کعبہ میں
۱۳۔ اللہ ﷻ صاف
۱۴۔ رسالہ
۱۵۔ مدینہ رسالہ
۱۶۔ خوش روز
۱۷۔ نمی گویم
۱۸۔ مسیحا آ
۱۹۔ شوم چہا
۲۰۔ رسد چہا

مگر جب بچے کا اے بندہ وصف کعبہ میں
صفت تو کیا بیاں کرتا ہے منصورہ اتالیق کی
ہزاروں اس طرح کے ہیں پڑے نذاف کعبہ میں
اگر چشم حقیقت میں کوئی رکھتا ہے اے وارث
خدا و مصطفیٰ کو دیکھ لیوے صاف کعبہ میں

ترجمہ غزل سوم۔ اردو

- ۱۔ رحمت کے نور کا کعبہ کے تمام اطراف میں ظہور ہے۔ کعبہ شریف کے مکمل اوصاف بیان کرنے کے لئے کوئی قلم یا دم قریب کرے گا۔
- ۲۔ اگر رضوان داروغہ جنت ایک لمحہ کے لئے بھی کعبہ کو دیکھ لے تو وہ ادم کو بھول جائے اور کعبہ شریف میں کوئی بڑی بات نہ کرے۔
- ۳۔ وہ ہر روز اپنی لچکوں سے اس آستان پاک کا غبار چھاڑے۔ اور ہر رات کو چاند کعبہ کے اندر اپنی شفاف چادر بچھائے۔
- ۴۔ ہرن کی ناف کے سوا اور کسی جگہ کستوری پیرائیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کے ہرن کی ناف کعبہ کو بنایا۔
- ۵۔ یا اللہ امیری الٹ کو بھی خاک کعبہ شریف میں دفن کر دینا ہے، جس طرح تو نے کعبہ شریف کے ساتھ کاف کو ملا دیا ہے۔
- ۶۔ گناہ و مصیروہ زیارت کرنے والوں کے معاف ہو جاتے ہیں اور کعبہ میں پڑے گناہوں میں بھی کچھ کمی ہو جاتی ہے۔

- ۷۔ بے شک زیارت کرنے والوں کا نصیب عزت و بزرگی ہے۔ ہمیشہ سے ہی کعبہ میں بزرگان سلف شرف پاتے رہے۔
- ۸۔ وہاں کے خادموں کے لئے کیا ہی عزت ہے۔ کعبہ میں جو کتنا گوارہ رہتے ہیں وہ دیگر اشراف سے زیادہ بہتر ہیں۔
- ۹۔ اس تعریف کوئی کا بدلہ تجھے کیا ملے گا۔ مگر جب تو کعبہ میں پہنچے گا تو تب تجھے اس وصف کوئی کا صحیح بدلہ ملے گا۔
- ۱۰۔ تو منصور اتالیق کی کیا تعریف بیان کرتا ہے۔ ایسے سیکڑوں روئی دھننے والے کعبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔
- ۱۱۔ اے وارث اگر کوئی حقیقت دیکھنے والی نگاہ رکھتا ہے۔ تو وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو صاف طور پر کعبہ میں دیکھ سکتا ہے۔

غزل چہارم (فارسی)

رسان یا رب ہرکارہ مدینہ	فدا گردم بدربار مدینہ
مدینہ رنگ فردوں بدین ست	کشم بر سر چو گل خار مدینہ
خوشاروزے کہ چون بلبل نمایم	نوا بختی بہ گلزار مدینہ
نمی گویم رسان یا رب عجبست	مگر ہستم طلبکار مدینہ
سمیحا آید از بہر عبادت	کے کر ہست تبار مدینہ
شوم چون بردہ خود را فروشم	رم کر سونے بازار مدینہ
رسم یتیم ملک زیر لولیش	بر افراز و چو سالار مدینہ

میں کفر۔

۹۔

کاکل خمر

مجھے بوئے گلستاں سے نہیں کچھ کام اے وارث
شیم کاکل خمر سوکھوں کا مدینہ میں

ترجمہ غزل پنجم۔ اردو

- ۱۔ اُمّی وہ کون سادہ ہوں گا کہ میں مدینہ شریف میں پہنچ جاؤں گا، میں شاہ کوئین پینٹ کے در اقدس کو بوسہ دوں گا۔
- ۲۔ اگر دونوں جہانوں کے شہنشاہ کے دربار میں اللہ تعالیٰ پہنچا دے تو میں مدینہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کروں گا۔
- ۳۔ اے میرے دل اگر مجھ پر اللہ کا کرم ہو، تو کچھ سوئی علیہ السلام کو کوہ طور پر ملائی وہی جلوہ مدینہ شریف میں پاؤں گا۔
- ۴۔ میں نیاز مندی، تالہ دریا و آوارہ وفلاں کا گلہ نہ رنیں، یا کہ مدینہ شریف میں حاضر ہوں گا۔
- ۵۔ موت کو میں ہرگز اپنی جان نہ دوں گا۔ مگر جب میں مدینہ شریف میں پہنچ جاؤں گا تو پھر اجازت دوں گا۔ تاکہ مجھے مدینہ کی خاک نصیب ہو جائے۔
- ۶۔ یا اللہ اگر تو میری خواہش کو پورا کرے تو میری بیکی نیت ہے کہ میں مدینہ شریف میں جا کر داغی چل کر دوں گا۔
- ۷۔ میرا یہ سربے کار ہے لیکن یہ کام اسی دن آئے گا جب میں اس سر کے بل پل کر مدینہ شریف میں پہنچوں گا۔
- ۸۔ دوستو! اُس وقت میرے سامانِ محشر کے بارے میں نہ پوچھو۔ جب

میں کھڑے ہو کر مدینہ شریف میں ایک ہیں گا۔

۹۔ اے دارق مجھے گلستاں کی خوشبو سے کچھ کام نہیں۔ میں تو اس محبوب کے

کامل خمدار کی خوشبو مدینہ شریف میں سونگھوں گا۔

غزل ششم (فارسی)

خوشا دیکھ گذارم قدم بردہ نجف
شوم ثار مزار شریف شاو نجف
دیکھ نام قیامت بگیرد عالم را
ملائکان ہم آید در پناہ نجف
چراغ مہر فروزان بود بروئے زمین
منور ہست دو عالم ز نور ماو نجف
اگرچہ کون و مکان ست زیر حکم علی
قرار داد شہنشاہ تخت گاو نجف
ازان زمان کہ شہنشاہ دین قیام گرفت
گزشتہ است ز عرش برین کلاہ نجف
قادر در غلٹی عقل کل ز پتلاہ نجف
بسوئے عرش در آمد باہتلاہ نجف
ہزار جہد نمود و نیافت سر بیزی
نہ برد تا بجان باغبان کیاہ نجف

ترجمہ غزل ششم۔ فارسی

- ۱۔ وہ کیا ہی اچھا وقت ہوگا کہ جب میں نجف شریف کے راستے میں قدم رکھوں گا۔ نجف شریف کے شاہ کے مزار اور کے میں قربان ہو جاؤں۔
- ۲۔ جس وقت قیامت کی آگ سب جہان کو پکڑے گی۔ اور نجف شریف کی پناہ میں تمام فرشتے آجائیں گے۔
- ۳۔ سورج کا چراغ زمین کو روشن کرنے والا ہو جائے۔ جبکہ نجف کے چاند کے نور سے دونوں جہاں روشن ہیں۔
- ۴۔ کون وہ مکان علی کے حکم کے زیر اثر ہیں۔ نجف کی تخت کا شہنشاہ کا فیصلہ ہے۔
- ۵۔ اس وقت سے لے کر کہ جب شہنشاہ دین نے وہاں قیام کیا۔ نجف کی کھاد عرش سے بھی بلند ہوگئی ہے۔
- ۶۔ حقل کل غلطی سے بے قراری کی وجہ سے گر پڑے گی۔ نجف کے شہر میں جب وہ عرش کی طرف آئے گا۔
- ۷۔ ہزار کوشش کی لیکن سرسبز کی حاصل نہ ہوئی۔ جب تک جنت کا باغبان نجف شریف کا گھاس جنت میں نہ لے گیا۔

۸۔ اللہ تعالیٰ اور نبی پاک ﷺ کے سوا اور کوئی جانتا کہ نجف اشرف کا مرتبہ

کہاں تک پہنچا ہوا ہے۔

۹۔ اے وارثِ اباغ اور پھول کے متعلق تو کیا باتیں کرتا ہے، کہ ہزاروں باغ

بھی نجف شریف کی بارگاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔

غزل ہفتم (اردو)

نجف اشرف زمین پر گر نہ ہوتا
زمین پر معدن گوہر نہ ہوتا
نجف مگر مسکن سرور نہ ہوتا
زیارت گاہ پیغمبر نہ ہوتا
بجا ہے گر شہِ صفور نہ ہوتا
مردوں دین کو زہور نہ ہوتا
سلیمان کو کہاں ملے وہ خاتم
نجف اشرف میں گر حیدر نہ ہوتا
سکندر کو نہ ملے راہِ حیوان
اگر شاہ نجف رہبر نہ ہوتا
نجف میں گر نہ کرتا خاکروبی
تو دامنِ مہر کا پر زر نہ ہوتا
اگر شاہ نجف رہتے عدم میں

کسی کو حکم باور نہ ہوتا
 چیمبر لٹک لگی نہ کہتے
 اگر شاہ نجف ہمسر نہ ہوتا
 اگر رحمت نہ کرتا تا قیامت
 نمایاں بھر شہ خادر نہ ہوتا
 اگر سر پر نہ ہوتا سایہ شاہ
 کبھی وارث بدہند سر نہ ہوتا

ترجمہ غزل ہفتم۔ اردو

- ۱۔ اگر نجف اشرف زمین پر نہ ہوتا تو یہ موتیوں کی کان زمین پر نہ ہوتی۔
- ۲۔ اگر نجف اشرف مولا علی سرور کا مسکن نہ ہوتا، زیارت گاہ پیغمبر نہ ہوتی۔
- ۳۔ یہ بات درست ہے کہ اگر شہ صفور نہ ہوتے تو دین کی دکان کو زیر حاصل نہ ہوتا۔
- ۴۔ حضرت سلیمان کو وہ انگوٹھی کہاں ملتی اگر نجف اشرف میں حیدر کرار نہ ہوتے۔
- ۵۔ سکندر کو آب حیات کا راستہ نہ ملتا۔ اگر شاہ نجف اس کی رہنمائی نہ فرماتے۔
- ۶۔ اگر سورج نجف اشرف میں خاک کر دیتی نہ کرتا تو اس کا دامن مونس سے نہ چمکتا۔
- ۷۔ اگر شاہ نجف تادم میں رہتے تو کسی کو اللہ کے حکم کا یقین نہ ہوتا۔
- ۸۔ نیم پاک پتلی لٹک لگی ارشاد نہ فرماتے اگر شاہ نجف ہمسر نہ ہوتے۔
- ۹۔ مشرق کا بادشاہ سورج اگر واپس نہ آتا تو بھر کبھی شاہ خادر نہ ہوتا۔

۱۰۔ اگر سر پر شاہ کا سایہ ہوتا تو ادا رت مکی سنگے سر نہ ہوتے۔

غزل ہشتم (فارسی)

دل من جلائے کربلا شد
 روا شد خوشنا شد بس بجا شد
 زمین کربلا خوشتر ز عرش است
 کہ راحت گاہ آن گلگون قبا شد
 باشد ہمیش ازین رتبہ کے را
 سوار دوش شاہ انبیاء شد
 نمیگویم کہ آن شد تشبہ لب رفت
 چو در بحر شہادت آشنا شد
 شبید تیغ سر تابان نکشے
 مگر پابند تسلیم و رضا شد
 خوشا مقوم دشت ماریہ را
 زمینش سر بسر خاک شفا شد
 ز حال معرکہ دیگر چه گویم
 تو پنداری کہ حشر آنجا پاشد
 بخرام کہ گردون چون تافتاد
 اسیر غلامان آل عبا شد

۹۔ جب

بتا کے ساتھ گلاں

۱۰۔ اے

جو خیر خدا کی طاقت

۱۔

ظہر

میت

ک

صبا

الہی

ہوا

وہ

لانا

خدا

نیاز

خریا

کیا

چو کردم جرات تشریح آن حال

گھو میر علم آہ و بکا شد

چو گوید وصف آن شیر وارث

ظہر قدرت شیر خدا شد

ترجمہ غزل، ششم۔ فارسی

۱۔ میرادل جٹلائے کر بلا ہوا۔ جانز ہوا۔ بہت اچھا ہوا۔ بہت ہی درست ہوا۔

۲۔ کہ بلا کی سر زمین عرش سے بھی بڑھ کر ہے، کہ وہ سید الشہداء اور گلگوں قبائی

آرام گاہ ہے۔

۳۔ جو انبیاء کے سردار ہیں ان کے کنوئے کا سوار ہوتا، کسی کے لئے اس سے

بڑھ کر کوئی رتہ نہیں ہے۔

۴۔ میں نہیں کہتا کہ وہ بادشاہ پیدا چلا گیا، جب وہ شہادت کے سمندر کا واقف

ہو گیا۔

۵۔ چمکنے والی تلواریں آپ شہید نہ ہوتے، لیکن آپ تسلیم و رضا کے پابند ہو

گئے۔ اس لئے شہید ہو گئے۔

۶۔ ماریے کے رشت کے کیا کچھ کہ اس کی زمین ساری کی ساری خاک شفا بن گئی۔

۷۔ جنگ کے حالات کے بارے میں، میں زیادہ کیا کہوں، گو یا کہ وہاں حشر تھا

ہو گیا۔

۸۔ میں خیر ان ہوں کہ آسمان کیوں نہ کر بڑا۔ کہ آل و عیال ظالموں کی اسیر ہو گئی۔

- ۹۔ جب میں نے اس حال کی وضاحت کرنے کی دلیری کی تو میرے قلم کی آہ
بتا کے ساتھ گھلا پڑا گیا۔
- ۱۰۔ اے وارث! اس شبیر (سیدنا امام حسین) کے اوصاف کیا بیان کروں۔ کہ
جو شیر خدا کی طاقت کا ظہور ہیں۔

غزل نغمہ درار دو

ارم ہے غلہ ہے یا گربلا ہے
ظہور قدرت رب العلا ہے
مقیم اس جا کوئی ملکوں قبا ہے
کہ جس پر دل مرا یارب فدا ہے
صبا لاتی ہے بو بھر بھر کے دلمان
ابھی کون گل اس جا کھلا ہے
ہوا پر نور جس سے شرق تا غرب
وہ کیسا آفتاب پر ضیا ہے
طاہک ہیں جہاں دربان و خادم
خدا جانے وہاں اسرار گیا ہے
نیاز اس کو بھلا کب ہو کسی سے
خریدار اس کے نازوں کا خدا ہے
کیا ملعون نے شہ پر چڑھائی

فلک کو آن تک رنج و عنا ہے
جگر خونی ہوئے روزِ شہادت
نواد اس رمز کی برگِ حنا ہے
ہوئی جس دم شہادت ماریہ میں
تجلی سے نازد کرب و بلا ہے
غیرتا ہی نہیں وارث کسی جا
کسی کی جنتو میں پھر رہا ہے

ترجمہ غزلِ نیم - اردو

- ۱۔ ارم ہے، غلط ہے یا کر بلا ہے یہ سب جگہیں بزرگ و برتر رب کریم کی طاقت کے ظہور کی جگہیں ہیں۔
- ۲۔ اس جگہ کوئی گلوں کا مہم ہے۔ کہ جس پر یارب میرا دل قربان ہے۔
- ۳۔ صبح کی ہوا پناہ دامنِ خوشبو سے پھر پھر کر لاری ہے۔ یا الہی اس جگہ آخر کون سا پھول کھلا ہوا ہے۔
- ۴۔ جس کی وجہ سے مشرق سے مغرب تک ہوا پر نور ہو گئی ہے۔ وہ کیسا روشن سے پھر ہوا آفتاب ہے۔
- ۵۔ جس جگہ فرشتے دربان اور خادم ہیں۔ خدا جانے کہ وہاں کیا راز ہے۔
- ۶۔ اس کو ہلاک کی کیا ہمتی ہے۔ جس کے ناز و داد کا خریدار خود اللہ تعالیٰ ہے۔
- ۷۔ اس لمحوں نے شاہ پر حملہ کیا جس کی وجہ سے سورج کو آج تک دکھاؤ تکلیف ہے۔

- ۸۔ شہادت کے دن بھرنی ہو گئے۔ اس درگاہ ہندی کا پتہ ہے۔
 ۹۔ جس گزری داری میں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ تب سے وہ مقام کرب و
 باری جگہ ہے۔
 ۱۰۔ وارث کی جگہ ختم ہوتی نہیں ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی کی تلاش میں
 بھر رہا ہے۔

غزل دہم (فارسی)

بہشت گر سرم سودے چ بودے
 دوش مہبود من بودے چ بودے
 حباب آسا قلم در یل اتم
 رہ آن روضہ بہبودے چ بودے
 غلام را اگر باد بحر گاہ
 بکوائے شاہ بر بودے چ بودے
 مرا اے کاش سلطان دو عالم
 تک درگاہ فرمودے چ بودے
 تہ فعل سمند شوق آن شاہ
 سراپا چ فرمودے چ بودے
 اگر تیر مژہ را آن کما عمار
 کیس چشم اندودے چ بودے

خداوند! بہمنائے دل من
مئے عشق گر آموئے چہ بودے
اگر مانند شانہ ہنچ من
گرہ زان زلف بکھوئے چہ بودے
سر راحت اگر میکاست بکسر
غش در سینہ افزوئے چہ بودے
شب و روزست چمن دلاب در چرخ
دے وارث گر آموئے چہ بودے

ترجمہ غزل و ہم۔ فارسی

- ۱۔ شہد شریف میں اگر میرا سر گھستا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر اس درکار دارانہ میرا
مکھوہ ہوتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔
- ۲۔ حباب کی طرح میرا جسم میرے آنسوؤں کے سیلاب میں شہد کے رونہ
شریف کا راستہ طے کرتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔
- ۳۔ اگر صبح کے وقت کی ہوا میرے غبار کو شاہ کی گلی میں لے جاتی تو کیا ہی اچھا
ہوتا۔
- ۴۔ کاش دونوں جہانوں کا بادشاہ مجھ کو اپنی بارگاہ کا کتا کہہ دیتے تو کیا ہی اچھا
ہوتا۔
- ۵۔ اس شاہ کے شوق گھوڑے کی نعل کا مکھوہ اگر میرے جسم کو گھسا دیتا تو کیا ہی

- ۱۔ اچھا ہوتا۔
- ۲۔ آ
- ۳۔ یا
- ۴۔ اچھا ہوتا۔
- ۵۔ آ
- ۶۔ آ
- ۷۔ ہی اچھا ہوتا۔
- ۸۔ را
- ۹۔ آسوہ ہو جا۔

- ۱۰۔ تہا
- ۱۱۔ ہدایت آپ
- ۱۲۔ علی شاہ مد ظلہ
- ۱۳۔ محمد وحسبہ
- ۱۴۔ مجسٹریٹ علی
- ۱۵۔ دادا خواہ دیکر
- ۱۶۔ عابد حسین جابد

اچھا ہوتا۔

۶۔ اگر وہ تیرا لڑا لڑائی پلک کے تیر کو میری آنکھ کے قہیلے میں رکھتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

۷۔ یا اللہ! میرے دل کی سرائی میں اس کے عشق کی شراب اگر آ جاتی تو کیا ہی

اچھا ہوتا۔

۸۔ اگر میرا بیچہ کھمچی کی طرح اس کی زلف کی گرہ کو کھولتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

۹۔ اگر راحت مکمل طور پر ختم ہو جاتی اور اس کا غم میرے سینے میں بڑھ جاتا تو کیا

ہی اچھا ہوتا۔

۱۰۔ رات دن جیسے کنوئیں کی چوڑی گھومتی رہتی ہے۔ اسی طرح وارث کا دم اگر

آسودہ ہو جاتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

خاتمۃ الطبع

تمام تر تعزینیں الذعر و جل کے لئے ہیں اور اس کا احسان ہے کہ کتاب ہدایت کتاب تختۃ الاصفاء در مدح جناب مرشد حقیقت آگاہ حضرت حاجی سید وارث علی شاہ غلام از قضا ئیف شیخ خدا بخش متخلص بہ شائق و چند غزلیات از افادات حضرت محمود حسب فرمائش جناب مولوی محمد عسکری صاحب وکیل عدالت دیوانی پٹنہ و آنزیری مجسٹریٹ علی قیسری واقع عظیم آباد پٹنہ سے باہتمام کترین خدیوہ محمد طہیل الدین علی مند وادانتر بادکوبہ ۱۸۸۸ء بر ملا بقی ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۰۶ھ کو شائع ہوئی۔ اس کی کتابت عابد حسین جاد نے کی۔

سلسلہ وارثیہ کے بنیادی مآخذ

- | | |
|-------------------------------------|---------------------------------------|
| ۱۔ عشق خدا بخش شائق دریا آبادی | ۱۔ تہذیب الاصفیاء (فارسی): |
| سید عبدالآلہ شاہ دارانی | ۲۔ عین البصائر: |
| مرزا قاسم جان مرزا پوری | ۳۔ وسیلہ بخشائش: |
| حاجی اوگت شاہ دارانی | ۴۔ ضیافت الاحباب کلمات مکتوبات: |
| حاجی اوگت شاہ دارانی | ۵۔ شہاب ثاقب موسوم پرہیز گھر: |
| حاجی اوگت شاہ دارانی | ۶۔ رسالہ شحات الانس: |
| مرزا بشیر بیگ فتح پوری | ۷۔ حیات وارث: |
| فضل حسین دارانی صدیقی اٹالی | ۸۔ مشکوٰۃ حقایق المعروف معارف وارثیہ: |
| محمد ابراہیم بیگ شیدا دارانی لکھنؤی | ۹۔ حیات وارث: |
| محمد ابراہیم بیگ شیدا دارانی لکھنؤی | ۱۰۔ منہاج الحقیہ فی ارشاد الہ وارثیہ: |
| افتخار حسین دارانی کاکوروی | ۱۱۔ انیسویں صدی کا مصوفی (انگلش): |
| حضرت ہدیم شاہ دارانی اٹالی | ۱۲۔ رسالہ تعارف: |
| حکیم محمد صفدر علی دارانی | ۱۳۔ جلوہ وارث: |
| حاجی غفور شاہ دارانی حسامی | ۱۴۔ اوارث (انگلش): |
| پروفیسر فیاض کاکوروی دارانی | ۱۵۔ آفتاب ولایت: |
| راشد عزیز دارانی | ۱۶۔ عکس جمال: |
| راشد عزیز دارانی | ۱۷۔ عرفان حق: |

ایک جا
تعالیٰ ج
کاروگر
میں
کمل
قدس
اور
(مخلو
خطاب
کیسٹ
مساب
پاک
خطو
ضرور

خصوصی گزارش

تمام احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ تصوف اسلام اور سلسلہ وارثہ کے متعلق ایک جامع انسائیکلو پیڈیا ”معارف وارثہ“ مرتب کرنے کیلئے محققین ہنر پر کام کا کام بعد اللہ تعالیٰ جاری ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم اور مشکل کام ہے۔ جو ہمیں کسی لڑکرواد کے بس کا روگ نہیں بلکہ ایک ٹیم ورک ہے۔ لہذا اس کام کو بشکل خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سہیل تک پہنچانے کیلئے تمام احباب کی خدمت میں بعد ادب و احترام ہر طرح کے عمل تعاون کی گزارش کی جاتی ہے۔

اس انسائیکلو پیڈیا کے مرتب کرنے کیلئے سرکار سیدنا حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز، حضرت حافظہ اکمل شاہ وارثی، الحاج فقیر عزت شاہ وارثی، دیگر فقراء اور مشاہیر سلسلہ وارثہ کے متعلق ہر قسم کی شائع شدہ کتابوں، غیر شائع شدہ تحریروں (مخطوطات) قلمی کتابیں (دارنی فقراء اور وارثی مشاہیر کی تصانیف، ان کے خطابات، گفتگو، انٹرویوز، اعراض اور دیگر اجتماعات (تقریبات) کی آڈیو، ویڈیو کیسٹوں، سی ڈی، وی ڈی، سلسلہ وارثہ کے زیر اہتمام کام کرنے والے اداروں، مساجد، مدارس اور انجمنوں کے متعلق جامع رپورٹس، مختلف لوگوں کی سرکار وارسلہ پاکٹ اور دیگر فقراء سے وابستگی کے متعلق حالات و واقعات، مشاہدات اور تاثرات، خطوط، تصاویر، اخبارات، رسائل، تحقیقی مقالات اور مستند زبانی معلومات کی اشہ ضرورت ہے۔

سلسلہ وار شیعہ کی تاریخ، تعلیمات اور تہذکات کو آنے والی نسلوں کیلئے محفوظ کرنے کا فریضہ تمام واریثی احباب پر عائد ہوتا ہے۔ لہذا براہ کرم ایسی تمام دستاویزات اصل یا نقل کسی بھی حالت میں راقم السطور کو مہیا فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں۔

اللہ کریم اس عظیم کام میں حصہ لینے والوں کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین بحق سید المرسلین ﷺ۔

خاک در حبیب ﷺ

راشد عزیز واریثی المعروف فقیر حاجی مراد شاہ واریثی

مکتبہ وار شیعہ شکوئی، جہلم (پاکستان)

E-Mail: rawarsi707@gmail.com

Mobile: 0346-5849707 ---0333-5842707